اشک ندامت

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف

تالیف: آیت اللہ سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

ترجمہ: عرفان حیدر

اشک ندامت

(امام زمانہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف)

● مؤلف: آیت اللہ سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

● مترجم: عرفان حیدر

● ڈیزائن: اظہر باقر خان

● تاریخ اشاعت: ۹/دسمبر سنہ ۲۰۲۵ء

● تعداد: ۵۰۰

● ناشر: فجر پبلیکیشنز

● مؤلف کی ویب سائٹ: www.almonji.com

● ہم سے رابطہ: info@almonji.com

irfanhaider014@gmail.com

انتساب

آبروئے خاتم النبیین، کُنہ خلقت کونین، مادر سادات، ام ابیہا، شفیعہؑ روز جزاء، صدیقہ وطاہرہ، راضیہ و مرضیہ سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخن مترجم

اسلام میں ''معرفت امام'' کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور ہم سب نے کم و بیش ''معرفت امام'' کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں پڑھا یا سنا ہے۔ ہم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ اطہار علیہم السلام سے نقل ہونے والی قطعی اور ناقابل تردید روایات کی بنیاد پر اجمالی طور پر جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔[1]

نیز ہم اسلامی تعلیمات میں امام کے لئے متعین کئے گئے مقام و مراتب اور شئون سے کسی حد تک واقف ہیں لیکن شاید ہم میں سے بہت سے لوگ اس معرفت سے تفصیلی طور پر آگاہ نہیں ہیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچھا گیا: خدا کی معرفت سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: مَعْرِفَةُ أَهْلِ كُلِّ زَمانٍ إِمامَهُمُ الَّذی يَجِبُ عَلَيْهِمْ طاعَتُهُ.[2]

---

[1] ۔ مَنْ ماتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمامَ زَمانِهِ ماتَ مَيْتَةً جاهِلِيَّةً.

[2] ۔ بحار الانوار: ۳۱۲/۵، ب ۱۵، ح ۱، علل الشرائع: ۹/۱.

ہر زمانے کے لوگوں کا اپنے زمانے کے امام کو پہچاننا کہ جن کی اطاعت ان لوگوں پر واجب ہے۔

اس روایت دو اہم نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے :

ا۔ ہر زمانے کے لوگوں کا اپنے زمانے کے امام کو پہچاننا۔

۲۔ اور لوگوں پر امام کی اطاعت کا واجب ہونا۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف معرفت امام کافی نہیں ہے بلکہ معرفت کے بعد امام کی اطاعت اور امام کے حق کو ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

کیاآپ جانتے ہیں کہ اسلام میں امام کے حق کی معرفت کس قدر اہم ہے ؟

کیاآپ جانتے ہیں کہ اگر ہم امام کے حق کو نہ پہچانیں تو ہماری کوئی بھی عبادت قابل قبول نہیں ہے ؟

کیاآپ جانتے ہیں کہ امام کے حق کو نہ پہچاننا امام کے انکار کرنے کے مترادف ہے ؟

کیاآپ جانتے ہیں کہ اسلام میں امام اور حق امام کی معرفت واجب ہے ؟

روایات میں معرفت امام کے بعد حق امام کی معرفت کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے ، کیونکہ معرفت امام اور حق امام دو مختلف موضوعات ہیں ۔ ہم کسی حد تک امام کی اجمالی معرفت تو رکھتے ہیں لیکن کیا ہم حق امام کو پہچانتے ہیں اور امام کا حق ادا کر رہے ہیں ؟

اگر میں اپنے اعمال کو دیکھوں اور اپنے گریبان میں جھانکوں تو اس سوال کا جواب منفی ہے !!

گناہوں اور کوتاہیوں کا اعتراف

اے میرے مولا! میں شرمندہ ہوں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں آپ کا حق ادا نہیں کر سکا۔

اے میرے آقا! میں نادم ہوں اور آپ کے حضور اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتا ہوں۔

اے میرے امام! میں نے کسی حد تک آپ کے حق کو پہچانا، مگر اس کی ادائیگی میں ناکام رہا۔

اے میرے سید و سردار! میں نے آپ کی معرفت کا دعویٰ کیا، مگر اس معرفت کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکا۔

اے میرے محبوب امام! میں نے آپ سے محبت کا اظہار تو کیا، مگر اس محبت کو اپنے اعمال سے ثابت نہ کر سکا۔

اے میرے مہربان امام! میں صرف زبان سے آپ کے ظہور کی دعا کرتا تھا، مگر وہ خلوص اور تڑپ پیدا نہ کر سکا جو ایک حقیقی منتظر کی نشانی ہے۔ میں ظاہری طور پر آپ کا منتظر رہا، مگر انتظار کا حق ادا نہ کر سکا... میں نے آپ کے ظہور کے لئے دعا تو کی مگر کثرت معصیت کی وجہ سے دعا کرتے وقت نہ تو میرے دل نے اپنی تڑپ سے میرا ساتھ دیا اور نہ ہی میری آنکھوں نے اپنے آنسوؤں سے میری منافقت کو دھویا... اور میں صرف زبان سے آپ کے لئے دعا کرتا رہا اور "العجل العجل" کہتا رہا!!

اقبال جرم

اے مظہر رحمت پروردگار!! میں جانتا ہوں کہ آپ میرے اعمال سے باخبر ہیں اور آپ میرے دل کی کیفیت سے بھی آگاہ ہیں۔آج میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے لئے کچھ نہیں کیا اور میں نے اپنے گناہوں سے آپ کو رنجیدہ کیا ، اپنی بد اعمالیوں سے آپ کا دل دکھایا اور اپنی خطاؤں سے آپ کو آزردہ کیا اور اپنی دائمی غفلت سے آپ کی دل شکنی کی، اور یقیناً اپنے امام کا دل دکھانے سے بہت بڑا جرم اور کیا ہو سکتا ہے...!

اے سریع الرضا خدا کی آخری حجت !آج یہ مجرم اپنے تمام تر گناہوں، خطاؤں، غفلتوں اور کوتاہیوں کے ساتھ آپ کے سامنے سر جھکائے کھڑا ہے اور **اقبال جرم** کرتا ہے۔

اے کریم کربلا کے کریم بیٹے ! میں کچھ نہیں جانتا اور مجھے اپنے جہل کا مکمل ادراک ہے ... لیکن میں صرف یہ جانتا ہو کہ میرا امام بڑا کریم ہے... اور میں یہ جانتا ہوں کہ جب کوئی مجرم کسی کریم کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے تو وہ اسے بخش دیتا ہے۔

یا ابانا استغفر لنا!

اے رحمۃ للعالمین کے فرزند! ہم آپ کے در پر کھڑے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمیں کبھی رد نہیں کریں گے... ہم آپ کے محتاج ہیں، آپ کی دعاؤں کے طلبگار ہیں اور آپ کی شفاعت کے امید وار ہیں۔آپ خدا سے ہمارے گناہوں کی بخشش اور مغفرت کی دعا کیجئے... کیونکہ یہ صرف آپ کی دعا سے ہی ممکن ہے۔

اے باب نجات امت! اس پرآشوب دور میں آپ کے سوا کوئی ہمیں نجات نہیں دلا سکتا اور ہمیں کسی اور سے یہ امید بھی نہیں ہے ... ہمیں اس دور کے فتنوں سے نجات دلانے کے لئے دعا کیجئے۔

اے نور آل محمد! ہمارے دلوں کو اپنی معرفت کے نور سے منور کر دیجئے۔

اے داعِیَ اللہ! آپ کے سوا کوئی ہمیں خدا تک نہیں لے جا سکتا... پس ہماری دستگیری کیجئے اور ہمیں خدا تک لے جایئے۔

اے کریم امام! آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ ہم ویسے بن جائیں جیسے آپ چاہتے ہیں۔

یا ابانا! استغفر لنا! آپ ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لئے دعا کریں....

ایک اور وعدہ

اے میرے آقا و مولا! میں نے کئی مرتبہ آپ سے عہد کیا لیکن اس کی پابندی نہ کر سکا... میں نے کئی بار آپ سے وعدہ کیا لیکن وعدہ خلافی کرتا رہا، جس کے لئے میں شرمندہ ہوں اور ''اشک ندامت'' کے ساتھ میں آج پھر آپ سے اپنے اعمال کو بہتر بنانے، آپ کے احکامات کی پابندی کرنے اور زندگی کے آخری لمحات تک قرآن اور اہل بیت علیہم السلام سے متمسک رہنے کا ایک اور وعدہ کرتا ہوں۔

لیکن اے پسر فاطمہ! آپ جانتے ہیں کہ میں نے ایک عمل پابندی سے انجام دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے ہمیشہ سے آپ کی مادر گرامی حضرت فاطمۂ زہرا علیہا السلام کے قاتلوں سے نفرت اور ان پر لعنت کرتا رہا ہوں اور شاید میرے نامۂ اعمال میں یہ وہ واحد عمل ہے جس

میں مجھے میری بخشش کی امید دکھائی دیتی ہے، اور میں آج آپ سے آپ کی مادر گرامی کے قاتلوں سے مزید نفرت کرنے اور ان پر لعنت کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

اے منتقم فاطمہ! میں آپ کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں تا کہ آپ جلد آئیں اور اپنی مادر گرامی کے قاتلوں کو ان کے انجام تک پہنچائیں۔

اظہار تشکر

آیت اللہ سید مرتضٰی مجتہدی سیستانی صاحب کی اس کتاب "**اشک ندامت**" میں امام زمانہ ارواحنا فداہ کے حق میں ہونے والی کوتاہیوں کو بیان کیا ہے۔ خداوند کریم کی توفیق اور امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لطف و کرم سے بندۂ حقیر کو اس کا ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، جس کے لئے میں خدا اور حجت خدا کا شکر گزار ہوں۔ نیز میں اپنے نانا مرحوم، والدین، اساتید، بھائیوں، بہنوں اور دوست احباب کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں، جن کی دعائیں ہمیشہ میرے شامل حال رہیں۔

میں یہ ناچیز کاوش یوسف زہراء امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ حقیر کی اس کوشش کو قبول فرمائیں گے۔

ایک بے عمل منتظر

عرفان حیدر

۱۷/ربیع الثانی سنہ ۱۴۴۴ ہجری

مقدمہ

عالمی عادلانہ حکومت یا دنیا کے مستقبل کا اہم ترین واقعہ

انسانی سماج میں تبدیلی لانے والا اور دنیا اور دنیا والوں میں نئی روح پھونکنے والا اہم ترین واقعہ حضرت بقیّۃ اللّٰہ الأعظم ارواحنا فداہ کا ظہور ہے۔امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور سے دنیا کی استکباری حکومت کا خاتمہ ہو گا اور دنیا اپنے ارتقاء اور تکامل کی طرف بڑے گی اور آپ کا ظہور ہی انسان کے لئے شیطانی مکر و فریب سے نجات کا باعث بنے گا۔انسان کو یہ نجات صرف اس وقت ملے گی جب پوری دنیا پر امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی حکومت ہو گی اور مکمل اقتدار کے ساتھ دنیا اور دنیا والوں پر صرف خدا کی حاکمیت ہو گی۔

اس وقت دنیا پر وہ عادلانہ نظام حاکم ہو گا جو خدا کے تمام انبیاء کی خواہش رہی ہے [1] اور خداوند متعال نے قرآن مجید میں یہ حقیقت بیان کی ہے۔قرآن کریم سے پہلے دیگر آسمانی

---

[1] ۔ یہ سورۂ حدید کی پچیسویں آیت کی طرف اشارہ ہے :«**لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ**...» یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی ہوئی دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں۔

کتابوں میں بھی لوگوں کو ایسے پر شکوہ زمانے کی آمد کی بشارت دی ہے۔

اس بنا پر دسیوں صدیاں پہلے سے انبیاء اور ان کے پیروکار ایسے زمانے کی آمد سے واقف تھے اور وہ جانتے تھے کہ آخر کار پوری دنیا میں صرف خدا کے احکامات و دستورات نافذ ہوں گے اور کائنات میں عدل و انصاف، صداقت و دیانت، محبت و الفت، علم و معرفت اور تمام صفات حسنہ کا بول بالا ہو گا اور اسی طرح ظلم و جبر، قتل و غارت، جرم و جنایت، فساد اور تفرقہ بازی کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔

ان حقائق پر نہ صرف شیعہ بلکہ دنیا کے بہت سے لوگ یقین رکھتے ہیں۔

اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی اہمیت کے حامل اس واقعہ سے لوگ کیوں غافل ہیں اور چند افراد کے علاوہ بقیہ افراد اس زمانے کی آمد کے بارے میں کیوں غور و فکر نہیں کرتے ؟

ظہور اسلام سے پہلے اور رسول خدا ﷺ کی بعثت کے بعد سے اب تک لوگ اس واقعہ پر یقین رکھتے ہیں۔

یہ ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے جس سے پوری دنیا میں بہت بڑی تبدیلی پیدا ہو گی اور دنیا اس طرح امن و امان کا گہوارہ بن جائے گی کہ روایات کی رو سے ہمارے لئے اس کا تصور کرنا مشکل ہے۔

ایک ایسا واقعہ جس کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں تاریخ میں کثرت سے بشارتیں دی گئی ہیں اور یہ واقعہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ یہ مرئی اور غیر مرئی دنیا میں

ایک عظیم تبدیلی کو جنم دے گا! **کیااس عظیم عالمی واقعہ سے غافل رہناایک اتفاق ہے؟**

کیااس عظیم عالمی تبدیلی پر یقین رکھنے والوں کو غافل رکھنے میں دنیا کے مکاروں، فریبکاروں، ابلیس، شیطان اور ان کے کارندوں کی دشمنی کا کوئی کردار نہیں ہے؟

غیبت کی کئی صدیاں...

غیبت کے زمانے کو کئی صدیاں بیت چکی ہے، اس زمانے میں صرف شیعوں کے پاس ہی نہیں بلکہ دنیاوالوں کے پاس بھی کوئی ایسارہبر نہیں ہے جو دنیا کا نظام چلا سکے، آخر دنیا کا کسی ایسی شخصیت کے ساتھ رابطہ کیوں نہیں ہے جو پوری تدبیر کے ساتھ دنیا کی قیادت کر سکے؟!

دنیا کے بہت سے لوگ کسی ایک ایسے مقتدر رہبر کے وجود سے کیوں واقف نہیں ہیں جو پوری دنیا کے وجود کو پاک و پاکیزہ کر سکتا ہو، جو دنیا کا نظام سنبھال سکتا ہو اور اس میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر سکتا ہو؟

وہ اس عظیم ہستی کو جاننے کی کوشش کیوں نہیں کرتے جس کے ظہور کی تمام آسمانی مذاہب نے بشارت دی ہے اور جس کے دست کرم سے دنیا کی اصلاح کا وعدہ کیا گیا ہے؟!

اس سوال کے جواب میں کہنا چاہیئے:

ہمیں اس حقیقت کو سمجھنا چاہیئے کہ دنیا بھر کے لوگوں کو مصلح عالم کے وجود سے غافل رکھنے کے لئے پس پردہ ہاتھوں کا بہت اہم کردار ہے، جنہوں نے کئی صدیوں سے لوگوں کو مصلح عالم اور حضرت کی عادلانہ الٰہی وآفاقی حکومت کے قیام سے غافل رکھا ہوا ہے

اور انہوں نے اس ہستی اور لوگوں کے درمیان جدائی پیدا کی ہوئی ہے۔

ان پوشیدہ کرداروں اور ان کی سازشوں نے لوگوں کے افکار کو عام اور معمولی کاموں کی طرف مشغول کر رکھا ہے تاکہ ان کے افکار حقیقی نجات بخش ہستی سے منحرف ہو جائیں اور وہ یوں ہی لوگوں کو شیطان کے جال میں پھنسا کر گمراہ کن نفس کے اسیر بنا دیں۔ بہت سے معاملات میں پس پردہ ہاتھ نہ صرف دنیا کے لوگوں کو گناہ اور انحراف کی طرف کھینچتے ہیں؛ بلکہ انہیں کچھ ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کی طرف راغب کر دیتے ہیں جن کا انسانیت کی ترقی و تکامل میں کوئی کردار نہیں ہوتا اور یہ ان کے دلوں کو ایسی چیزوں کی طرف راغب کرتے ہیں تاکہ وہ صدیوں تک لوگوں کو جمود میں رکھنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اس کے نتیجے میں دنیا کے سب سے بڑے اور اہم مسئلہ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور اسے بھلا دیا گیا کہ جس پر تمام الٰہی ادیان و مذاہب کا ایمان اور عقیدہ ہے۔

یہ کوئی انفرادی غفلت نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرح کی عام فراموشی ہے جسے دنیا کے خائن دشمنوں نے اپنی حکمرانی کو جاری رکھنے کے لئے کئی صدیوں سے دنیا والوں پر مسلط کر رکھا ہے۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تنہائی

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ساری دنیا پر ولایت ہے اور آپ کی ولایت تمام انسانوں اور تمام مخلوقات پر محیط ہے۔ سب کو اس ہستی کی ضرورت ہے لیکن اس کے باوجود حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اربوں انسانوں میں بھی کیوں تنہا ہیں، حالانکہ آپ کی ولایت میں

سب شامل ہیں؟!

***

بہت سے لوگ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وجود سے ناواقف ہیں۔

بد قسمتی سے بہت سے لوگ آپ کی امامت ولایت پر ایمان نہیں رکھتے!

بہت سے لوگ جیسے وہابی اور دوسرے افراد امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور کی مخالفت کرتے ہیں اور آپ کے خلاف تبلیغات کرتے ہیں!

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے بہت سے دوست اور چاہنے والے آپ سے لاتعلق ہیں اور وہ نہ تو اس بزرگ ہستی کا نام لیتے ہیں اور نہ ہی ان کا ذکر کرتے ہیں۔

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو مانتے ہیں، انہیں یاد کرتے ہیں اور حضرت سے متوسل ہوتے ہیں؛ ان کا توسل بھی اپنی مشکلات سے نجات پانے کے لئے ہوتا ہے تا کہ وہ آپ کی پناہ میں آکر اپنی مادّی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کر سکیں، حالانکہ ایسے لوگ ان لوگوں سے بہت مختلف ہیں جو بالکل بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو یاد نہیں کرتے، لیکن یہ (کم از کم) اپنی مادّی ضروریات کے حصول کے لئے تو حضرت کی طرف توجہ کرتے ہیں اور آپ سے سے متوسل ہوتے ہیں۔ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے کچھ دوست اور چاہنے والے آپ کو یاد کرتے ہیں، آپ کا ذکر کرتے ہیں، اگرچہ وہ مادّی مسائل اور مشکلات کی وجہ سے حضرت کو یاد نہیں کرتے لیکن روحانی اور معنوی مقامات اور درجات تک پہنچنے کے لئے وہ آپ سے متوسل ہوتے ہیں۔ در حقیقت ایسے لوگ امام زمانہ عجل

اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو اپنے لئے چاہتے ہیں ، نہ یہ کہ وہ اپنے آپ کو امام زمانہ ارواحنا فداہ کے لئے چاہئیں اور اپنی خواہشات کو اس امام کی خواہش پر قربان کر دیں۔

ایسے افراد کس قدر کم ہیں جو اپنے آپ کو وقت کے امام کے لئے چاہتے ہیں نہ کہ امام زمانہ ارواحنا فداہ کو اپنے لئے چاہتے ہیں !

کیا ہمارا یہ بیان انسانوں میں اس عظیم ہستی کی تنہائی اور غربت کی دلیل نہیں ہے ؟

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی تنہائی کے بارے میں وضاحت

ہمیں اس نکتہ پر توجہ کرنی چاہیئے :

اگر ہم یہ کہیں کہ امام زمانہ ارواحنا فداہ تنہا ہیں ، غریب ہیں اور سماج سے مطرود ہیں تو یہ اہل آسمان وزمین پر ان کی ولایت اور باعظمت کے اختیار سے کوئی تضاد نہیں رکھتا۔

اگر لوگ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف توجہ نہ کرتے ہوں اور ان کے بارے میں غور و فکر نہ کرتے ہوں تو پھر بھی اس عظیم ہستی کی ولائی قدرت و طاقت دنیا پر حاکم ہے اور جیسا کہ خداوند متعال سورۂ قدر میں ارشاد فرماتا ہے :

تنزّل الملائکة والرّوح فیھا بإذن ربّھم من کلّ أمر. [1]

اس (رات) میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کی اجازت سے (سال بھر کی) ہر بات کا حکم لے کر اترتے ہیں۔

[1]۔ سورۂ قدر، آیت : ۴.

ہر شب قدر میں ملائکہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پر نازل ہوتے ہیں اور آئندہ سال تک خدا کے حکم سے دنیا میں ہونے والے امور اور معاملات ولی امر اور صاحب الامر والزمان کے سپرد کرتے ہیں اور آپ کے اختیار میں قرار دیتے ہیں اور پھر ملائکہ انہیں انجام دیتے ہیں کہ جو حضرت کے خدمتگزار ہیں۔

اس بنا پر حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ غیبت کے زمانے میں بھی مقام ولایت اور قدرت رکھتے ہیں، لیکن چونکہ لوگ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غافل ہیں اور ان کے اس طرز عمل سے حضرت راضی نہیں ہیں، اس لئے وہ تنہا اور غریب ہیں؛ اگرچہ آپ ان کے بازاروں میں چلتے ہیں اور ان کی مجالس میں شریک ہوتے ہیں، لیکن لوگ اس بزرگ ہستی کو نہیں پہچانتے اور ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اگرچہ یہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کا زمانہ ہے، آپ کی غربت اور تنہائی کا زمانہ ہے، لیکن آپ کے محبّوں میں سے بہت خاص افراد آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوتے ہیں اور آپ کے احکامات و دستورات کو انجام دیتے ہیں، جیسا کہ امام باقر علیہ السلام کی ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

...وما بثلاثين من وحشة.[1]

تیس افراد (یعنی خاص یاور و انصار) کے ہوتے ہوئے حضرت کو احساس تنہائی نہیں ہوگا۔

[1]۔ بحار الانوار: ۵۲/۱۵۳.

یوسف زہرا حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے تیس خاص الخاص دوستوں کی موجودگی کی وجہ سے آپ ان سے مانوس ہیں ، اگرچہ آپ عام لوگوں کے درمیان اجنبی اور غریب ہیں۔[1]

ہمارے اس بیان کی رو سے **حضرت بقیۃ اللہ الأعظم** ارواحنا فداہ **غیبت کے زمانے میں بھی صاحب زمان وزمین ہیں** اور ہر شب قدر آپ پر نازل ہونے والے اوامر الٰہی کو انجام دیتے ہیں، لیکن لوگ آپ کو نہیں پہچانتے، جس کی وجہ سے آپ تنہا اور غریب ہیں۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غفلت

سورۂ **قدر** کو مد نظر رکھتے ہوئے «روح» اور ملائکہ شب قدر میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پر نازل ہوتے ہیں اور آپ کے حکم سے خدا کے احکامات دنیا پر نافذ ہوتے ہیں تو پھر آپ کیوں تنہا اور غریب ہیں ؟ اور ہم اپنے زمانے کے امام سے کیوں غافل ہیں ؟ !

دشمن نے کس طرح کئی صدیوں سے شیعوں کی یادوں اور زبانوں سے فرزند زہرا حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام اور یاد کو مٹایا ہوا ہے اور انہیں امام زمانہ ارواحنا فداہ کے وجود سے غافل رکھا ہوا ہے ؟! لوگوں کو جس طرح امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف توجہ دینی چاہیئے تھی ، وہ اس طرح حضرت کی طرف توجہ کیوں نہیں دیتے؟! اور وہ کیوں آپ کی عادلانہ آفاقی حکومت کے قیام کے بارے میں نہیں سوچتے؟!

---

[1]۔ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ خاص الخاص افراد بہت ہی کم ہیں اور وہ اس کا دعویٰ نہیں کرتے ، اس لئے لوگوں کو دھوکے بازوں کے جال میں نہیں پھنسنا چاہیئے۔

دشمنانِ دین نے اس سلسلے میں دوستوں اور محبّوں کے افکار کو روکنے کے لئے کیسے کیسے منصوبے بنائے ہیں؟! اور سینکڑوں سالوں سے شیعہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وجود اورآپ کے ظہور سے کیوں کوتاہی کرتے آئے ہیں؟!

دشمن اپنے مذموم اور شیطانی مقاصد کے حصول کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے لیکن حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور آپ کی عالمی حکومت کے بارے میں دوستوں اور شیعوں کی بے حسی کا کیا راز ہے؟غیبت کے طویل زمانے میں آپ کے دوستوں اور شیعوں نےآپ کی طرف توجہ کرنے سے کیوں غفلت برتی ہے؟! اوراب بھی غافل ہیں!!

اس کتاب میں ہم نے دشمنوں کی کامیابی اور دوستوں کی کوتاہیوں کے راز اور اسباب بیان کئے ہیں تاکہ اس بارے میں جستجو کرنے والے افراد کے لئے نئی راہیں کھل سکیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دشمنانِ دین نے حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے شیعوں اور دوستوں کو بے خبر اور غافل رکھنے کے لئے مختلف حربے اور منصوبے استعمال کئے ہیں، جن میں سب سے اہم لوگوں کو حضرت کی معرفت اور شناخت کے مسئلہ سے غافل رکھنا ہے۔

انہوں نے مختلف منصوبوں سے لوگوں کو اہل بیت علیہم السلام کے مقام و مرتبہ کو پہچاننے سے روکا، جس کے نتیجہ میں صدر اسلام سے تشیّع کی پوری تاریخ میں شیعہ اورآپ کے چاہنے والے ولایت کے عظیم مقام کی معرفت سے محروم رہے،اور یہ سلسلہ غیبت کے زمانے تک اسی طرح جاری رہااور شیعہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقام و مرتبہ کی عظمت کی طرف

توجہ کرنے سے محروم رہے، جس کے نتیجے میں وہ اس سلسلہ میں بہت زیادہ کوتاہی اور تقصیر کے مرتکب ہوئے۔ دین کے دشمنوں نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے محبّوں اور شیعوں کو امام زمانہ ارواحنا فداہ اور دیگر معصومین علیہم السلام کے مقام ولایت کی معرفت سے دور رکھنے کے لئے دوسرے طریقوں سے بھی استفادہ کیا جن کی کچھ مثالیں ہم اس کتاب میں بیان کریں گے۔

***

ہم کریم، رؤف اور مہربان امام حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی بارگاہ میں اپنی بہت سی کوتاہیوں اور خطاؤں کی معافی مانگتے ہوئے اور آپ کے حضور عفو و بخشش کے طلبگار ہیں، اور خداوند متعال کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ خدا ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے اور ہمیں کائنات کی مظلوم ترین ہستی امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام، تمام حضرات معصومین علیہم السلام اور بالخصوص دور حاضر میں کائنات میں سب سے مظلوم ہستی حضرت بقیۃ اللہ الأعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی معرفت عطا فرمائے اور ہمیں ان عظیم اور جلیل القدر ہستیوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی

پہلا باب

امام زمانہ ارواحنا فداہ کے دشمنوں کی سازشیں

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی ولادت سے پہلے سے لے کر ظہور کے زمانے تک آپ سے دشمنی

کیاآپ تاریخ میں کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں کہ جس کی پیدائش سے سینکڑوں سال پہلے تک اس کے دشمنوں نے اس کے ماں باپ اور آباؤ اجداد کو قتل کیا ہو تا کہ اس کی ولادت نہ ہو سکے، یا وہ اس کی پیدائش کے بعد اسے قتل کرنے کا سنگین ارادہ رکھتے ہوں؟!

وہ شخص صرف حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ ہیں، صدیوں سے دشمنوں نے ان کی ولادت کو روکنے اور ان کی ولادت کے بعد ان کی شہادت کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے۔

اس امام کے دشمن اس بات سے غافل ہیں کہ خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا نور تمام دنیا پر چھا جائے، اگرچہ اس بزرگ ہستی کے دشمنوں کے لئے یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں ایک مفید اور قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ جس شخص کے دشمن صدیوں سے اس کے اس حد تک دشمن ہوں کہ وہ اسے نیست و نابود کرنے کے درپے ہوں تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بہت ہی اہم قدرت و طاقت کا حامل ہے اور اس کے دشمن جانتے ہیں کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا پر حکمرانی کرے تو اس کے دشمنوں کا کوئی نام و نشان باقی

نہیں رہے گا، کیونکہ وہ دین و مذہب اور انسانیت کے دشمن ہیں، اور پھر وہ دنیا کے لوگوں کو اپنے ظلم و ستم اور بربریت کا نشانہ نہیں بنا سکیں گے اور طاقت کے نشے میں چور خونخوار، وحشی اور ظالم و جابر حکمران دنیا کے غریب، مظلوم اور مستضعف عوام پر مزید ظلم و ستم نہیں کر سکیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور اسی طرح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ بنو امیہ اور بنو العباس نے امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو اس دنیا میں آنے سے روکنے کے لئے آپ کے آباء واجداد کو شہید کیا؛ لیکن خدا نے چاہا کہ اس کا نور پوری دنیا پر چھا جائے اور امام زمانہ ارواحنا فداہ کی ولادت ہو اور **جب دشمنوں کو اس بزرگ ہستی کی ولادت کا علم ہوا تو انہوں نے آپ کو شہید کرنے کا فیصلہ کیا۔**

سقیفہ سے دشمنی کا آغاز

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کی خلافت کو غصب کرنا ہی امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا باعث بنا؛ جیسا کہ آپ نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے اور اسی طرح حضرت زینب کبریٰ علیہا السلام نے بھی اس حقیقت کو آشکار کیا ہے۔ سقیفہ میں خلافت کو غصب کرنے کی وجہ سے ہی اہل بیت اطہار علیہم السلام پر یہ تمام ظلم و ستم ہوئے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے جنازے میں ایک کنیز چیخ چیخ کر یہ فریاد کر رہی تھی کہ امام عسکری علیہ السلام آج کے دن نہیں بلکہ دوشنبہ کے دن (یعنی سقیفہ کے دن) شہید ہوئے ہیں۔

ہر ظلم و ستم اور بربریت کی بنیاد سقیفہ ہے اور روایات میں اس حقیقت کو واضح طور پر

بیان کیا گیا ہے۔ سقیفہ میں اہل بیت اطہار علیہم السلام پر ظلم و ستم کا آغاز ہوا اور کربلا میں اس میں اس طرح سے شدت آگئی جس طرح سردیوں میں درختوں کے پتے سوکھ جاتے ہیں، اسی طرح اس واقعہ سے شجر امامت سوکھ گیا۔

اور جس طرح خزاں میں سوکھ جانے والے درخت بہار کے موسم میں پھر سے ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اور صرف بہار کے موسم سے ہی ان کی شادابی واپس آسکتی ہے، اسی طرح عاشورا کے دن امامت کا سوکھ جانے والا شجر صرف بہار انسانی یعنی ربیع الانام، منتقم آل محمد علیہم السلام کے ظہور سے ہی سرسبز و شاداب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام کے لئے خلوص اور صدق دل سے آنسو بہانے والے اور سینہ زنی کرنے والے عزاداروں کو چاہیئے کہ وہ خدا کی بارگاہ میں دعا کریں کہ خدایا! یوسف زہرا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور اور خون حسین علیہ السلام کے انتقام سے امامت کے خشک شدہ درخت کو پھر سے ہرا بھرا اور سرسبز کر دے۔

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی آفاقی حکومت میں دنیا بھر کے افراد ولایت اہل بیت علیہم السلام کی نعمت سے استفادہ کریں گے۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے صدر اسلام سے ہی سقیفہ کے مختلف پہلوؤں کو اس طرح سے اجاگر نہیں کیا گیا، جس طرح انہیں اجگر کرنے کی ضرورت تھی، اسی وجہ سے مسلمانوں کو اس کے آثار اور اثرات کا لازم اور کامل علم نہیں ہے۔

سقیفہ کے اثرات اور نتائج

سقیفہ کے اہم آثار اور نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ سقیفہ کی وجہ سے ہی بنی امیہ اور بنی عباس برسر اقتدار آئے۔ اگر سقیفہ تشکیل نہ پاتا تو حکومت؛ امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے اختیار میں ہوتی اور کسی بھی صورت میں بنی امیہ اور بنی عباس کو قدرت وطاقت نہ ملتی اور وہ خلافت کی کرسی پر براجمان نہ ہوتے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل سے دوری اختیار کرنے اور انہیں حکومت سے دور کر دینے کی وجہ سے صدیوں تک بنی امیہ اور بنی العباس نے لوگوں پر حکومت کی اور خاندان عصمت وطہارت علیہم السلام سے اپنی دشمنی کو آشکار کیا، حلانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہاان کے بارے میں فرمایا تھا:

إِنِّي تارِكٌ فيكم الثَّقَلَيْنِ كتابَ اللهِ عزّوجَل، وعِتْرَتِي أهلَ بَيْتِي.[1]

میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، کتاب خدااور میری اہل بیت۔

لیکن اس تاکید کے باوجود انہوں نے نہ صرف یہ کہ عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام نہیں کیا بلکہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کو شہید کرنے کا حتمی ارادہ کیااور پھر اپنے اس غیر انسانی ارادے کو عملی جامہ پہنایا۔

---

[1]۔ بحار الانوار: ۱۲۶/۲۳۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی ولادت کو روکنے کے لئے ائمہ اطہار علیہم السلام کو شہید کرنا

ہمیں اس نکتہ پر توجہ کرنی چاہیے کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور دوسرے ائمہ اطہار علیہم السلام کو شہید کر کے وہ ان کی نسل کو منقطع کرنا چاہتے تھے تاکہ اس طرح وہ حضرت بقیۃ اللہ الأعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولادت کو روک سکیں اور اپنی ظالمانہ و جابرانہ حکومت کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔

اس بارے میں امام صادق علیہ السلام کا فرمان

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

... و كذلك بنو أُميّة و بنو العبّاس لمّا وقفوا على أنَّ زوال ملكهم و ملك الأمراء [1] و الجبابرة منهم على يد القائم عليه السلام ناصبونا العداوة، ووضعوا سيوفهم فى قتل آل الرسول صلّى الله عليه وآله و سلم [2] و إبادة نسله طمعاً منهم فى الوصول إلى قتل القائم عليه السلام، و يأبى الله

[1] ۔ کچھ نسخوں میں «زوال ملکھم والامراء ۔۔الخ» وارد ہوا ہے۔

[2] ۔ کچھ نسخوں میں «فی قتل أهل بیت رسول الله صلّى الله علیه و آله» وارد ہوا ہے۔

عزّوجلّ أن یکشف أمره لواحد من الظلمة إلاّ أن یتمّ نوره ولو کره المشرکون.[1]

بنی امیہ اور بنی العباس یہ بات سمجھ گئے تھے کہ قائم (صلوات اللہ علیہ) کے ہاتھوں ان کی اور تمام ظالم و جابر بادشاہوں کی حکومت و سلطنت کا خاتمہ ہو گا، اس وجہ سے وہ ان کے دشمن بن گئے اور وہ اہل بیت پیغمبر علیہم السلام کو قتل کرنے اور ان کی نسل کو منقطع کرنے کے لئے اپنی تمام توانائیاں بروئے کار لائے تاکہ مہدی موعود علیہ السلام دنیا میں نہ آسکیں اور انہیں ان کی ولادت سے پہلے ہی قتل کر دیا جائے، لیکن خدائے عزوجل نے ایسا نہیں ہونے دیا کہ وہ کسی بھی ظالم پر ظاہر ہوں اور یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے نور کو مکمل کرے اور مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ذریعہ دنیا کو بطور کامل روشن کرے، چاہے مشرکوں پر یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔[2]

---

[1]۔ کمال الدین: ۳۵۴.

[2]۔ قطرہ ای از دریای فضائل اہل بیت علیہم السلام: ۱/۶۳۷.

اس بارے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرمان

قال أبو محمّد بن شاذان علیه الرّحمه: حدّثنا أبو عبد الله ابن الحسین بن سعد الکاتب رضی الله عنه، قال أبو محمّد علیه السلام: قد وضع بنو امیّة و بنو العبّاس سیوفهم علینا لعلّتین: أحدهما انّهم کانوا یعلمون لیس لهم فی الخلافة حقّ، فیخافون من ادّعائنا ایّاها وتستقرّ فی مرکنها، و ثانیهما انّهم قد وقفوا من الأخبار المتواترة علی أنّ زوال ملك الجبابرة و الظلمة علی ید القائم منّا، و کانوا لا یشکون انّهم من الجبابرة و الظلمة، فسعوا فی قتل أهل بیت رسول الله صلّی الله علیه و آله وإیادة[1] نسله طمعاً منهم، فی الوصول إلی منع تولّد القائم علیه السلام أو قتله، فأبی الله أن یکشف أمره لواحد منهم إلاّ یتمّ نوره ولو کره المشرکون.

[1] ۔اثبات الهداة: إبارة.

حسین بن سعد کاتب نے کہا: امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: بنی امیہ اور بنی عباس نے دو وجوہات کی وجہ سے ہم پر تلوار اٹھائی: ایک یہ کہ وہ جانتے تھے کہ خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں ہے اور انہیں اس بات کا خوف تھا کہ (کہیں) ہم خلافت کا دعویٰ نہ کر دیں اور خلافت اپنے حقدار کے پاس واپس آجائے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ متواتر روایات سے واقف تھے کہ ہمارے قائم کے ہاتھوں ظالم و جابر حکمرانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گا اور انہیں اس بات پر کوئی شک و شبہ نہ تھا کہ وہ ظالم و جابر ہیں۔ پس انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت علیہم السلام کو قتل کرنے اور ان کی نسل کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کی تا کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت کو روک سکیں یا حضرت کو قتل کر دیں (یعنی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو اس امید میں ہر طرح سے تہہ تیغ کرتے کہ شاید حضرت قائم علیہ السلام وجود میں نہ آئیں یا قتل ہو جائیں تا کہ یہ حکومت ان کے ہاتھ سے خارج نہ ہونے پائے) پس خدا نے ان میں سے کسی کے

لئے بھی اپنے امر کو کشف کرنے سے گریز کیا تاکہ خدا اپنے نور کو مکمل کرے اور چاہے مشرکوں پر یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔[1]

امام زمانہ ارواحنا فداہ کے دشمنوں کی مختلف کوششیں

جب دشمن امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو شہید کرنے سے مأیوس ہو گیا تو اس نے آپ کے ظہور اور قیام میں تاخیر کا سبب بننے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لئے اس نے مذموم منصوبے بنائے اور ان پر عمل درآمد کیا، جن میں سے ایک اہم ترین منصوبہ لوگوں کو ظہور کے پر شکوہ زمانے سے بے خبر رکھنا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اہم منصوبہ یہ ہے کہ لوگ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی یاد کو فراموش کر دیں۔

ہم یہاں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے دشمنوں کی سازشوں اور ان کوششوں کے کچھ نمونے بیان کرتے ہیں۔

---

[1] ۔کشف الحق (اربعین خاتون آبادی) : ۵۲، اثبات الہداۃ، جلد۷/۱۳۹ حدیث ۶۸۵، کفایۃ المہتدی، حدیث ۳۴، بحار الأنوار: ۵۱/ ۲۱۹.

انسانوں کی خلقت کے اصل مقصد کو ختم کرنے کے لئے دشمنان دین کی سازشیں

ہمیں اس نکتے کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ خدا کی نظر میں دنیا اور انسانوں کی تخلیق کا کیا مقصد تھا؟ کیا انسانوں کی خلقت کا راز یہ ہے کہ وہ شیاطین کی حکمرانی کے اسیر بنے رہیں اور وہ اپنے کارندوں کے ساتھ دنیا پر حکومت کرتے رہیں؟ اور انسانی دنیا کو ان کی خلقت کے عظیم الٰہی مقاصد سے دور رکھیں؟

انبیائے الٰہی کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کو خدا سے متعارف کروائیں اور انہیں ان کی اہم طاقتوں اور قوتوں سے آگاہ کریں تا کہ وہ اپنے پورے وجود سے خدا کی بندگی کریں اور تمام غیر فعال انسانی قوتوں کو زندہ کر کے بطور کامل خدا کی عبادت کریں۔

یہ حقیقت حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف **کے دور کے علاوہ نہ تو کبھی وجود میں آئی ہے اور نہ ہی کبھی وجود میں آئے گی۔ اُس زمانے میں خدا کا دنیا اور دنیا والوں کو خلق کرنے کا مقصد پورا ہو گا اور اس کا نتیجہ حاصل ہو گا۔ اس وجہ سے ابلیس اور اس کے چیلے اس پر شکوہ دن کی آمد میں حتی الامکان تاخیر پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ دنیا اور دنیا والوں کی تخلیق کے سلسلہ میں خدا کا مقصد پورا نہ ہو سکے۔**

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی حکومت کے خلاف خوف و ہراس پیدا کرنا!

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی حکومت کے خلاف دشمنوں کی دشمنی پر دلالت کرنے والے اسباب میں سے کچھ ایسی روایات ہیں ،جو دشمنوں نے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی حکومت کے خلاف لوگوں میں نفرت اور خوف و ہراس پیدا کرنے کے لئے گھڑی ہیں، جن میں آپ کی رحمت الٰہی پر مبنی حکومت کو دنیا والوں کے لئے ظالمانہ و جابرانہ اور قتل عام کرنے والی شدت پسندانہ حکومت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

یہ روایات دوسری روایتوں کے برخلاف ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کی حکومت میں ہر قسم کے جنگ و جدال اور خونریزی کا خاتمہ ہوگا اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وسیلہ سے خدا کی رحمت صرف شیعوں پر ہی نہیں بلکہ آپ کے خلاف قیام کرنے والوں کے سوا تمام دنیاوالوں پر نازل ہو گی۔

امام عصر ارواحنا فداہ کی حکومت کو شدت پسندانہ اور وحشیانہ حکومت ظاہر کرنے اور لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے والے راویوں میں سے ایک علی بن محمد کوفی ہے جس نے اس سلسلہ میں سراسر جھوٹی اور جعلی روایتیں گھڑنا شروع کیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی حدیث «حدیثِ لوح» کا مقابلہ نہیں کر سکتی کہ جس میں یوسف زہرا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو «رحمۃ للعالمین» کہا گیا ہے۔[1]

اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ خداوند متعال نے قرآن مجید میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

[1]۔ رک: اس کتاب کا صفحہ ۱۳۴ ملاحظہ فرمائیں۔

بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

وَما أَرْسَلْناكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعالَمِينَ.[1]

ہم نے آپ کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہی وہ ذات ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات و دستورات کو احیاء کریں گے اور حضرت ان سے انتقام لیں گے جو رحمت الٰہی کی راہ میں رکاوٹ بنے یا رکاوٹ بنیں گے۔

انہوں نے خوف وہراس پیدا کر کے کئی صدیوں سے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے محبّوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور سے غافل رکھا ہوا ہے، گویا انہیں آپ کے ظہور اور آپ کی الٰہی و آفاقی حکومت کے قیام کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔

پوری دنیا سے جنگوں کا خاتمہ

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے چاہنے والوں اور شیعوں کو ہی نہیں بلکہ ان تمام لوگوں کو اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے جو ایک عالمی مصلح کے ظہور کے منتظر ہیں کہ دنیا کی اصلاح کے لئے قیام کرنے والی شخصیت کے ظہور کے نتیجہ میں دنیا بھر سے تمام جنگوں، خونریزی اور قتل و غارت کا خاتمہ ہو جائے گا۔اس قیام سے پوری دنیا میں جنگوں اور قتل و غارت کا تسلسل ہی ختم نہیں ہو گا بلکہ یہ قیام انسانیت کی نجات، دنیا کی اصلاح، سکون اور

[1] ۔ سورۂ انبیاء، آیت: ۱۰۷۔

امن و سکون کی حکمرانی کے لئے ہے۔

ظہور کے آغاز میں کچھ عرصے کے لئے جو جنگیں ہوں گی، وہ ان ظالم و جابر حکمرانوں کی حکومت کا خاتمہ کرنے کے لئے ہوں گی، جو دنیا میں کسی بھی بہانے سے جنگ اور خونریزی شروع کر دیتے ہیں تا کہ وہ کمزور اور ناتواں افراد پر اپنی حکومت کا سلسلہ جاری رکھ سکیں اور اپنے بنائے ہوئے نقصان دہ اور تباہ کن ہتھیار کمزور ممالک کو فروخت کر سکیں۔

ہم نے کمزور ممالک کو اسلحے کی فروخت کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ اپنی تمام تر اہمیت کے باوجود بعض دیگر مسائل کے مقابلے میں بہت ہی چھوٹا اور معمولی مسئلہ ہے!

جو چیز اہم ہے اور ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیئے وہ یہ ہے کہ چھوٹے ملکوں کے بڑے ملکوں پر انحصار کی وجہ سے کمزور ممالک میں ایک قسم کا جمود یا پسماندگی پیدا ہو جاتی ہے جو نہ صرف انہیں روحانی و معنوی اور انسانی معاملات میں آگے بڑھنے سے روکتی ہے بلکہ انہیں ظاہری طاقت اور انسانی تہذیب کے حصول سے بھی روکتی ہے۔ جس سے ان کی سوچ اور فکر انہیں جنگ اور خونریزی کے میدانوں میں لے جاتی ہیں۔

یہ واضح سی بات ہے کہ اس کا نتیجہ بڑے افکار و خیالات سے پرہیز کرنا، دنیا اور دنیا والوں کو نجات دلانے والے اصولوں سے غافل ہو جانا اور چھوٹے مقاصد اور خیالات میں پھنس جانا ہے۔

دشمن کاایک اور منصوبہ

دشمن کا ایک بہت ہی کارآمد منصوبہ جسے وہ کئی بار استعمال کر چکا ہے اور جس کی مدد سے وہ اپنے تباہ کن منصوبوں کو دنیا کے لوگوں پر نافذ کر چکا اور انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو چکا ہے، وہ یہ ہے کہ انہیں دنیا بھر میں واقع ہونے والے کسی حادثہ میں مشغول کر دیا جائے۔ اگرچہ وہ ایک خود ساختہ خبر کو اس قدر اہم بناتا ہے اور اسے دنیا بھر کے چینلوں پر نشر کرتا ہے تاکہ لوگ اس کے بارے میں جاننے میں دلچسپی لیں، اور کبھی کبھار لوگوں کے افکار اور ذوق میں اختلاف کی وجہ سے لوگ اس کے بارے میں بحث و مباحثہ کرنے میں مشغول ہو جاتے اور جو چیز ان کے لئے ضروری ہوتی ہے، وہ اسے نہ تو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔ لوگوں کو غیر ضروری باتوں میں مصروف رکھنا شیطان کی بہت بڑی اور اہم خواہش ہے، جسے وہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے مزدوروں اور کارندوں کی مدد سے پورا کرتا ہے۔

بازار میں ہمیشہ آئے دن جدید قسم کے مواصلاتی آلات آتے ہیں، یہ معاشی فوائد کے علاوہ انسان دشمن منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔اس طرح کے ذرائع کو نشر کر کے وہ دنیا بھر کے لوگوں کا وقت ضائع کرتے ہیں اور ان کے خیالات کو اصل چیز سے منحرف کر کے جھوٹی، فضول اور بے نتیجہ خبروں سے ان کا دل بہلاتے ہیں۔کچھ لوگ ہر وقت دستیاب ان جھوٹی خبروں کے عادی ہو جاتے ہیں اور وہ ہمیشہ یہ بیہودہ خبریں سننے اور دیکھنے کے لئے ایسے ذرائع استعمال کر کے اپنی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔

اس قسم کے ذرائع کا عادی ہو جانا نشے کی سب سے اہم، بری اور بدترین قسم ہے جس نے بدقسمتی سے انسانی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کی تنبیہ

حضرت امام علی علیہ السلام اس بارے میں خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

من تشاغل بالزمان شغله. [1]

جو زمانے میں مشغول ہو جائے تو زمانہ اسے خود میں مشغول کر لیتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کا یہ فرمان ایک عام تنبیہ ہے کہ لوگوں کا روزمرّہ کی خبروں اور واقعات میں مشغول ہونا اس کی ایک اہم مثال ہے جس نے بدقسمتی سے دنیا کے لوگوں کو موبائل فون، ٹیلی ویژن اور دیگر آلات کے ذریعہ اپنی طرف مشغول کر دیا ہے۔

بلکہ امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کا فرمان اس سے وسیع ہے، جس میں کسی بھی طریقہ سے دنیا کی طرف مشغول ہونا شامل ہے۔

کتاب ''غرر الحکم و درر الکلم'' کے شارح مرحوم آقا جمال خوانساری اس روایت کی شرح میں فرماتے ہیں:

---

[1] ۔ شرح غرر الحکم و درر الکلم: ۱۸۴/۵.

یعنی وہ ہمیشہ خود کو اس میں مشغول رکھے اور اس سے چھٹکارا نہ پا سکے، وہ کوئی بھی کام شروع کرے تو اسے چھوڑ کر کوئی اور کام شروع کر دے اور اس عادت سے نجات نہ پا سکے، یہاں تک کہ اس کی موت کا وقت آ پہنچے اور آخرت کے لئے زاد راہ فراہم نہ کر سکے۔ پس اس سے چھٹکارا پانے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ خود کو ضرورت سے زیادہ اس میں مشغول نہ ہونے دیا جائے۔

جس شخص نے خود کو دنیا میں مشغول رکھا ہو، اگر وہ اپنے کسی دنیوی مقصد تک پہنچ جائے تو پھر وہ کسی دوسری منزل تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور دنیا کی اسی دلدل میں پھنس جاتا ہے لیکن کبھی وہ شخص کسی ایک دنیوی مقصد کے بجائے مختلف مادی مقاصد میں گرفتار ہو جاتا ہے اور مختلف مادی مقاصد اور دنیا کی شدید کشش کی وجہ سے وہ اس کی طرف راغب ہو کر اس کا عادی ہو جاتا ہے۔

ہمیں دنیا میں اس قدر مگن ہونے سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا کی کشمکش میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے ہی غافل ہو جائیں اور حضرت کو یاد ہی نہ کریں۔ یہ کس قدر ناگوار ہے کہ ہم اس عظیم ہستی کی طرف توجہ نہ کریں اور جلد ختم ہو جانے والی دنیا میں ہی مگن رہیں۔

ظہور کے زمانے کی آمد سے ناامید کر دینا

ہماری ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ ہم ''ایّام اللہ'' کی امید رکھیں، جن میں سے ایک حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ کی عالمی حکومت کا قیام ہے۔ یہ حقیقت اتنی اہم اور عظیم ہے کہ ہمیں اس سے غافل ہونے سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

خدا جانتا ہے کہ ظہور کے زمانے سے غافل ہونے کی وجہ سے ہم کن کن عظیم نعمتوں سے محروم ہیں۔ اس حقیقت سے غافل ہونے کے ایسے مضر اثرات ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام نے ہمیں اس حقیقت سے غافل ہونے کی وجہ سے خدا کی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام کے نزدیک فکر ایک مقناطیس کی مانند ہے کہ انسان جس چیز کے بارے میں سوچتا ہے تو اسی کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے۔ ظہور کے بارے میں سوچنے کے بھی یہی اثرات ہیں اور ظہور کے بارے میں سوچنے والے شخص میں یہ اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ فکر لوگوں کو عدل و انصاف کی طرف کھینچتی ہے اور انہیں ظلم و ستم، خونریزی اور خونخواری سے بھری دنیا سے متنفر کر دیتی ہے۔

اسی وجہ سے **دین کے سرکردہ دشمنوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ لوگوں کو زمانۂ ظہور سے غافل رکھ کر انہیں ظلم و ستم اور جرائم سے بھری ہوئی دنیا کا عادی بنا دیا جائے۔ دشمن نے مختلف سازشوں، حربوں اور منصوبوں سے عوام کو ظہور کے زمانے سے غافل رکھا ہے۔**

حضرت امام صادق علیہ السلام نے عصر ظہور سے غافل رہنے کے نقصانات سے بچنے کے لئے اور ہمیں اس بات کی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے عاشورا کے دن ظہر کے وقت یہ دعا

پڑھنے کا حکم دیا ہے :

أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَكُونَ مِنَ الَّذينَ لايَرْجُونَ أَيَّامَكَ فَأَعِذْنى يا إلهى بِرَحْمَتِكَ مِنْ ذلِكَ....[1]

خدایا! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جنہیں تیرے (بزرگ) ایّام کی امید نہ ہو، پس اپنی رحمت سے مجھے اس ناامیدی سے پناہ مانگتا ہوں۔

پس ہمیں خدا کی بارگاہ میں یہ دعا کرنی چاہیئے کہ ہمیں اپنی رحمت سے ایّام اللہ (یعنی روز ظہور اور ...) سے غافل رہنے کے شرّ سے پناہ دے۔

اگر خدا نے ہمیں پناہ دی تو ہم دین کے دشمنوں کے ناپاک منصوبوں کے شرّ سے محفوظ رہیں گے اور اپنے زمانے کے امام کی طرف توجہ کرنے کی وجہ سے حضرت سے غافل اور بے توجہ رہنے سے محفوظ رہیں گے۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے دشمنوں کی کوشش ہے کہ لوگ زمانۂ ظہور سے کسی طرح سے بھی آشنا نہ ہوں اور وہ حضرت کا نام لینے سے بھی غافل رہیں اور کسی طرح بھی اس بزرگ ہستی کو یاد نہ کریں۔

ان دشمنوں سے بھی زیادہ ناپاک وہ لوگ ہیں جن کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جہاں

[1] ۔ مصباح المتہجد: ۸۲۷، بحار الأنوار: ۱۰۱/۳۰۳، صحیفۂ مہدیہ: ۲۸۰.

کہیں بھی امام زمانہ ارواحنا فداہ کا نام لیا جائے، وہ لوگوں کو دین کے خلاف بھڑکائیں، امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو سماج میں بدنام کریں، جھوٹے دعووٰں سے لوگوں کو حضرت سے دور کریں، لوگوں کے دل وزبان سے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی یاد اور ذکر کو چھین لیں تاکہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح زمانے کے امام سے غافل ہو جائیں اور انہیں بھول جائیں۔

ایسے دشمن جو لوگوں کو گمراہ کرنے اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے دور کرنے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں؛ وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے سب سے پست اور ناپاک دشمن ہیں۔

اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام سے وارد ہونے والی روایات اور دعاؤں میں ایسے افراد پر لعنت و نفرین کی گئی ہے۔ایسی ہی دعاؤں میں سے ایک دعا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی دعائے قنوت ہے، جس میں بہت ہی اہم مطالب پائے جاتے ہیں اور سب شیعوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اس دعا میں پائے جانے والے حقائق پر غور و فکر کریں۔ اس دعا کے مطالب پر غور و فکر کرنے سے انسان کے دل میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت اور ان کے دشمنوں سے نفرت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس دعا میں ان لوگوں پر لعنت کی گئی ہے جو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خلاف سازشیں کرتے ہیں اور اسی طرح ان لوگوں پر بھی لعنت و نفرین کی گئی ہے جو اس عظیم ہستی کے دوستوں کے دلوں سے ان کی یاد اور ذکر کو مٹانے اور اس ہستی کی تنہائی میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب آپ دعا کے اس حصہ پر توجہ فرمائیں :

...أَللَّهُمَّ وَ أَذْلِلْ بِهِ مَنْ لَمْ تُسْهِمْ لَهُ فِي الرُّجُوعِ إِلى مَحَبَّتِكَ ، وَ مَنْ نَصَبَ لَهُ الْعَداوَةَ ، وَ ارْمِ بِحَجَرِكَ الدّامِغِ مَنْ أَرادَ التَّأْليبَ عَلى دينِكَ بِإِذْلالِهِ، وَ تَشْتيتِ أَمْرِهِ، وَ اغْضَبْ لِمَنْ لا تِرَةَ لَهُ وَ لا طائِلَةَ، وَعادَى الْأَقْرَبينَ وَ الْأَبْعَدينَ فيكَ مَنّاً مِنْكَ عَلَيْهِ، لا مَنّاً مِنْهُ عَلَيْكَ....[1]

خدایا! انہیں ذلیل فرما جن کے لئے تو نے اپنی محبت کی طرف رجوع کرنے کا کوئی حصہ قرار نہیں دیا، اور انہیں بھی خوار کر جن کے لئے دشمنی قرار دی اور ان سب کی طرف نابود کرنے والا پتھر پھینک ، جو تیرے دین کے خلاف لوگوں کو بھڑکانا چاہتے ہیں اور ان کے امور پراکندہ فرما۔(خدایا) اس شخص پر غضب فرما جو ان کے لئے خون طلب کرنے والا نہ ہو اور جس کے لئے قوت نہ ہو اور جو تیری راہ میں قریب و بعید والوں سے دشمنی کرتا

[1]۔ مہج الدعوات : ۸۵، البلد الامین : ۲۶۰، مصباح المتہجّد : ۱۵۶ (کچھ فرق کے ساتھ)، صحیفہ مہدیّہ : ۱۷۳.

ہے، اور یہ تیری طرف سے ان پر احسان ہے، نہ ان کی طرف سے تجھ پر احسان ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روز عاشورا کی دعا میں وارد ہوا ہے:

... أَللَّهُمَّ فَزَلْزِلْ أَقْدامَ أَعْدائِكَ وَأَعْداءِ رَسُولِكَ وَأَهْلِ بَيْتِ رَسُولِكَ. أَللَّهُمَّ وَأَخْرِبْ دِيارَهُمْ، وَافْلُلْ سِلاحَهُمْ، وَخالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ، وَفُتَّ فى أَعْضادِهِمْ وَأَوْهِنْ كَيْدَهُمْ، وَاضْرِبْهُمْ بِسَيْفِكَ الْقاطِعِ، وَارْمِهِمْ بَحَجَرِكَ الدّامِغِ، وَطُمَّهُمْ بِالْبَلاءِ طَمّاً، وَقُمَّهُمْ بِالْعَذابِ قَمّاً، وَعَذِّبْهُمْ عَذاباً نُكْراً، وَخُذْهُمْ بِالسِّنينَ وَالْمَثُلاتِ الَّتى أَهْلَكْتَ بِها أَعْدائَكَ، إِنَّكَ ذُو نَقِمَةٍ مِنَ الْمُجْرِمينَ....[1]

خدایا! اپنے اور اپنے رسول اور اپنے رسول کی اہل بیت کے دشمنوں کے قدموں کو متزلزل فرما، خدایا! ان کی سرزمین کو ویران فرما، ان کے اتحاد کو ختم فرما، اور ان کے مددگاروں میں پراکندگی اور پریشانی ایجاد فرما اور ان کے مکر و فریب کو ختم کر، اور انہیں اپنی شمشیر قاطع سے

[1] ۔ مصباح المتہجّد: ۷۸۲، بحار الأنوار: ۱۰۱/ ۳۰۳، صحیفۂ مہدیہ: ۲۹۰.

دچار فرما، اور ان پر ہلاک کرنے والے پتھر برسا، اور انہیں شدت سے مصیبت میں مبتلا فرما، اور ان پر اپنا وسیع عذاب مسلط فرما، اور انہیں دشوار اور زشت عذاب دے، اور انہیں قحط و عقوبت میں مبتلا فرما کہ جس طرح تو نے اپنے دشمنوں کو اس سے ہلاک کیا تھا، بیشک تو مجرموں سے سخت انتقام لے گا۔

اس قسم کی دعاؤں سے یہ استفادہ کیا جاتا ہے کہ دین کے دشمن دین کو نقصان پہنچانے کے لئے کس قدر کوشاں ہیں اور ان پر اہل بیت علیہم السلام نے لعنت اور نفرین کی ہے۔

***

ہمارے اس بیان کی رو سے ناپاک دشمنوں کے منصوبوں میں سے ایک یہ ہے کہ مذہبی اور دین دار لوگوں کو بے دین بنا کر امام زمانہ ارواحنا فداہ کو فراموش کر دیا جائے اور حضرت کی غربت اور تنہائی میں مزید اضافہ کیا جائے تا کہ غیبت کا سیاہ اور تاریک دور اسی طرح جاری رہ سکے۔

عصر ظہور سے غفلت کے درد سے بھی شدید درد

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے زمانے سے غافل ہونے اور آپ کی آفاقی حکومت کی طرف توجہ نہ کرنے کے درد سے بھی زیادہ دردناک بات یہ ہے کہ خود وقت کے امام کو یاد نہ کیا جائے۔

یہ کس قدر دردناک ہے کہ شیعہ سماج میں بھی بہت سے افراد امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا نام بھی زبان پر نہ لائیں ! کن وجوہات اور اسباب کی وجہ سے انسان اپنے زمانے کے امام اور ان کی یاد سے غافل رہ سکتا ہے ؟

یہ واضح سی بات ہے دنیااور دنیاوالوں کو نجات دینے والے امام کا نام اور ان کا ذکر آپ کے دشمنوں کے لئے نقصان دہ ہے ، اس وجہ سے مختلف سازشوں کے ذریعہ شیعہ سماج کو حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ذکر اور یاد سے دور رکھا جاتا ہے تا کہ لوگ اپنے زمانے کے امام کے بارے میں نہ ہی توسوچیں اور نہ ہی انہیں یاد کریں تا کہ دشمن اپنی حکومت کومزید مستحکم کر سکیں۔

یہاں یہ بات مدنظر رکھی جائے کہ دشمن شیعوں کے ذہنوں سے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی یاد کو مٹانے کی جتنی بھی کوشش کر لے لیکن آخر کار خداوند وقت کے امام حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے لوگوں کی غفلت کا جبران کرے گا اور پوری دنیا میں ان کے نام اور ذکر کو عام کر دے گا۔ حضرت امام صادق علیہ السلام ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ عاشورا کے دن کی دعا میں خدا کو یوں پکارا جائے :

يا مَنْ يَحْكُمُ ما يَشاءُ وَ يَفْعَلُ ما يُرِيدُ أَنْتَ حَكَمْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ مَحْمُوداً مَشْكُوراً، فَعَجِّلْ يا مَوْلايَ فَرَجَهُمْ، وَ فَرَجَنا بِهِمْ، فَإِنَّكَ ضَمِنْتَ إِعْزازَهُمْ بَعْدَ الذِّلَّةِ، وَ تَكْثِيرَهُمْ بَعْدَ الْقِلَّةِ، وَ إِظْهارَهُمْ بَعْدَ الْخُمُولِ، يا أَصْدَقَ الصّادِقِينَ وَ يا أَرْحَمَ الرّاحِمِينَ.[1]

اے وہ کہ جو، جس چیز کا چاہے حکم کرتا ہے، اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے انجام دیتا ہے، اور حکم تیری طرف سے ہے اور حمد تیرے لئے ہے، جب کہ تو محمود و مشکور ہے۔ اے میرے مولا! ان کے ہمارے سکون میں تعجیل فرما ، جو ان کے سکون سے متحقق ہو گا ، بیشک تو نے خواری کے بعد ان کی عزت اور قلّت کے بعد ان کی کثرت اور گمنامی کے بعد ان کے جلوہ گر ہونے کی ضمانت دی ہے ، اے سب سے زیادہ صادق ! اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

اس دعا میں بہت سے اہم نکات ذکر ہوئے ہیں لیکن ہم ان میں سے دو کی طرف آپ

[1]۔ بحار الانوار: ۱۰۱/۳۰۶ اور ۳۱۲، صحیفہ مہدیہ: ۲۹۳.

کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں:

۱۔ حضرت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی گمنامی اور آپ کے نام اور ذکر سے غفلت۔

۲۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اس دعا میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خدا نے یہ ضمانت دی ہے کہ وہ حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ کی گمنامی اور آپ سے لوگوں کی غفلت کو دور کرے گا اور دنیا میں آپ کے نام کو ظاہر کرے گا۔

دشمن کی جانب سے شکوک و شبہات پیدا کرنا

دشمنانِ دین کے منصوبوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تأخیر اور ان کی غیبت کے طولانی ہونے کا باعث بننے والے عوامل اور اسباب پیدا کرے۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے طولانی ہونے اور آپ کے ظہور میں تأخیر کے بہت ہی اہم اثرات ہیں جو دین کے لئے نقصان دہ ہیں اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے دشمنوں کے لئے فائدہ مند ہیں۔

شیطان اور اس کے کارندوں کی حکومت کا طولانی ہونا، امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تأخیر اور آپ کی غیبت کے طولانی ہونے کا باعث بنتا ہے۔ اسی وجہ سے دین کے دشمن اپنی پوری توانائیوں سے ظہور کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے میں سرگرم رہتے ہیں اور وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے وہ دنیا کے نجات دہندہ کے ظہور میں تأخیر پیدا کر سکیں۔

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے طولانی ہونے کے اثرات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ بعض لوگوں کے ایمان اور اعتقاد کے زوال کا سبب بنتا ہے، یعنی حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے طویل ہونے کی وجہ سے وہ آپ کے ظہور پر اپنا یقین اور ایمان کھو بیٹھتے ہیں۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے طولانی ہونے کے کچھ اہم اثرات یہ ہیں:

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی یاد اور ذکر کو فراموش کر دینا، ان کے ظہور کے انتظار کو بھول جانا اور ان کے لئے دعا نہ کرنا۔

اس بنا پر جیسا کہ اہل بیت علیہم السلام نے حکم دیا ہے، ہمیں خدا سے غیبت کے طولانی ہونے کے برے اثرات کو دور کرنے کی دعا کرنی چاہئے کہ ہم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ذکر اور نام کو کبھی نہ بھولیں اور خدا کی بارگاہ میں ہمیشہ امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور کی دعا کرتے رہیں۔

بدقسمتی سے ہم اہل بیت اطہار علیہم السلام کی ہدایات اور احکامات پر اس طرح توجہ نہیں کرتے، جس طرح توجہ کرنی چاہئے، جس کے نتیجہ میں غیبت کے طولانی ہونے کی وجہ سے بہت سے لوگ شیطانی سازشوں کی آندھیوں میں گرفتار ہو کر آخر الزمان کے فتنوں کے شکار ہو جاتے ہیں اور بعض مذہبی اور اعتقادی مسائل کے سلسلہ میں شک و تردید میں مبتلا ہو جاتے ہیں، یا ان کا انکار کر دیتے ہیں۔ دشمنوں کی یہی خواہش ہے اور اس کے حصول کے لئے انہوں نے کئی منصوبے بنائے اور وہ ان پر عمل درآمد کے لئے کئی برسوں سے کوشاں ہیں

لیکن بدقسمتی سے ہم نے اس پر توجہ نہیں دی۔

ظاہر ہے کہ اگر اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے شیعہ خدا سے دعا کریں تو وہ ان ثابت قدمی اور استقامت عطافرمائے تاکہ وہ ولایت اہل بیت علیہم السلام کی راہ پر ثابت قدم رہیں اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نام، ذکر، یاد اور آپ کے لئے دعا کو فراموش نہ کریں۔

مہدویت کے دعویدار...

دین کے دشمنوں کا ایک اور اہم منصوبہ یہ ہے کہ مہدویت کے دعویداروں کی مدد کی جائے، بلکہ لالچی اور اپنا فائدہ دیکھنے والے افراد کو خریدا جائے تاکہ وہ مہدویت کا دعویٰ کریں، جس سے سادہ لوح لوگوں کو اس جال میں پھنسایا جاسکے اور شیعوں میں تفرقہ اور اختلاف پیدا کیا جائے۔ مہدویت کے دعویدار لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف توجہ کرنے اور انہیں امام سے غافل رکھنے کے اہم ترین عوامل میں سے ہیں۔

مہدویت کا جھوٹا دعویٰ شیعہ سماج اور حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے متعلق اصل عقیدہ کے لئے بہت زیادہ نقصانات کا حامل ہے، بعض نادان یا نفع کے متلاشی لوگوں کو پھنسانا اور پھر ان کے ذریعہ شیعوں میں اختلافات اور تفرقہ پیدا کرنا اس کے مضر اثرات میں سے ایک ہے۔

بعض اوقات لوگ خواب، نفسانی و شیطانی خیالات کی وجہ سے ایسے دعوے کرتے ہیں اور کبھی سادہ لوح مرید ان کی دست بوسی کرتے ہیں اور ان کے بارے میں اپنے مختلف خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو ان سے متاثر ہو کر وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اس کی سب سے

بڑی وجہ یہ ہے کہ کچھ بیرونی ممالک ایسے افراد کی خدمات حاصل کرتے ہیں، ان پر بھاری رقم خرچ کر کے ان کی تربیت کرتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ باطل راہ کی ترویج کریں اور اپنے مذموم مقاصد حاصل کر سکیں۔

مہدویت کے دعویدار- یا دیگر حکام - بعض اوقات مافوق الفطرت قوتوں سے بھی استفادہ کرتے ہیں اور شیطانی ریاضتوں سے کچھ چیزیں حاصل کرنے کے کے بعد سادہ لوح اور جاہل لوگوں کے خیالات اور افکار کو پڑھ کر انہیں دھوکہ دیتے ہیں اور انہیں اپنا فریفتہ بنا لیتے ہیں۔ مہدویت یا دیگر مقام و مراتب کا دعویٰ کرنے والے دھوکے باز بھی ان امور سے استفادہ کرتے ہیں اور حتی الامکان ان سے منافع حاصل کرتے ہیں۔

یہاں دو نکات کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے:

۱۔ ایسے افراد اور گروہوں کو جواب دینا ضروری ہے تاکہ جو لوگ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی صفات اور خصوصیات کی صحیح معرفت نہیں رکھتے؛ وہ ان کے دھوکے میں نہ آئیں اور ان پر فدا نہ ہوں۔ لیکن بد قسمتی سے بعض اوقات گمراہ اور گمراہ کرنے والے فرقوں کو جواب دینے میں عظیم، بزرگ، عالم اور ہمدرد ہستیوں کا اتنا وقت صرف ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ لوگوں کو دین کے اصولوں اور تعلیمات اہل بیت علیہم السلام سے آگاہ کرنے کے بجائے ان گمراہ کرنے والے لوگوں کا مقابلہ کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں، اور کبھی کبھار ان کے اس عمل سے انجانے میں گمراہ لوگ مشہور ہو جاتے ہیں۔

۲۔ گذشتہ مطالب کے سلسلے میں ایک اور نکتہ کا تذکرہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ

بعض اوقات دشمنان دین خاص ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غافل رکھا جائے۔ یعنی وہ مخصوص لوگوں کے لئے ایک منصوبہ تیار کرتے ہیں، جس پر عمل درآمد سے معاشرے کے عام افراد کو بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے واضح ہونے کے لئے اس مضمون پر توجہ کریں:

بعض روحانی افراد غیر معمولی معنوی کیفیت کے حامل ہوتے ہیں اور وہ غیر مرئی امور کو بھی درک کرتے ہیں، اور ان چیزوں کی وجہ سے ان میں یہ کشش ہوتی ہے کہ لوگ ان کی گفتار و رفتار اور روحانی کیفیت کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ ان کے گرد جمع ہوتے ہیں اور انہیں یہ یقین ہوتا ہے کہ اس کام کے نتیجے میں ان کے لئے خدا اور اہل بیت علیہما السلام سے قریب ہونے کا راستہ کھل جاتا ہے۔

اہل بیت علیہم السلام کی روایات میں بھی ہم نشینی کے اثرات کو بیان کیا گیا ہے، لیکن جس بات کو مد نظر رکھا جانا چاہئے، وہ یہ ہے کہ دین کے جنّی و انسانی دشمن ان امور سے سوء استفادہ کر سکتے ہیں اور یہ صرف مرید کے لئے ہی نہیں بلکہ مراد (پیر) کو بھی تباہ و برباد کر سکتے ہیں!

بعض اوقات جاہل مرید یا دست بوسی کرنے والے چاپلوس افراد اپنے پیر کا اس قدر احترام کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اس سے اس قدر مرعوب ظاہر کرتے ہیں کہ ان کا طرز عمل اور گفتگو پیر پر اثر انداز ہوتی ہے اور وہ اپنے ارد گرد کے لوگوں کی گمراہ کن تجاویز کا یقین کر لیتا ہے۔

مرید، جاہل افراد یا دوسروں کے بھیجے ہوئے کارندے پیر کے ساتھ ایسے پیش آتے ہیں جیسے دنیا میں اس سے بڑا اور اہم شخص کوئی نہیں ہے، جس کے نتیجے میں وہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے پیر کو بھی تباہی و بربادی کی دلدل کی طرف دھکیلتے ہیں۔

پیروں کے مریدوں اور ان کے گرد گھومنے والے جاہل افراد کو معلوم ہونا چاہیئے ان کے پیر اعلیٰ روحانی مرتبہ کے حامل ہوں تو وہ ان کے لئے دین اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے آشنا ہونے کا ذریعہ ہونے چاہئیں، نہ یہ کہ وہ خود موضوعیت پیدا کر کے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے ہی غافل ہو جائیں اور ان کے لئے خطا کے امکان کو ردّ کرتے ہوئے ان کی ہر بات کو قبول کر لیا جائے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام ایک روایت میں فرماتے ہیں:

إیّاك ان تنصب رجلاً دون الحجّة فتصدقه فی كلّ ما قال. [1]

خبردار! کسی ایسے شخص کو اپنے سامنے (معتبر) قرار مت دو، جو حجت خدا نہ ہو اور اس کی ہر بات کو قبول کرو۔

بد قسمتی سے ہمارے معاشرے میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے احکامات و فرمودات سے آگاہی بہت کم ہے اور اکثر اوقات جاہل مرید کسی بھی لبادہ اور فرقہ میں اپنے پیر کو بت بنا لیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غافل ہو جاتے ہیں۔ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عادلانہ الٰہی و آفاقی حکومت کے دشمنوں اور شیطانوں کی یہی دیرینہ خواہش

[1]۔ بحار الأنوار: ۲/۸۳، اور ۷۳/۱۵۳۔

ہے۔

***

ہمارے اس بیان کی رو سے شیعہ سماج کو مہدویت کے دعویداروں کے فریب میں نہیں آنا چاہئے اور کسی سے دل لگی اور وابستگی کی وجہ سے انہیں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

دشمنان دین نہ صرف بعض لوگوں کو مہدویت یا دیگر مقامات کا دعویٰ کرنے کے لئے خرید کر کچھ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، بلکہ لوگوں کو دین اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پر ایمان لانے سے روکنے کے لئے دوسرے حربے بھی استعمال کرتے ہیں۔

دشمن کے مختلف حربے

عدل وانصاف کو فروغ دینے والی دنیا کی واحد عالمی حکومت کے قیام کو روکنے کے لئے دین کے دشمن طرح طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں۔ وہ قدیم الایّام سے مختلف سازشیں اور وقت کے ساتھ ساتھ جدید حربے استعمال کرتے آئے ہیں۔ دنیا پر شیطان کی حکمرانی جتنی زیادہ مضبوط ہوتی جائے گی، دشمن بھی نئی نئی سازشوں سے آگاہ ہوتا جائے گا اور وہ انہیں عادلانہ عالمی حکومت کے خلاف استعمال کرے گا۔

اگرچہ خدا نے انبیاء کو اس لئے مبعوث کیا کہ لوگ عدل قائم کریں [1] لیکن جنّ وانس

---

[1] ۔یہ سورۂ حدید کی پچیسویں آیت کی طرف اشارہ ہے: «لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ»۔یقیناً

میں سے شیاطین ان کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے اور شیطانی تجسم کے ذریعہ انہوں نے لوگوں کو گمراہی کی طرف کھینچا اور سماج کو خدا سے دور کر دیا، اور بہت سے لوگوں کے دل اور افکار پر قابو پا کر انہیں شیطان پرستی کی طرف کھینچا، جس کے نتیجے میں لوگ دین اور خدا کی اطاعت سے دور ہوتے گئے۔ شیطان پرستی کے مختلف طریقے ہیں، اس کی ایک اہم مثال شیطان کو خدا کے طور پر تجسم کر کے پیش کرنا ہے تا کہ وہ لوگوں کے افکار اور خیالات پر قابض ہو کر انہیں تلقین کرے کہ یہ مجسم وجود وہی عظیم خدا ہے اور وہ انہیں خدا کی عبادت سے روکتے ہوئے اپنی عبادت اور بندگی کی دعوت دیتا ہے۔

دشمن کی قدیم سازشوں کا ایک نمونہ

مرحوم علامہ نہاوندی کتاب "العبقری الحسان" میں دشمن کے ان منصوبوں اور سازشوں میں سے ایک نمونہ بیان کرتے ہیں، جس پر غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ شیطان کس طرح لوگوں کو خدا کی یاد، خدا کے دین، خدا کی محبت اور خدا کی عادلانہ حکومت سے غافل کرتا ہے۔

اب اس واقعہ پر توجہ فرمائیں:

ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی ہوئی دلیلوں (معجزوں) کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا نازل کیا، جس میں بڑی قوت ہے اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں تا کہ خدا دیکھے کہ کون دیکھے بغیر اس کی اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے، بیشک خدا بڑا طاقتور اور عزیز ہے۔

جامی نے اپنی کتاب ''نفحات الانس''[1] میں ابو محمد خفّاف سے نقل کیا ہے :

وہ شیراز کے بزرگوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور ''مشاہدہ'' کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی اور ہر کوئی اپنے مزاج کے مطابق اپنے نظریات بیان کر رہا تھا۔ مؤمّل جصّاص نے خاموش بیٹھے ہوئے ابو محمد خفّاف سے کہا: آپ بھی اس بارے میں کچھ کہیں !

ابو محمد خفّاف نے کہا:آپ نے جو کچھ کہا ، یہ علم کی حد تھی نہ کہ حقیقت مشاہدہ ! حقیقت مشاہدہ یہ ہے کہ حجاب منکشف ہو جائے ، پردے ہٹ جائیں اور اسے یعنی خدا کو آنکھوں کے ساتھ دیکھیں۔

اس سے کہا گیا : آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں اور آپ پر یہ بات کیسے آشکار ہوئی ؟ !

ابو محمّد خفّاف نے کہا: میں تبوک کے ایک دیہات میں تھا، مجھے فاقہ اور بہت زیادہ مشقت کا سامنا کرنا پڑا ، میں مناجات کر رہا تھا کہ اچانک پردے ہٹ گئے اور میں نے خدا کو دیکھا کہ وہ عرش پر بیٹھا ہوا ہے ، میں نے اسے سجدہ کیا اور کہا : اے میرے مولا ! هذا مكاني و موضعي منك.

جب ان لوگوں نے ابو محمد خفّاف کی یہ بات سنی تو سب خاموش ہو گئے ۔ مؤمّل جصّاص نے اس سے کہا : اٹھو ! چلیں اور کچھ بزرگوں اور ارباب حدیث کی زیارت کریں۔

مؤمّل نے ابو محمد خفّاف کا ہاتھ پکڑا اور ابن سعدان کے گھر چلے گئے ۔اس نے ان کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی۔

---

[1] ۔ نفحات الانس : ۲۵۱.

مؤمّل نے اس سے کہا:

ایّها الشّیخ! نرید أن تروی لنا الحدیث المرویّ عن النبیّ (صلّی اللہ علیہ و آلہ) أنّه قال: انّ للشیطان، عرشاً بین السّماء والأرض إذا أراد بعبد فتنة کشف له عنه.[1]

یعنی پیغمبر (ﷺ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: آسمان وزمین کے درمیان شیطان کے لئے ایک عرش اور تخت ہے۔ جب بھی خداوند تبارک وتعالیٰ کسی بندے کے امتحان اور اختبار کا ارادہ کرے تو شیطان کا تخت اس کے لئے نمایاں کر دیتا ہے۔

ابو محمد خفّاف نے جب یہ حدیث سنی تو کہا: آپ ایک بار پھر یہ حدیث بیان فرمائیں! ابن سعد نے یہ حدیث دوبارہ بیان کی تو ابو محمد خفّاف رونے لگے اور روتے روتے باہر چلے گئے۔

مؤمّل کہتے ہیں: میں نے چند دنوں تک انہیں نہ دیکھا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ میرے پاس آئے تو میں نے ان سے کہا: آپ کہاں غائب ہو گئے تھے، کہاں گئے تھے؟

انہوں نے کہا: اس وقت سے اب تک میں نے جو نمازیں پڑھیں تھیں، میں ان کی قضا

[1] ۔ خیراتیہ: ۲۴۶، عرفان اسلامی و عرفان التقاطی: ۲۵۸.

بجالا رہا تھا، کیونکہ اس وقت میں نے شیطان کی پرستش کی تھی۔

پھر انہوں نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے کہ میں نے جہاں جہاں اسے سجدہ کیا تھا، اسی جگہ جا کر اس ملعون پر لعنت کروں۔ پھر وہ اس نیت سے باہر چلے گئے اور اس کے بعد مجھے ان کی کوئی خبر نہیں ہے۔[1]

اس واقعہ پر غور کرنے سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ایک مدت سے خدا کی بجائے شیطان کی عبادت کرنے والا شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی ایک روایت کے ذریعہ ہدایت پا گیا اور اس نے راہ حق کا انتخاب کیا۔

اس بناء پر قدیم یا جدید گمراہ کن فرقوں میں گرفتار ہونے والے افراد کو چاہئے کہ وہ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی پناہ میں آئیں اور ان مقدس ہستیوں کے فرمودات پر عمل پیرا ہو کر شیطانی راہوں سے کنارہ کشی اختیار کریں اور حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو اپنی پناہ گاہ قرار دیں۔

اس واقعہ سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ عظیم روحانی اور معنوی مقامات تک پہنچنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے بہت زیادہ کوششیں کرتے ہیں لیکن ان تمام مصائب و مشکلات کے باوجود نہ صرف اس سے نتائج حاصل ہوتے ہیں بلکہ وہ شیطان کے جال میں پھنس کر صراط مستقیم سے منحرف ہو جاتے ہیں۔

اس انحراف کی اصل وجہ صرف ایک سمت نہیں ہے بلکہ شیطان ایک شخص کو ایک

---

[1]۔ العبقری الحسان: ۲/۲۵۴.

راستے سے اور دوسرے کو دوسرے راستے سے گمراہ کرتا ہے۔

اس وجہ سے خدا اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم آب اور سراب کو پہچانیں، ترقی کے عوامل کو تشخیص دیں اور گمراہ کن پہلوؤں کو پہچانیں۔

دشمن کی جدید سازشوں کا ایک نمونہ

یہاں تک ہم لوگوں کو خدا اور خدا کی حکومت سے دور کرنے کے لئے شیطان کی قدیمی سازشوں اور حربوں سے آشنا ہوئے، جن میں لوگ اب بھی مبتلا ہیں۔

اب ہم شیطان کے جدید حربوں سے آگاہ ہوتے ہیں کہ دور حاضر میں شیطان کس طرح لوگوں کے افکار کو خدا سے دور کر رہا ہے اور انہیں الٰہی حکومت کی طرف توجہ کرنے کی بجائے شیطانی حکومت کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔

یہودی خود کو دنیا کے تمام لوگوں سے برتر سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے وہ یہ نہیں چاہتے کہ کوئی غیر یہودی ان کے دین کو قبول کرے اور یہودیوں سے ملحق ہو۔ کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف بنی اسرائیل میں یہودی ہونے کی لیاقت ہے اور بقیہ سب لوگ یہودیوں کے غلام ہیں۔

وہ سمجھتے ہیں کہ آخر کار یہودی دنیا کی حکومت سنبھالیں گے اور اور پوری دنیا پر حکومت کریں گے۔ انہوں نے اپنی اس آرزو کے حصول کے لئے مختلف منصوبے بنائے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ **ہمیں دنیا بھر کے لوگوں کو اس طرح اپنے جال میں پھنسانا چاہیئے کہ ہماری پناہ میں**

آنے کے علاوہ انہیں ان کی نجات کا کوئی اور راستہ دکھائی نہ دے۔

وہ اختلافات، تفرقہ بازی، مصنوعی قحط اور وائرس کے ذریعہ مختلف قسم کی بیماریاں پھیلا کر لوگوں کو اپنی اطاعت اور پیروی پر مجبور کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

«مختلف ممالک میں کچھ ایسے اسباب و عوامل پیدا کئے جائیں جو لوگوں کے ذہنوں کو اپنی طرف مشغول کریں اور ان کے لئے پریشانی اور بدامنی کے عوامل پیدا کئے جائیں، جس سے حکومتوں اور لوگوں کے درمیان تعلقات خراب ہوتے جائیں۔ان حالات کا تسلسل انسانی اقدار کو ختم کر دیتا ہے اور **ان کی زندگیوں میں مہلک اختلافات جنم لیتے ہیں، لوگوں میں نفرت، سازش، حسد، قحط اور مختلف قسم کی جان لیوا بیماریاں پھیل جاتی ہیں کہ جن کے جراثیم ہم نے خود جان بوجھ کر پھیلائے ہوتے ہیں**۔اس کے نتیجہ میں ہم یہ کہتے ہیں کہ لوگوں کو ان مصیبتوں سے نجات دلانے کا ایک ہی راستہ دکھائی دیتا ہے کہ وہ کسی قدرت کی پناہ میں آجائیں جس کے پاس دنیا کا مال و دولت اور دوسری تمام اشیاء اور آلات ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر ہم اقوام عالم کو سانس لینے اور آرام کرنے کا وقت دے دیں تو ان میں اس دن تک پہنچنے کی امید بہت کم ہو جائے گی جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں»۔[1]

وہ کہتے ہیں: «**معاشرے میں معاشی، سماجی، صحافتی اور اخلاقی بگاڑ اور متعدی جرثوموں کا پھیلاؤ ایسے مواد ہیں جن پر مذکورہ چوبیسویں اجلاس میں تفصیل سے بات کی گئی ہے۔** قارئین کے لئے بہتر ہے کہ وہ چوبیس حصوں پر مشتمل اس پروگرام کا ایک بار پھر سے مطالعہ

[1] ۔پروتکل ہای دانشوران صہیون.برنامہ عمل صہیونیسم جہانی: ۳۰۱.

کریں اور اس کے ہر فقرے کا جائزہ لیں، ان کے ہر حربے کو جانیں اور ان کے ہدف اور مقصد کو سمجھیں»۔[1]

ان کا یہ کہنا ہے کہ اسلام اور عیسائیت جیسے مذاہب کو نیست و نابود کر دینا چاہئے تا کہ ہم دنیا پر حکومت کر سکیں، مذاہب اور تہذیبوں کے خاتمے اور داؤدی سلطنت کے قیام سے دنیا میں صرف موسیٰ (علیہ السلام) کا دین ہو گا اور یہودیوں کا بادشاہ پوری دنیا کا پوپ ہو گا»۔

نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ **ہم عیسائیت کے مکمل خاتمے سے زیادہ دور نہیں ہیں۔**[2]

یہ دشمنان دین کے تکبر اور ان کی خیال بافی کی کچھ مثالیں ہیں۔ وہ ''فوکو یاما'' اور اس جیسے دوسرے لوگوں کی خدمات حاصل کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں، لیکن دنیا کے مصلح، امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نور سے ان کے تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔

---

[1] ۔ پروتکل ہای دانشوران صہیون. برنامہ عمل صہیونیسم جہانی: ۳۸۳.

[2] ۔ پروتکل ہای دانشوران صہیون. برنامہ عمل صہیونیسم جہانی: ۳۸۸.

دوسرا باب

امام زمانہ [ارواحنا فداہ] کے دشمنوں سے مقابلہ

دشمن کا مقابلہ

بد قسمتی سے دین کے دشمن شیعوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے آئے ہیں اور وہ ایک طرف سے قتل و غارت اور دوسری طرف سے لوگوں کے مذہبی مسائل میں شکوک و شبہات پیدا کر کے شیعوں کے جسم و روح کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ اگرچہ خداوند بذات خود دین کا محافظ اور اس کی حفاظت و نگہداری کرنے والا ہے۔ لیکن ایسے لوگ بھی ہیں جو دین کے دشمنوں کے مہلک اور خونی منصوبوں کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، یا پھر وہ دشمنوں کے شیطانی پروگراموں کی نشریات کی وجہ سے شکوک و شبہات اور حیرت و سرگردانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان حالات میں انہیں کیا کرنا چاہیئے ؟ کس کا دامن تھامنا چاہیئے ؟ کس کی پناہ میں آنا چاہیئے ؟ کس سے اپنی مشکلات بیان کرنی چاہئیں؟ اور کس سے اپنا درد دل بیان کرنا چاہیئے ؟

اس صورت حال کے ساتھ ان شیعوں کا کیا فرض ہے جو علمی، مادی اور دیگر سہولیات کے حوالے سے معاشرے میں عقیدتی اور مادی طور پر پھنسے ہوئے لوگوں کو نجات کا راستہ دکھانے کی طاقت رکھتے ہیں؟

معاشرے کو مختلف قسم کے مسائل اور مشکلات درپیش ہیں، بہت سے افراد کسی نہ

کسی صورت میں دینی یا دنیوی مسائل میں گرفتار ہیں۔ ایسے حالات میں ان میں سے کس قسم کے لوگوں کی مدد کرنا اور انہیں تباہی اور ہلاکت سے بچانا بہتر ہے ؟

کیا ان لوگوں کی مدد کرنا بہتر ہے جن کے پاس پہننے کے لیے کپڑے نہیں ہیں یا جن کے پاس کھانے کو روٹی نہیں ہے ؟

کیا ان لوگوں کی مدد کرنا بہتر ہے جن کے پاس رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے یا جن کے پاس شادی بیاہ کرنے کی استطاعت نہیں ہے اور وہ ان سماجی برائیوں میں اپنی حفاظت نہیں کر سکتے ؟ **یا ہمیں ان لوگوں کی مدد اور دستگیری کرنی چاہئے ، جن کا دین خطرے میں ہے اور روز بروز ان کے شکوک و شبہات میں اضافہ ہو رہا ہے ؟**

امام حسین علیہ السلام کی نگاہ میں شیعوں کے لئے فکری اور عقیدتی کام کرنے کی اہمیت

ان مذکورہ سوالات کے جوابات جاننے کے لئے اس مضمون پر توجہ فرمائیں :

یہ صحیح ہے کہ شیعوں میں برہنہ کو لباس فراہم کرنے یا بھوکے کو کھانا کھلانے کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے لیکن امام حسین علیہ السلام کے نقطۂ نظر سے شیعوں کے لئے فکری اور عقیدتی کام کرنے کا اجر و ثواب باقی تمام کاموں سے زیادہ ہے۔ اس بارے میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں :

أَيُّهُما أَحَبُّ إِلَيْكَ: رَجُلٌ يَرُومُ قَتْلَ مِسْكِينٍ قَدْ ضَعُفَ تُنْقِذُهُ مِنْ يَدِهِ، أَوْ نَاصِبٌ يُرِيدُ إِضْلاَلَ مِسْكِينٍ مُؤْمِنٍ مِنْ ضُعَفَاءِ شيعَتِنا تَفْتَحُ عَلَيْهِ مَا يَمْتَنِعُ الْمِسْكِينُ بِهِ مِنْهُ وَيُفْحِمُهُ وَيَكْسِرُهُ بِحُجَجِ الله تَعَالى؟

آپ کے لئے کون سا امر زیادہ محبوب ہے؟ کسی مسکین اور ناتواں کو بچانا جسے کوئی قتل کرنے کی کوشش کر رہا ہو؟ یا ہمارے شیعوں میں سے اس مؤمن کو بچانا جسے کوئی توہین کرنے والا بے دین فکری اور قلبی طور سے منحرف کرنے کی کوشش کر رہا ہو؟اگر آپ اس کے لئے بند راستہ کھول دیں تاکہ وہ الٰہی دلیل و برہان کے ذریعہ اس بے دین اور پست شخص کے شبہات کا دندان شکن جواب دے؟

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

اور اگر اس شخص کو توہین کرنے والے دشمن سے نجات دلائیں تو یہ عمل زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ جس کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے: «اور جس نے کسی ایک جان

کو بچا لیا تو وہ ایسا ہے جیسے کہ اس نے تمام انسانوں کو بچا لیا»۔[1] پس آپ جس کی فکر کو زندہ کریں اور اسے کفر سے ایمان کی طرف لے جائیں تو گویا آپ نے تمام انسانوں کو آہنی تلواروں سے قتل ہونے سے پہلے زندہ کر دیا۔

پھر آپ نے فرمایا:

فَضْلُ کافِلِ یَتیمِ آلِ مُحَمَّدٍ۔اَلْمُنْقَطِعِ عَنْ مَوَالِیهِ، اَلنّاشِبِ فی رُتْبَةِ الْجَهْلِ، یُخْرِجُهُ مِنْ جَهْلِهِ،وَ یُوَضِحُ لَهُ ما اِشْتَبَهَ عَلَیْهِ۔عَلى فَضْلِ کافِلِ یَتیمٍ یُطْعِمُهُ وَ یَسْقیهِ، کَفَضْلِ الشَّمْسِ عَلَی السَّهاءِ.

جو شخص اپنے رہبر سے جدا ہونے والے اور جہل و نادانی سے زوال پذیر ہونے والے یتیمانِ آل محمد علیہم السلام کی فکری لحاظ سے کفالت کرے اور انہیں جہل و نادانی سے نجات دلائے اور ان کے شکوک و شبہات اور اعتراضات کا جواب دے تو وہ انہیں کھلانے اور پلانے والوں کے

---

[1]۔ سورۂ مائدہ کی بتیسویں آیت کا ترجمہ۔

مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے ایک مدہم ستارے کے مقابلہ میں سورج۔ [1]، [2]

ایک دوسری حدیث میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام روایت فرماتے ہیں:

أَبِي مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ علیه السلام قَالَ، قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیهما السلام مَنْ كَفَلَ لَنَا يَتِيماً قَطَعَتْهُ عَنَّا مِحْنَتُنَا بِاسْتِتَارِنَا فَوَاسَاهُ مِنْ عُلُومِنَا الَّتِي سَقَطَتْ إِلَيْهِ حَتَّى أَرْشَدَهُ وَ هَدَاهُ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا أَيُّهَا الْعَبْدُ الْكَرِيمُ الْمُوَاسِي أَنَا أَوْلَى بِالْكَرَمِ مِنْكَ اجْعَلُوا لَهُ يَا مَلَائِكَتِي فِي الْجِنَانِ بِعَدَدِ كُلِّ حَرْفٍ عَلَّمَهُ أَلْفَ أَلْفِ قَصْرٍ وَ ضُمُّوا إِلَيْهَا مَا يَلِيقُ بِهَا مِنْ سَائِرِ النِّعَمِ. [3]

امام حسن عسکری علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو ہم میں سے کسی یتیم کی

---

[1] ۔ احتجاج: ۱۶/۱، تفسیر الامام العسکری علیہ السلام: ۳۴۱ حدیث ۲۱۷، بحارالأنوار: ۳/۲، ح ۴، ج ۹/۲ ح ۱۷، ج ۴/۲ ح ۵ (یہ روایت حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام سے بھی نقل ہوئی ہے).

[2] ۔ فرہنگ سخنان امام حسین علیہ السلام: ۴۷۶.

[3] ۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام: ۳۴۱.

کفالت کرے کہ جو غیبت کے مصائب کی وجہ سے ہم سے منقطع ہو گیا ہو اور ہمارے علوم کے ذریعہ اس کا ساتھ دے اور اس کی مدد کرے تاکہ اس کی ہدایت ہو سکے تو خداوند عزّوجل فرماتا ہے: اے میرے کریم عبد! کہ جس نے (اپنے بھائی کی) مدد کی، میں تم سے زیادہ کرم کا حقدار ہوں، اے میرے فرشتو! اس کے تعلیم کردہ ہر حرف کے بدلے جنت میں ہزار ہزار محل قرار دو اور ان میں ہر قسم کی نعمتیں فراہم کرو۔

لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دینا

صاحب کتاب "مکیال المکارم" اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

یہ عمل سب سے اہم اطاعت اور سب سے زیادہ واجب عبادات میں سے ہے اور اس کی فضیلت پر ہر وہ چیز دلالت کرتی ہے جو آیات و روایات میں امر بالمعروف اور نہی از منکر اور لوگوں کی راہ حق کی طرف ہدایت دینے کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ نیز حضرت کے بعد بہترین مخلوق وہ ہے جو آپ سے محبت کرے اور لوگوں کو آپ کی طرف آنے کی دعوت دے، جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے: [1]

[1]۔ ترجمہ مکیال المکارم: ۳۲۶/۲.

وإنّ العالم الّذی یعلّم النّاس معالم دینهم ویدعوهم إلی إمامهم، أفضل من سبعین ألف عابد.

وروی الکلینی رحمه الله بسند صحیح، عن سلیمان بن خالد قال: قلت لأبی عبدالله: إنّ لی أهل بیت وهم یسمعون منّی، أفأدعوهم إلی هذا الأمر؟ فقال علیه السلام: نعم إنّ الله عزّ وجلّ یقول فی کتابه: «یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَکُمْ وَأَهْلِیکُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلاَئِکَةٌ غِلاَظٌ شِدَادٌ لاَیَعْصُونَ الله مَا أَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ»[1] انتهی.[2]

اور بیشک وہ عالم جو لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دے اور انہیں ان کے امام کی طرف دعوت دے، وہ ستر ہزار عابدوں سے افضل ہے۔

---

[1]۔ سورۂ تحریم، آیت: ۶.

[2]۔ مکیال المکارم: ۲/۲۷۴.

شیخ کلینی رحمہ اللہ **صحیح سند سے سلیمان بن خالد سے روایت ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام صادق** علیہ السلام **سے عرض کیا: میرا خاندان میری بات سنتا ہے، کیا میں انہیں اس امر کی طرف دعوت دوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! خدائے عزّو جلّ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: «اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آتشِ دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو تُند خو اور درشت مزاج ہیں، انہیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔»۔**[1]، [2]

ایک شخص کو امام زمانہ ارواحنا فداہ سے آشنا کرنا سو سال کی عبادت سے افضل

خداوند متعال کو جو چیزیں پسند ہیں، ان میں سے ایک اہم ترین چیز یہ ہے کہ جو لوگ اپنے زمانے کے امام سے آشنا نہیں ہیں وہ اپنے وقت کے امام کی معرفت حاصل کریں اور یہ جانیں کہ ان کے زمانے کے امام کی شخصیت اور مقام و مرتبہ کیسا ہے؟ ان کی قدرت و طاقت

[1]۔ اصول کافی: ۲/۲۱۱.

[2]۔ مکیال المکارم: ۲/۲۷۴. ترجمہ مکیال المکارم: ۲/۳۲۶.

اور ولایت کی حد کیا ہے؟ وہ دنیا کی تدبیر کیسے کرتے ہیں؟ اور کائنات میں اس کا کیا کردار ہے؟
جو لوگ اپنے زمانے کے امام کی معرفت نہ رکھتے ہوں، انہیں ان کے زمانے کے امام سے آشنا کروانا بہت ہی اہم اور مفید ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے ایک روایت میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ علیہ السلام: قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ علیہما السلام: أَوْحَى اللهُ تَعَالَى إِلَى مُوسَى، حَبِّبْنِي إِلَى خَلْقِي وَحَبِّبْ خَلْقِي إِلَيَّ. قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَفْعَلُ؟ قَالَ: ذَكِّرْهُمْ آلَائِي وَنَعْمَائِي لِيُحِبُّونِي فَلَأَنْ تَرُدَّ آبِقاً عَنْ بَابِي أَوْ ضَالاًّ عَنْ فِنَائِي أَفْضَلُ لَكَ مِنْ عِبَادَةِ مِائَةِ سَنَةٍ بِصِيَامِ نَهَارِهَا وَقِيَامِ لَيْلِهَا. قَالَ مُوسَى: وَمَنْ هَذَا الْعَبْدُ الْآبِقُ مِنْكَ؟ قَالَ: الْعَاصِي الْمُتَمَرِّدُ. قَالَ: فَمَنِ الضَّالُّ عَنْ فِنَائِكَ؟ قَالَ: الْجَاهِلُ بِإِمَامِ زَمَانِهِ، تُعَرِّفُهُ وَالْغَائِبُ عَنْهُ بَعْدَ مَا عَرَفَهُ الْجَاهِلُ بِشَرِيعَةِ دِينِهِ تُعَرِّفُهُ شَرِيعَتَهُ وَمَا يَعْبُدُ بِهِ رَبَّهُ وَيَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى مَرْضَاتِهِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ

الْحُسَيْنِ علیہما السلام :فَأَبْشِرُوا عُلَمَاءَ شِيعَتِنَا بِالثَّوَابِ الْأَعْظَمِ وَالْجَزَاءِ الْأَوْفَى۔[1]

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں: امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے موسیٰ پر وحی کی کہ مجھے میری مخلوق میں محبوب بنادو اور میری مخلوق کو میرا محبوب بنادو! موسیٰ نے عرض کی: پروردگارا! میں یہ کام کیسے کروں؟ فرمایا: انہیں میری ظاہری اور باطنی نعمتوں کے بارے میں بتاؤ تا کہ وہ مجھ سے محبت کریں؛ پس اگر تم مجھ سے فرار کرنے والے میرے بندے کو میری طرف واپس بھیجو گے یا کسی گمراہ کو میرے در پر لے آؤ گے تو یہ تمہارے لئے سو سال کی عبادت سے بہتر ہے کہ جس میں تم دن کو روزہ رکھو اور راتوں کو نماز پڑھتے رہو۔ موسیٰ نے عرض کیا: پروردگارا! تجھ سے بھاگا ہوا بندہ کون ہے ؟ فرمایا: وہ گناہگار جو ہمارے حکم کی خلاف ورزی کرے ۔ عرض کیا: تیرے در کا گمراہ کون ہے ؟ فرمایا : وہ نادان ! جو اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانتا ہو، تم اسے پہچنواؤ اور

[1]۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام: ۳۴۲، بحار الانوار: ۴/۲.

دوسرا وہ جو امام سے غائب ہے، تم اسے زمانے کے امام سے آگاہ کرو اور پھر اسے شریعت، دین کے احکام سے آشنا کرو تا کہ وہ اس سے اپنے ربّ کی بندگی کرے اور اس کے ذریعہ اس کی رضا تک پہنچ جائے۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں: پس ہمارے شیعہ علماء کو اس عظیم ثواب اور وافر جزا کی خوشخبری دو۔

اس روایت کی رو سے خدا کو لوگوں کا محبوب بنانے کے لئے انہیں خدا کی نعمتیں یاد دلائی جائیں اور پھر مزید کہا گیا کہ اگر کوئی درگاہ الٰہی سے فرار کرنے والے یا اپنے زمانے کے امام سے بے خبر شخص کی ہدایت کرے تو یہ سو سال کی عبادت سے افضل ہے کہ جس میں وہ رات کے وقت نماز پڑھنے میں مشغول رہے اور دن میں روزہ رکھے۔ اس روایت پر غور و فکر کرنے سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ وقت کے امام کی معرفت، دینی فرائض کا علم اور خدا سے فرار کرنے والے یا امام عصر ارواحنا فداہ سے بے خبر لوگوں کو ان سے آگاہ کرنا کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ روایت کے آخر میں امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعہ علماء کو اس عظیم ثواب اور بہت زیادہ اجر کی بشارت دو۔

اس وجہ سے شیعہ علماء کو خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ انہیں یہ توفیق عطا فرمائے اور انہیں خدا اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے تقرب اور ہدایت و رہنمائی کا وسیلہ قرار دے تا کہ وہ انہیں درگاہ الٰہی سے بھاگے ہوئے اور گمراہی میں گرفتار ہونے والے لوگوں کو اہل بیت

اطہار علیہم السلام کے مقام ولایت اور دور حاضر میں حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے منصب امامت سے آشنا کروا سکیں۔ نیز وہ خدا سے دعا کریں کہ وہ غیبت کے تاریک زمانے میں امام عصر ارواحنا فداہ کی پناہگاہوں میں ایک پناہگاہ ہوں اور حضرت کی امت کو حیرت و سر گردانی سے نجات دلائیں۔ ہمیں اس کی پابندی کرنی چاہیئے اور خداوند کریم سے اس کی توفیق کے لئے دعا کرنی چاہیئے اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے دعاؤں میں اس اہم اور بنیادی نکتہ کو بیان کیا ہے اور ہمیں حکم دیا کہ ہم خدا سے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ بننے کی دعا کریں۔ اس حقیقت کو جاننے کے لئے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی دعائے قنوت کے ایک حصے پر توجہ فرمائیں:

امام حسن عسکری علیہ السلام کی دعائے قنوت کا ایک اہم حصہ

أَللَّهُمَّ اجْعَلْنا سَبَباً مِنْ أَسْبابِهِ، وَ عَلَماً مِنْ أَعْلامِهِ، وَ مَعْقَلاً مِنْ مَعاقِلِهِ، وَ نَضِّرْ وُجُوهَنا بِتَحْلِيَتِهِ، وَ أَكْرِمْنَا بِنُصْرَتِهِ، وَاجْعَلْ فِيْنَا خَيْراً تُظْهِرُنَا لَهُ بِهِ، وَ لا تُشْمِتْ بِنَا حَاسِدِي النِّعَمِ، وَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ بِنَا حُلُولَ النَّدَمِ، وَ نُزُولَ الْمُثَلِ.[1]

[1] ۔مہج الدعوات: ۸۵، البلد الامین: ۲۶۰، مصباح المتہجّد: ۱۵۶ (کچھ اختلاف کے ساتھ) صحیفۂ مہدیہ: ۱۸۱.

خدایا! ہمیں اس کے اسباب میں سبب، اس کے علم میں سے علم اور اس کی پناہگاہوں میں سے پناہگاہ قرار دے، اسے زینت عطا کرنے کے ذریعہ ہمارے چہرے کو حسین بنادے، اس کی مدد کے ذریعہ ہمارا اکرام فرما، ہمارے لئے خیر قرار دے تا کہ اس کے ذریعہ ہمیں اس کا مورد نظر قرار دے اور ہمیں ہماری نعمتوں پر حسد کرنے والوں کی سرزنش، پشیمان ہونے والوں کی کمین اور عقوبت کے نزول سے محفوظ رکھ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس دعا کے آخر میں بہت ہی اہم نکات بیان فرمائے ہیں کہ جن پر ہمیں توجہ کرنی چاہئے :

جو لوگ امام زمان کی پناہگاہوں میں سے ایک پناہگاہ یا آپ کے پرچموں میں سے ایک پرچم ہوں اور لوگوں کو حضرت کی طرف متوجہ کریں تو کچھ لوگ ان کی سرزنش کریں گے ، ان پر تہمتیں لگائیں گے تا کہ وہ پشیمان ہو کر اس راہ کو چھوڑ دیں۔

عقل و وجدان کی رو سے یہ معلوم ہے کہ جو شخص لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلکہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دے تو اس کا زیادہ احترام کیا جانا چاہئے ، لیکن بدقسمتی سے کچھ لوگوں کی طرف سے ان کی سرزنش اور مذمت کی جاتی ہے۔

یہ دشمن کا منصوبہ اور سوچی سمجھی سازش ہے کہ ایسے لوگوں کی سرزنش اور مذمت کی

جائے۔ اسی وجہ سے امام حسن عسکری علیہ السلام نے ایسے لوگوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ خدا سے دعا کریں کہ انہیں دوسروں کی سرزنش کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

جو شخص لوگوں کو اپنی طرف دعوت دینے کے بجائے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دے، اسے اس اہم نکتہ پر توجہ کرنی چاہئے کہ غیبت کا دور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غفلت کا زمانہ ہے کہ جس میں سماج نے امام کو تنہا چھوڑ دیا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اس زمانے میں لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف آنے کی دعوت دے تو وہ لوگوں کی نظروں میں برا بن جائے گا، اگر کوئی آنحضرت کا دم بھرے اور لوگوں کو کائنات کی اس عظیم ہستی کی طرف دعوت دے تو اسے لوگوں کے بغض و عداوت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پس اگر کوئی شخص امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا سپاہی بننا چاہیئے تو اسے لوگوں کے سخت رویّوں اور محرومیوں کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے اور اسے معاشرے میں تنہا ہو جانے کی وجہ سے غمزدہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے سماج میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تنہائی کی وجہ سے پریشان اور غمزدہ ہونا چاہئے۔ یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جو خود کو اپنے زمانے کے امام کے لئے چاہتا ہو نہ کہ اپنے زمانے کے امام کو اپنے لئے چاہتا ہو۔

شیعوں کے لئے ایک اہم نکتہ

ان روایات سے استفادہ کرتے ہوئے تمام علماء، دانشوروں اور صاحب قدرت و ثروت شیعوں کو چاہئے کہ وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کریں؛ لیکن یہ ایک بہت اہم نکتہ ہے جس پر تمام قارئین کو توجہ دینی چاہئے، اور وہ یہ ہے کہ اس دعا کا پڑھنا اور اس دعا میں

موجود مطالب صرف علماء اور دانشوروں سے مخصوص نہیں ہیں، بلکہ عام شیعوں کو بھی چاہئے کہ وہ خدائے رحمٰن و رحیم سے دعا کریں کہ وہ جس حال میں بھی ہوں اور ان کے پاس جو بھی امکانات اور سہولیات میسر ہوں، خداوند متعال انہیں ان افراد میں سے ایک فرد قرار دے جو لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دیتے ہیں اور جو حضرت کے علمبر دار ہیں، جن کے ذریعہ لوگ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف راغب ہوتے ہیں، اگرچہ علم و دانش ایک بہترین اور اہم ترین ذریعہ ہے جس سے علماء لوگوں کو حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دے سکتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کے قنوت کا دوسرا حصہ

ہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے قنوت کے دوسرے حصہ میں پڑھتے ہیں:

أَللّٰهُمَّ وَأَظْهِرِ الْحَقَّ،وَأَصْبِحْ بِهِ فِى غَسَقِ الظُّلَمِ وَبُهَمِ الْحَيْرَةِ.أَللّٰهُمَّ وَ أَحْيِ بِهِ الْقُلُوبَ الْمَيِّتَةَ، وَاجْمَعْ بِهِ الْأَهْوٰاءَ الْمُتَفَرِّقَةَ،وَالْآراءَ الْمُخْتَلِفَةَ، وَأَقِمْ بِهِ الْحُدُودَ الْمُعَطَّلَةَ ، وَ الْأَحْكامَ الْمُهْمَلَةَ ، وَ أَشْبِعْ بِهِ الْخِماصَ السّاغِبَةَ، وَ أَرِحْ بِهِ الْأَبْدانَ اللّاغِبَةَ الْمُتْعَبَةَ، كَما أَلْهَجْتَنا بِذِكْرِهِ،وَ أَخْطَرْتَ بِبالِنا دُعاءَكَ لَهُ،وَ وَفَّقْتَنا لِلدُّعاءِ إِلَيْهِ، وَحِياشَةِ أَهْلِ الْغَفْلَةِعَنْهُ، وَ أَسْكَنْتَ فِى

قُلُوبِنا مَحَبَّتَهُ، وَالطَّمَعَ فيهِ،وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ، لِإِقامَةِ مَراسِهِ. أَللَّهُمَّ فَأْتِ لَنا مِنْهُ عَلى أَحْسَنِ يَقِينٍ، يَا مُحَقِّقَ الظُّنُونِ الْحَسَنَةِ، وَيا مُصَدِّقَ الْآمالِ الْمُبْطِنَةِ. أَللَّهُمَّ وَأَكْذِبْ بِهِ الْمُتَأَلِّينَ عَلَيْكَ فيهِ،وَ أَخْلِفْ بِهِ ظُنُونَ الْقانِطِينَ مِنْ رَحْمَتِكَ، وَالْآيِسِينَ مِنْهُ.[1]

خدایا! حق کو آشکار فرما اور تاریکی و سر گردانی کا خاتمہ فرما۔ خدایا! اس کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندہ کر اور متفرقہ تمناؤں اور خواہشوں کو جمع فرما، اور مختلف نظریات کو متحد کر دے اور معطل حدود اور مہمل دینی احکامات کو دوبارہ قائم اور برپا فرما، اور بھوکوں کو سیر کر دے، رنجیدہ اور سختی برداشت کرنے والے جسموں کو راحت عطا فرما، جس طرح ہماری زبانوں کو اس کی یاد سے گویا فرمایا ہے۔اور تو نے ہمارے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ تجھ سے دعا کی جائے اور ہمیں کامیاب فرما کہ لوگوں کو اس کی طرف بلا سکیں، غافلوں کو اس سے دور کر سکیں اور تو

[1] ۔مہج الدعوات: ۸۵، البلد الامین: ۶۶۰، مصباح المتہجّد: ۱۵۶(کچھ فرق کے ساتھ) صحیفہ مہدیّہ: ۱۸۳.

نے اس کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دی اور اس کی طرف دلچسپی اور اس کی حکومت کے قیام کے لئے تیرا حسن ظن عطا فرما۔ خدایا! اس کے ذریعہ ان لوگوں کی تکذیب فرما جو اس کے بارے میں تیرے خلاف حکم کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ تیری رحمت سے مأیوس ہونے والوں کو ان کے گمان سے ناامید فرما۔

ظاہر ہے کہ اگر ہم لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دیں تو یہ ایک بہت عظیم توفیق ہے جو خدا نے ہمیں عنائت فرمائی ہے، جیسا کہ ہم اس دعا میں خداوند کریم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: ''**وَوَفَّقْتَنَا لِلدُّعاءِ إِلَيْهِ**'' یعنی تو نے ہمیں لوگوں کو حضرت کی طرف بلانے میں کامیاب کیا ہے۔

اگرچہ تمام شیعوں کو چاہیئے کہ وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تبلیغ کریں اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنی استطاعت کے مطابق اس راہ میں قدم بڑھانا چاہیئے، لیکن اس سلسلے میں بعض شیعوں پر عام شیعوں سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ چونکہ وہ معاشرے میں عالم، دانشور، اثر و رسوخ رکھنے والے، طاقتور اور صاحب ثروت ہیں، لہٰذا انہیں اپنی ان سہولیات کی وجہ سے اس معاملے پر دوسروں سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔

اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے آشنا کرنا مذہبی پیشواؤں اور رہنماؤں کی ذمہ داری ہے، کیونکہ اگر وہ اس اہم معاملے پر توجہ نہیں دیں

گے تو یوسف زہراء امام زمانہ ارواحنا فداہ کے متعلق لوگوں کی بے حسی اور کوتاہی کا سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا، بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہے گا۔

جس طرح کوئی بھی شیعہ اپنی زندگی میں خدا سے بے توجہ نہیں رہ سکتا، اسی طرح اسے یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے بھی بے توجہ نہیں رہ سکتا، کیونکہ حضرت خدا کے جانشین ہیں۔

تبلیغ میں شدت پسندی سے گریز

لوگوں کو حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دینے اور انہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے اعلیٰ و ارفع درجات سے آشنا کرنے کے لئے سختی اور انتہا پسندی سے گریز کرنا چاہیئے، ان کے ساتھ رواداری سے پیش آنا چاہیئے اور ان کے لئے سخت اور دشوار اقدامات سے بھی پرہیز کیا جانا چاہیئے۔ اگر شروع ہی سے کچھ لوگوں کو سخت کاموں، دعاؤں اور اعمال کی انجام دہی کا کہا جائے کہ جو عام لوگوں کے لئے مشکل اور ناقابل برداشت ہوں تو ممکن ہے کہ یہ اعمال فائدے سے زیادہ نقصان دہ ہوں اور ان کے مثبت اثرات سے زیادہ منفی اثرات ہوں، نیز ممکن ہے کہ وہ شروع ہی سے پچھتائیں اور راہ فرار اختیار کر لیں۔

واضح رہے کہ عام لوگ شروع میں بعض سنگین دعاؤں اور اذکار کو پڑھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اگر انہیں یہ دعائیں پڑھنے پر مجبور کیا جائے اور ان پر یہ مسلط کر دی جائیں تو کچھ عرصے بعد ان کے لئے انہیں انجام دینا ناقابل برداشت ہو جائے گا، جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اصل کام سے بھی دور ہوئے جائیں گے اور اس راہ سے منحرف ہو جائیں گے۔ اس

صورت میں وہ شخص وہ مقصر ہو گا جو انہیں یہ اعمال بجالانے کے لئے مجبور کرے۔

اہل بیت اطہار علیہم السلام کی روایات میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ لوگوں کو پیار، محبت، دوستی اور رواداری کے ساتھ اعلیٰ مراحل کی طرف دعوت دیں اور زور زبردستی، مشقت اور ناقابل برداشت مشکلات کو ان پر مسلط نہ کیا جائے۔

کیا ہم سب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کر سکتے ہیں؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جو تقرب کی جستجو کرنے والے بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات اپنے یا اپنے ساتھیوں کے انجام کے بارے میں سوچنے والے شخص کو اس سوال کا سامنا کرنا پڑے اور اس کے نتیجے میں وہ حیران ہو جائے۔

اس صورت میں بہت سے معاملات میں شیطان اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کے ذہن میں مایوسی اور ناامیدی پیدا کر دیتا ہے (جو خود گناہان کبیرہ میں سے ایک ہے) اور اسے اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ آپ یا آپ جیسا کوئی بھی شخص امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت نہیں کر سکتا، یہ ایسی چیز نہیں ہے جسے آپ حاصل کر سکیں، خدا اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تمہیں یا تم جیسے کسی بھی شخص کو یہ مقام ہرگز عطا نہیں کریں گے۔ کیونکہ جو خدا کا ولی ہو یا خدا کا ولی بن جائے، اس کی ذات تمہاری ذات سے مختلف ہوتی ہے اور اس کی صفات، افعال اور کردار تمہارے اعمال، افعال اور کردار سے مختلف ہوتا ہے۔

یاد رکھیں! یہ سب شیطانی وسوسے ہیں جو شیطان انسان کے ذہن میں ڈالتا ہے۔

اس لئے کسی کو بھی خدا کے لطف و کرم اور عنایات سے مأیوس نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام اپنی وصیت میں فضیل سے فرماتے ہیں:

...وإذا کان قبل طلوع الشمس و قبل الغروب، فعلیك بالدّعاء و اجتهد ولاتمتنع من شيء تطلبه من ربّك، و لاتقول هذا مالا أعطاه وادع فإنّ الله یفعل ما یشاء.[1]

طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے تم پر لازم ہے کہ دعا اور کوشش کرو، اور اس چیز سے امتناع نہ کرو جو تم اپنے ربّ سے مانگ رہے ہو، اور یہ مت کہو کہ خدا مجھے یہ نہیں دے گا، اور دعا کرو کیونکہ خدا جو چاہتا ہے، انجام دیتا ہے۔

اہل بیت علیہم السلام کے فرامین میں وارد ہوا ہے:

إنّ الدعاء یردّ القضاء ولو أُبرم إبراماً.[2]

دعا قضائے الٰہی کو ٹال دیتی ہے، چاہے اس کا انجام پانا حتمی ہو۔

---

[1] ۔ بحار الانوار: ۲۲۷/۷۸.

[2] ۔ اصول کافی: ۲۱۶/۴.

خداوند کریم نے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کی سعادت اہل افراد کو عطا کی ہے اور خدا اس بات پر قادر ہے کہ وہ ہمیں بھی وہی صلاحیت دے اور ہماری ذات اور صفات کو ان جیسا بنا دے، جس طرح امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: «**وادع الله فإنّ الله يفعل مايشاء**»؛ دعا کرو، چونکہ خداوند جو چاہے انجام دیتا ہے۔

لہٰذا ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ شیطان پلید کے وسوسوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی مایوسی اور ناامیدی کو ایک طرف رکھ کر شیطان کو خود سے دور بھگانا چاہئے اور پوری امید، توجہ، حضور قلب، تواضع اور خشوع و خضوع کے ساتھ ہمیں خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ - انشاء اللّٰہ - خدا ہمیں دین اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خدمت گزاروں اور اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے مخلص نوکروں میں سے قرار دے۔

اب ہم ایک بہت اہم واقعہ بیان کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام لوگ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کر سکتے ہیں۔ یہ واقعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے حکم پر پیش آیا جو بخوبی ثابت کرتا ہے کہ تمام افراد حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کی راہ میں قدم بڑھا سکتے ہیں۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی خدمت کرنے کے بارے میں قم کے ایک عالم کا مکاشفہ

مرحوم آیت اللہ سید مہدی لنگرودی لکھتے ہیں:

محرم الحرام سنہ ۱۴۲۱ھ کے آخر میں خواب اور بیداری کی درمیانی حالت میں میرے ساتھ ایک مکاشفہ پیش آیا اور وہ یہ کہ میں فقہ کے بارے میں ایک تحقیقی کتاب لکھنے میں مصروف تھا کہ میرے سامنے ایک جلیل القدر اور نورانی سید آئے، جن کے سر پر سبز رنگ کا عمامہ تھا۔ انہوں نے مجھے میرے نام سے مخاطب کیا اور فرمایا: تم اس کتاب کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا کہ آقا! میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں اور میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں اس کتاب کا مطالعہ کروں۔

انہوں نے فرمایا: نہیں! یہ اس طرح کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا موسم ہے، یہ کتاب یعنی (بوستان ولایت)، جو ہم اہل بیت علیہم السلام کے فضائل و مناقب کے بارے میں لکھی گئی ہے۔

میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں؟

فرمایا: میں تمہارا جدّ حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہوں۔ میں نے جیسے ہی یہ جملہ سنا تو میں نے آپ کی دست بوسی کی اور عرض کیا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر! میں اس کتاب کا مطالعہ کروں گا۔ میں نے اس مکاشفہ کے فوراً بعد اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ حق اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں بہت ہی بہترین اور مفید مطالب تھے۔ کچھ دنوں نے بعد پھر عالم مکاشفہ میں

حضرت نے مجھ سے فرمایا: وہ کتاب کیسی تھی؟

میں نے عرض کیا کہ اس کے مطالب بہت ہی بہترین ہیں۔

فرمایا: ان میں سب سے بہترین مطالب کون سے تھے؟ میں عرض کیا کہ میں نے یہ نہیں سوچا کہ ان میں سے کون سے مطالب سب سے بہترین تھے۔اس بار مطالعہ کے دوران میں اس پر غور کروں گا اور آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔

اس مکاشفہ کے بعد میں مطالعہ کے دوران اس بات پر غور کرتا رہا کہ کتاب کے چودہ مضامین میں سے کون سا مضمون سب سے بہترین ہے۔

تیسری دفعہ میں نے اسی سید بزرگوار کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: جدّ بزرگوار! میرے خیال میں جناب آقا تہرانی کا مضمون سب سے بہترین ہے۔

فرمایا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ ہمارا مہدی اپنے زمانے میں بھی مظلوم ہے۔ جہاں تک ہو سکے مہدی (امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے بارے میں بیان کرو اور لکھو، تم اس معصوم کی شخصیت کے بارے میں بیان کرو گے تو گویا تم نے تمام معصومین علیہم السلام کے بارے میں بیان کیا، کیونکہ تمام حضرات معصومین علیہم السلام عصمت و ولایت و امامت میں ایک ہی ہیں، اور چونکہ یہ ہمارے مہدی کا زمانہ ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ان کے بارے میں بیان کیا جائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: شیخ حسین[1] سے کہو کہ ہمارے پاس اس کے لئے بہت اجر و ثواب ہے، اگرچہ دوسروں کے لئے بھی اجر و ثواب ہے، لیکن ان کا اجر زیادہ ہے۔

[1]۔ یعنی آقای شیخ حسین تہرانی.

میں نے عرض کیا: کیا ان مضامین کو ترتیب و تنظیم دینے والا بھی آپ معصومین علیہم السلام کے نزدیک اجر و پاداش کا مستحق ہے ؟ فرمایا: ہاں ! اس کتاب اور اس طرح کی دوسری کتب کا مطالعہ کرنے والوں، اس کے مطالب لوگوں تک پہنچانے والوں، اس کتاب کی نشر و اشاعت کرنے والوں ، مزدوری لے کر اسے چھاپنے والوں ،اسے فروخت کرنے والوں ، اس کی تعریف و تمجید کرنے والوں اور اسے پڑھنے کی ترغیب دلانے والوں کے لئے بھی اجر و پاداش ہے ۔ آخر میں آپ نے فرمایا: **ہمارے مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کے بارے میں زیادہ سے زیادہ بیان کرو اور لکھو؛ کیونکہ ہمارا مہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) مظلوم ہے۔ ان کے بارے میں جو کچھ لکھا اور کہا گیا ہے، اس سے زیادہ لکھا اور کہا جانا چاہیئے۔**[1]

العبد الفانی

السید محمّد مہدی مرتضوی لنگرودی (عبد الصاحب)

۲۹/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

[1]۔ بوستان ولایت: ۱۸/۲.

غدیر کا جاودانہ خطبہ اور امام زمانہ ارواحنا فداہ کی تبلیغ

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقام و مرتبہ کی عظمت سے آشنا ہونے کا ایک بہترین طریقہ ان چیزوں کو جاننا اور انہیں قبول کرنا ہے جو عید غدیر کے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام اور حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ تک آپ کے اوصیاء کے بارے میں بیان کی اور فرمایا کہ قیامت تک کے لوگوں کو ان سے آگاہ کرو۔

قابل غور بات یہ ہے کہ غدیر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو غدیر کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اس سے اس سرزمین پر ایک لاکھ بیس ہزار لوگ آگاہ ہوئے، جس کا شمار متواتر احادیث میں ہوتا ہے، جس کے صحیح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے، سینکڑوں اصحاب اور تابعین نے اسے نقل کیا ہے اور بڑے بڑے شیعہ اور سنی علماء نے اسے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے خطبہ میں جو اہم مطالب بیان فرمائے ہیں، ہم سب کو ان سے آگاہ ہونا چاہئے اور انہیں اپنے عزیز و اقارب تک پہنچانا چاہئے تاکہ وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستورات پر عمل کر سکیں۔ آنحضرت نے اس خطبہ میں بہت ہی اہم امور بیان فرمائے ہیں جن میں سب سے اہم امر حضرت امام علی علیہ السلام اور آپ کے بعد کے ائمہ اطہار علیہم السلام کا مقام ولایت و امامت ہے۔

غدیر کے خطبہ میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ کے مقام ولایت و امامت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات ہمیں حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے عظیم مقام و مرتبہ سے آگاہ کرتے ہیں کہ حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کا مقام و مرتبہ کس قدر

باعظمت اور وسیع ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں پر کس حد تک یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حضرت کے صفات و خصوصیات سے آشنا ہوں اور دوسروں کو بھی ان حقائق سے آگاہ کریں۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم حضرت مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین نقل کرتے ہیں:

خطبۂ غدیر میں امام زمانہ ارواحنا فداہ کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات

مَعاشِرَ النّاسِ إِنّی نَبِیٌّ وَعَلِیٌّ وَصِیّی۔

أَلا إِنَّ خاتَمَ الْأَئِمَةِ مِنَّا الْقائِمَ الْمَهْدِی۔

أَلا إِنَّهُ الظّاهِرُ عَلَی الدّینِ۔

أَلا إِنَّهُ الْمُنْتَقِمُ مِنَ الظّالِمینَ۔

أَلا إِنَّهُ فاتِحُ الْحُصُونِ وَهادِمُها۔

أَلا إِنَّهُ غالِبُ کُلِّ قَبیلَةٍ مِنْ أَهْلِ الشِّرْكِ۔

أَلا إِنَّهُ مُدْرِكٌ بِکُلِّ ثارٍ لِأَوْلِیاءِ اللهِ۔

أَلا إِنَّهُ النّاصِرُ لِدينِ اللهِ.

أَلا إِنَّهُ الْغَرّافُ مِنْ بَحْرٍ عَميقٍ.

أَلا إِنَّهُ يَسِمُ كُلَّ ذى فَضْلٍ بِفَضْلِهِ.

وَكُلَّ ذى جَهْلٍ بِجَهْلِهِ.

أَلا إِنَّهُ خِيَرَةُ اللهِ وَمُخْتارُهُ.

أَلا إِنَّهُ وارِثُ كُلِّ عِلْمٍ وَالْمُحيطُ بِهِ.

أَلا إِنَّهُ الْمُخْبِرُ عَنْ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْمُنَبِّهُ بِأَمْرِ ايمانِهِ.

أَلا إِنَّهُ الرَّشيدُ السَّديدُ.

أَلا إِنَّهُ الْمُفَوَّضُ إِلَيْهِ.

أَلا إِنَّهُ قَدْ بَشَّرَ بِهِ مَنْ سَلَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

أَلا إِنَّهُ الْباقى حُجَّةً وَلا حُجَّةَ بَعْدَهُ وَلا حَقَّ إِلاّ مَعَهُ وَ لا نُورَ إِلاّ عِنْدَهُ.

أَلاَ إِنَّهُ لاَ غَالِبَ لَهُ وَ لاَ مَنْصورَ عَلَيْهِ.

أَلاَ وَ إِنَّهُ وَلِي اللهِ فِی أَرْضِهِ، وَحَكَمُهُ فِی خَلْقِهِ، وَ أَمِينُهُ فِی سِرِّهِ وَعَلاَنِيَتِهِ.[1]

اے لوگو! میں نبی ہوں اور علی میرے وصی ہیں۔

جان لو! خاتم الائمہ قائم مہدی؛ ہم میں سے ہیں۔

جان لو! وہ دین کو آشکار کرنے والے ہیں۔

جان لو! وہ ظالموں سے انتقام لیں گے۔

جان لو! وہ قلعوں کے فاتح اور انہیں نابود کرنے والے ہیں۔

جان لو! وہ مشرکوں اور دین کے دشمنوں کو نیست و نابود کریں گے۔

جان لو! وہ الیاء خدا کے خون کا انتقام لیں گے۔

[1]۔الاحتجاج: ۱/۸۰، ترجمہ احتجاج طبرسی: ۱/۲۰۰.

جان لو! وہ دین خدا کی نصرت کرنے والے ہیں۔

جان لو! وہ حقیقت و معرفت کے بحر عمیق ہیں۔

جان لو! وہ ہر ایک کو اس کے فضل کے مطابق مقام عطا کریں گے۔

جان لو! وہ خدا کے برگزیدہ اور منتخب کردہ ہیں۔

جان لو! وہ وارث انبیاء اور ان کے حقائق کے حامل ہیں۔

جان لو! وہ خدا کی طرف سے خبر دینے والے اور اس پر ایمان لانے والوں کو متعارف کرنے والے ہے۔

جان لو! وہ صاحب عقل اور قول و عمل میں استحکام کے مالک ہیں۔

جان لو! دین الٰہی کے امور ان کے سپرد کئے گئے ہیں۔

جان لو! گذشتہ انبیاء نے ان کے وجود کی بشارت دی ہے۔

جان لو! وہ خدا کی باقی (اور آخری) حجت ہیں اور ان کے بعد کوئی حجت نہیں ہے، حق صرف ان کے ساتھ ہے اور نور صرف ان کے پاس ہے۔

جان لو! وہ ہمیشہ غالب ہیں اور کوئی انہیں شکست نہیں دے سکتا۔

جان لو! وہ روئے زمین پر خدا کے ولی، بندوں میں اس کے حاکم اور خدا کے اسرار و ظواہر کے امین ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے خطبہ میں ایک دوسرے مقام پر بھی لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقام و مرتبہ سے آگاہ فرمایا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے عظیم خطبہ میں امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام مقام ولایت کی عظمت اور آپ کے اوصیاء بالخصوص امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقام و مرتبہ کی عظمت کو بیان فرمایا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ سب لوگوں کو چاہئے کہ وہ قیامت تک یہ حقائق دوسروں تک پہنچائیں اور لوگوں کو ان سے آگاہ کریں۔ ہم تیسرے باب میں اس بارے میں مزید کچھ مطالب بیان کریں گے۔

***

حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقام و مرتبہ سے آشنا ہونے کے لئے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی ولایت کی عظمت کو پہچاننا بہت ضروری ہے۔ اس لئے ہم ایک الگ باب میں اس کی وضاحت کریں گے۔

تیسرا باب

ولایت اہل بیت علیہم السلام کی عظمت

اہل بیت علیہم السلام کی عظمت

بہت سے پر اسرار اور باعظمت عوالم موجود ہیں، جن کے حیرت انگیز اسرار کے بارے میں ہمارے پاس معلومات نہیں ہیں۔

ہم عالم انوار، عالم ارواح، عالم اشباح، عالم ملک و ملکوت، عالم غیب و شہود... کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟!

ہم عالم مادّی اور غیر مادّی کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ہم عالم مرئی و نامرئی کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟!ہمارے پاس عرش الٰہی سے لے کر آسمانوں اور زمینوں کے بارے میں کیا معلومات ہیں؟ہم اربوں کھربوں کہکشاؤں اور ستاروں کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ ہم جس زمین میں رہتے ہیں اس کے عجیب و غریب رازوں کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ہم زمین اور کائنات میں موجود دوسری مخلوقات کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟!

کیا خداوند متعال نے ان تمام جہانوں اور ان میں موجود مخلوقات کو بے کار اور بیہودہ خلق کیا ہے؟!

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :

«الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ» . [1]

جو لوگ اٹھتے ، بیٹھتے ، لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں کہ خدا نے یہ سب بے کار پیدا نہیں کیا ،تو پاک و بے نیاز ہے ، پس ہمیں عذاب جہنم سے محفوظ فرما۔

یہ واضح سی بات ہے کہ یہ تمام کائنات بے کار اور بیہودہ نہیں ہے اور خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو کسی مقصد کے بغیر خلق نہیں کیا۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے :

«بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَ الأَرْضِ وَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ» . [2]

---

[1]۔ سورہ آل عمران، آیت : ۱۹۱.

[2]۔ سورۂ بقرہ، آیت : ۱۱۷.

وہ آسمان وزمین کا موجد ہے اور جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف کن کہتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے۔

***

جس خدا نے تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے خلق کیا ہے ، اس نے کسے اپنا خلیفہ اور جانشین قرار دیا ہے ؟

ہم جس زمین پر زندگی بسر کر رہے ہیں،اس میں موجودات و مخلوقات پر خلیفہ اور حجت الٰہی کون ہے ؟ کیاان کی خلافت صرف کرۂ ارض تک محدود ہے ؟ یاان کی ولایت زمین اور اہل زمین پر محیط ہے ؟

ان سوالوں کے جواب میں کہنا چاہیئے :

جو لوگ قرآن مجید اور اہل بیت علیہم السلام کی احادیث سے آشنا ہیں ، وہ کبھی بھی خدا کے خلفاء کی ولایت کو صرف زمین اور اس پر بسنے والوں کے لئے مخصوص نہیں سمجھتے۔اس بات کو سمجھنے کے لئے سورۂ احزاب کی بہتّرویں آیت کی طرف توجہ فرمائیں :

«إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً» .[1]

---

[1]۔ سورۂ احزاب، آیت : ۷۲ .

بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا مگر ان سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے اور انسان نے اسے (بلا تامل) اٹھا لیا، بیشک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

مَا مِنْ شَیْءٍ وَ لَا مِنْ آدَمِیٍّ وَ لَا إِنْسِیٍّ وَ لَا جِنِّیٍّ وَ لَا مَلَكٍ فِی السَّمَاوَاتِ إِلَّا وَ نَحْنُ الْحُجَجُ عَلَیْهِمْ وَ مَا خَلَقَ اللهُ خَلْقاً إِلَّا وَ قَدْ عُرِضَ وَلَایَتُنَا عَلَیْهِ وَ احْتُجَّ بِنَا عَلَیْهِ فَمُؤْمِنٌ بِنَا وَ كَافِرٌ وَ جَاحِدٌ حَتَّی السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَ الْجِبَالِ. [1]

سلیمان بن خالد نے کہا: میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: کوئی ایسی شیء نہیں ہے، نہ کوئی ایسا آدمی ہے، جنّ و انس اور آسمان میں موجود ملائکہ میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس پر ہم حجت نہ ہوں۔ خدا نے کسی بھی ایسی مخلوق کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ ہماری ولایت اس کے سامنے پیش کی گئی ہو اور ہمارے ذریعہ

[1]۔ تفسیر اہل بیت علیہم السلام ج ۱۲، ص ۲۹۲، بحار الانوار: ۲۷/۴۶.

اس پر حجت تمام کی گئی ہو۔ کچھ لوگ ہم پر ایمان رکھتے ہیں، اور کچھ کافر و منکر ہیں، حتی آسمان و زمین اور پہاڑ۔

اس روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم (معصومین علیہم السلام) زمین و آسمان میں موجود تمام مخلوقات پر حجتِ خدا ہیں، ہماری ولایت سب کے سامنے پیش کی گئی ہے، کچھ نے اسے قبول کیا ہے اور کچھ نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ معصومین علیہم السلام کی ولایت مادیّات پر جیسے آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے بھی پیش گئی اور وہ سب اپنے مادّی شعور کی حد تک اس سے آگاہ ہیں۔

نیز یہ بات ثابت شدہ ہے کہ تمام موجودات ادراک و شعور رکھتی ہیں، حتی مادّی اشیاء بھی مادّی ادراک و شعور کی حامل ہیں۔

ائمہ اطہار علیہم السلام صاحبان امر ہیں

مذکورہ روایات سے یہ استفادہ کیا جا سکتا ہے ائمہ اطہار علیہم السلام کے شئون میں سے ایک یہ ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات و دستورات کی طرح ائمہ علیہم السلام کے احکامات کی اطاعت کرنا بھی واجب ہے اور کسی کے لئے بھی ائمہ علیہم السلام کے احکامات کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے۔

قرآن کریم میں ائمہ اطہار علیہم السلام کے دستورات کی اطاعت کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی طرح قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنْکُمْ».[1]

اے ایمان والوں خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبان امر ہیں۔

اس آیۂ شریفہ میں ایک مرتبہ «**أَطِیعُوا**» کا حکم خدا کے لئے استعمال ہوا ہے اور دوسری مرتبہ رسول خدا ﷺ اور اولی الأمر کے لئے بیان ہوا ہے۔ یعنی اولی الأمر کی اطاعت بھی خدا اور رسول خدا ﷺ کی اطاعت کی طرح سب پر واجب ہے۔

اس آیۂ شریفہ کی تفسیر میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں، جنہیں بزرگ شیعہ اور اہل سنت علماء نے انہیں اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

ان روایات پر غور و فکر کریں کیونکہ ان میں بہت ہی اہم مطالب موجود ہیں، جو ائمۂ اطہار علیہم السلام کے فضائل کی عظمت کو بیان کر رہے ہیں۔ ہم اس آیۂ مبارکہ «**أَطِیعُوا اللهَ**» کی تفسیر میں وارد ہونے والی روایات میں سے چار روایات ذکر کرتے ہیں:

---

[1]۔ سورہ نساء، آیت: ۵۹.

پہلی روایت

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ»[1] قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ عَرَفْنَا اللهَ وَ رَسُولَهُ فَمَنْ أُولُوا الْأَمْرِ الَّذِينَ قَرَنَ اللهُ طَاعَتَهُمْ بِطَاعَتِكَ قَالَ هُمْ خُلَفَائِي يَا جَابِرُ وَأَئِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ بَعْدِي أَوَّلُهُمْ عليّ بن أبي طالب، ثُمَّ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَيْنُ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ (الْمَعْرُوفُ فِي التَّوْرَاةِ بِالْبَاقِرِ وَسَتُدْرِكُهُ يَا جَابِرُ فَإِذَا لَقِيتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ) ثُمَّ الصَّادِقُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى ثُمّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ثُمَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمّ سَمِيِّي وَكَنِيِّي حُجَّةُ اللهِ فِي أَرْضِهِ وَبَقِيَّتُهُ فِي عِبَادِهِ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ذَاكَ الَّذِي يَفْتَحُ اللهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ عَلَى يَدَيْهِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا

[1] ۔ سورہ نساء، آیت: ۵۹.

ذَاكَ الَّذِی یَغِیبُ عَنْ شِیعَتِهِ وَ أَوْلِیَائِهِ غَیْبَةً لَایَثْبُتُ فِیهَاعَلَى الْقَوْلِ بِإِمَامَتِهِ إِلَّامَنِ امْتَحَنَ اللهُ قَلْبَهُ لِلْإِیمَانِ.[1]

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: جب خدا نے یہ آیت «یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنْكُمْ» اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل کی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے خدا اور اس کے پیغمبر ﷺ کو پہچان لیا، لیکن یہ اولی الأمر کون ہیں، جن کی اطاعت کو خدا نے واجب قرار دیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اے جابر! وہ میرے خلیفہ اور جانشین ہیں اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں۔ ان میں سے پہلے علی بن ابی طالب ہیں، پھر حسن، ان کے بعد حسین، پھر علی بن حسین، ان کے بعد محمد بن علی ہیں جو توریت میں باقر سے معروف ہیں؛ تم انہیں دیکھو گے، پس جب ان سے ملو تو ان تک میرا سلام پہنچاؤ۔ ان کے بعد صادق، جعفر بن محمد، ان کے بعد موسی بن جعفر، پھر علی بن

[1]۔ تفسیر اہل بیت علیہم السلام: ۲۵۶/۳، بحارالأنوار: ۲۴۹/۳۶، کمال الدین: ۱/ ۲۵۳، العدد القویہ: ۸۵، المناقب: ۱/ ۲۸۲، إعلام الوری: ۳۹۷، کشف الغمہ: ۵۰۹/۲، قصص الأنبیاء: ۳۶۰، کفایہ الأثر: ۵۳، عوالی اللئالی: ۸۹/۴، الصراط المستقیم: ۱۴۳/۲.

موسی، پھر محمد بن علی، پھر علی بن محمد، پھر حسن بن علی اور پھر وہ امام جو میرے ہم نام اور ہم کنیہ ہیں، وہ زمین پر حجت خدا اور اس کے بندوں میں بقیۃ اللہ ہیں، وہ حسن بن علی کے فرزند ہیں، یہ وہ ہیں جن کے ذریعہ خدا اپنے ذکر اور یاد کو زمین کے مشرق و مغرب میں وسعت دے گا، یہ وہ ہیں جو اپنے شیعوں اور دستوں کی نظروں سے غائب ہوں گے اور ان کی امامت پر کوئی بھی شخص ثابت قدم نہیں ہو گا مگر یہ کہ خدا نے اس کے قلبی ایمان کو آزمایا ہو۔

ہم یہاں اس روایت کے چند اہم نکات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں:

۱۔جس طرح رسول خداﷺ کے فرامین کی اطاعت کرنا واجب ہے، اسی طرح اولی الأمر کے احکامات و دستورات کی اطاعت کرنا بھی واجب ہے۔

۲۔اس روایت میں رسول خداﷺ نے اولی الأمر کے نام ذکر کئے ہیں تاکہ کوئی اور اولی الأمر ہونے کا دعویٰ نہ کر سکے اور خود کو اولی الأمر نہ سمجھے۔

۳۔اس روایت میں جن بزرگ ہستیوں کے نام ذکر ہوئے ہیں، وہ شیعوں کے امام ہیں۔اس میں بارہویں امام کا نام ذکر نہیں ہوا لیکن آنحضرت نے انہیں "**ثمّ سمّیتی و کنیتی**" کے عنوان سے بیان کیا ہے، یعنی وہ میرے ہم نام اور ہم کنیہ ہیں... لیکن بارہویں امام کا

نام بیان نہیں ہوا، جو (کم از کم اس زمانے میں) حضرت کے نام کو ذکر کرنے کے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے۔

۴۔ اس روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ بارہویں امام؛ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ پس اس سے بعض اہل سنت کا وہ قول باطل ہو جاتا ہے، جو کہتے ہیں کہ حضرت کی اب تک ولادت نہیں ہوئی اور آپ اپنے ظہور کے قریب پیدا ہوں گے۔

۵۔ اس روایت میں تصریح ہوئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کی تعداد بارہ ہے، اس بنا پر باب (**انّ الأمّة اثنى عشر**) کی رو سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام کی تعداد بارہ ہے۔

۶۔ اس روایت میں یہ واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے خلیفہ علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں، جس سے امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کے چوتھے خلیفہ ہونے کا قول باطل ہو جاتا ہے۔

۷۔ پانچویں امام کا نام توریت میں بھی ذکر ہوا ہے جو "باقر" ہے۔

۸۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام باقر علیہ السلام کے زمانے تک جناب جابر کے زندہ ہونے کی پیشنگوئی بیان فرمائی ہے۔

۹۔ اس روایت میں امام باقر علیہ السلام سے جناب جابر کی ملاقات کو بیان کیا گیا ہے۔

۱۰۔ اس روایت میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے مسئلہ کو بھی بیان کیا گیا ہے اور آنحضرت نے اس زمانے کی سختیوں کے بارے میں یوں فرمایا ہے کہ کوئی بھی شخص

ان کی امامت کے عقیدہ پر باقی نہیں ہو گا مگر یہ کہ خدا نے اس کے ایمان قلبی کا امتحان لیا ہو۔

دوسری روایت

قال أمیر المؤمنین علیہ السلام: وَقَدْ جَعَلَ اللهُ لِلْعِلْمِ أَهْلًا وَ فَرَضَ عَلَى الْعِبَادِ طَاعَتَهُمْ بِقَوْلِهِ «أَطِيعُوا اللهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ»[1] بِقَوْلِهِ «وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ».[2]

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: خداوند نے علم کے لئے کچھ لوگوں کو اس کا اہل قرار دیا اور اپنے بندوں پر واجب کیا ہے کہ ان کی اطاعت کریں اور فرمایا ہے: «أَطِيعُوا اللهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» نیز فرمایا ہے: «وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَ إِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ».[3]

---

[1]۔ سورہ نساء، آیت: ۵۹.

[2]۔ سورہ نساء، آیت: ۸۳.

[3]۔ تفسیر اہل بیت علیہم السلام: ۲۴۲/۳، وسایل الشیعہ: ۴۷/۷، بحار الأنوار: ۲۶۴/۶۵.

تیسری روایت

قال الامام الصّادق علیہ السلام **قَالَ عَزَّوَجَلَّ «أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ»** [1] **وَ قَالَ عَزَّوَجَلَّ «وَ لَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَ إِلى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ»** [2] **فَرَدَّ الْأَمْرَ أَمْرَ النَّاسِ إِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمُ الَّذِينَ أَمَرَ بِطَاعَتِهِمْ وَ بِالرَّدِّ إِلَيْهِمْ.**

امام صادق علیہ السلام **فرماتے ہیں کہ خداوند نے فرمایا: «أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» اور فرمایا ہے: «وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى اللّٰه وَ إِلى الرَّسُولِ وَ إِلى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ». جب لوگوں کا ہر کام اولی الأمر کو سونپا گیا ہے اور (اس آیت میں) ان کی اطاعت اور ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔** [3]

---

[1] ۔ سورہ نساء، آیت: ۵۹.

[2] ۔ سورہ نساء، آیت: ۸۳.

[3] ۔ تفسیر اہل بیت علیہم السلام: ۲۴۱/۳، الکافی: ۲۹۵/۱، وسائل الشیعہ: ۶۶/۲۷.

چوتھی روایت

أَبُومُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ عليه السلام **عَنْ آبَائِهِ عَنِ الْبَاقِرِ** عليه السلام **قَالَ أَوْصَى النَّبِيُّ** صلى الله عليه وآله وسلم **إِلَى عَلِيٍّ وَالْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ ثُمَّ قَالَ فِي قَوْلِ اللهِ «أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ»** [1] **قَالَ الْأَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ** عليه السلام **وَ فَاطِمَةَ** سلام الله عليها **إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ.**

حضرت امام عسکری علیہ السلام اپنے آباء سے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: پیغمبر اکرم صلى الله عليه وآله وسلم نے علی، حسن اور حسین (علیہم السلام) سے وصیت کی اور پھر اس آیۂ شریفہ «أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ» کے بارے میں فرمایا: اولی الأمر سے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نسل سے قیامت تک آنے والے امام مراد ہیں۔[2]

---

[1] ۔ سورہ نساء، آیت: ۵۹.

[2] ۔ تفسیر اہل بیت علیہم السلام: ۳/۲۴۴، بحار الأنوار: ۲۸۶/۲۳، عیون إخبار الرضا علیہ السلام: ۱۳۱/۲، کمال الدین: ۲۲۲/۱.

اولی الأمر سے دشمنی کا راز

اولی الأمر اور ان کی اطاعت کے وجوب ، ان کی تعداد اور ان کی معرفت کے بارے میں بہت سی روایات ہیں۔ ہم نے یہاں ان میں سے چند روایات بطور نمونہ ذکر کی ہیں۔

ان احادیث کے مجموعے میں بہت سے ایسے نکات ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے انسانی معاشرے کو دنیا میں صحیح اور صحت مند زندگی گزارنے اور انسانوں میں چھپی ہوئی عظیم طاقتوں کو پروان چڑھانے کے لئے تیار کیا جاتا ہے تا کہ وہ مقام معرفت تک پہنچنے کے بعد صدق دل اور صحیح طریقے سے خدا کی عبادت کریں اور ولایت کے عظیم مقام سے آشنا ہوں اور کمال صداقت سے اہل بیت اطہار علیہم السلام کی شدید محبت و مودّت حاصل کریں۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام نے زمانۂ ظہور میں انسانوں کے لئے حاصل ہونے والی مودّت کی اہمیت کے بارے میں ایسی حدیث ارشاد فرمائی ہے، جس سے دل شاد ہو جاتا ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں :

المودّة أقرب النسب. [1]

مودّت سب سے قریبی نسب ہے۔

اولی الأمر اور ان کی مودّت سے آشنا ہونے سے گویا اہل بیت علیہم السلام سے قریبی تعلق بن جاتا ہے یا یہ کہ وہ سب خاندان وحی کے قریبی دوست بن جاتے ہیں۔

---

[1] ۔ غرر الحکم : ۱۴، عیون الحکم والمواعظ : ۲۷.

یہودیوں اور دنیا کی دوسری بڑی طاقتوں کو یہ پسند نہیں ہے کہ ایسا وقت آئے یا لوگوں کے ذہنوں میں اس بات کا خیال بھی آئے ، تو پھر اس زمانے کو دیکھنا تو دور کی بات ہے۔ وہ لوگ اس زمانے کی آمد کو روکنے کے لئے ابلیس اور شیاطین کے الہام سے مختلف رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں، اگرچہ وہ خود بھی بہت بڑے شیاطین ہیں لیکن وہ ابلیس اور شیاطین کے الہام سے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔

قرآن کریم میں یہ واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ شیاطین اپنے دوستوں پر الہام کرتا ہے۔ ارشاد ربّ العزت ہے :

«وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ». [1]

بیشک شیطان اپنے دوستوں پر وحی (الہام) کرتا ہے۔

بڑی طاقتیں شیاطین سے سبق سیکھ کر دنیا اور دنیا کے لوگوں کے لئے سازشیں کرتے ہیں تا کہ انہیں ان کی تخلیق کے اصل ہدف اور خلقت کے راز تک پہنچنے سے روکا جا سکے اور پوری دنیا میں شیطان کی حکومت قائم رہ سکے اور انہیں خدا اور اولی الأمر سے اور زیادہ دور کیا جائے تا کہ دنیا پر الٰہی وآفاقی حکومت قائم نہ ہو سکے ؛ لیکن جیسا کہ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی اور آخر کار خداوند عالم ان کو نیست و نابود کر کے کائنات پر اپنی حکومت قائم کرے گا اور دنیا والوں کو خاندان وحی یعنی اولی الأمر سے متعارف کرائے گا

[1] ۔ سورہ انعام، آیت : ۱۲۱۔

اور دنیا بھر میں جنّ و انسان کے قلوب کو اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت و مودّت سے آشنا کروائے گا۔

قرآن کریم میں ((صاحبان امر)) یعنی اہل بیت اطہار علیہم السلام کی عظمت پر دلالت کرنے والی سینکڑوں آیات کے علاوہ دعاؤں اور زیارات میں بھی ان عظیم ہستیوں کے مقام و مرتبہ کی عظمت بیان ہوئی ہے۔

معصومین علیہم السلام کے مقام ولایت کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ ان عظیم ہستیوں کی ولایت کس قدر وسیع ہے کہ جس سے خدا کی کسی بھی مخلوق کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس بنا پر اگر حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ یا معصومین علیہم السلام کے کسی بھی فرد سے متوسل ہوں تو ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ہم کس بلند مرتبہ ہستی کی بارگاہ میں آئے ہیں اور کس عظیم قدرت سے متوسل ہو کر اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا رہے ہیں!

ظاہر ہے کہ ان ہستیوں سے متوسل ہونے والے کا ایمان و یقین جس قدر زیادہ ہو گا؛ اس کا سوز و گداز بھی اتنا ہی زیادہ ہو گا، اور اس کے توسل کی تأثیر بھی اتنی ہی زیادہ ہو گی۔

غدیر کے جاودانہ خطبہ کا ایک اہم نکتہ

غدیر کے خطبہ کا ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ کائنات کی تمام مخلوقات، منجملہ اہل آسمان و زمین پر حجت خدا ہیں۔ اس کی دلیل خطبۂ غدیر میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

«أنا خاتم الانبیاء والمرسلین والحجّة علی جمیع المخلوقین من أهل السمٰوات و الأرضین».[1]

میں خاتم الانبیاء و مرسلین ہوں اور اہل آسمان و زمین میں سے تمام مخلوقات پر خدا کی حجت ہوں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ اس خطبہ میں رسول خداﷺ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے یہ منصب امامت اور وراثت اپنی نسل کو دیا ہے، جو مقام امامت رکھتی ہیں۔

اس بناپر جس طرح پیغمبر اعظم حضرت محمدﷺ اہل آسمان و زمین میں سے تمام مخلوقات پر خدا کی حجت ہیں، اسی طرح ان کے اوصیاء و جانشین بھی اسی مقام و منزلت کے حامل ہیں، جن میں سب سے پہلے وصی و جانشین امیر المؤمنین حضرت امام علی بن ابیطالب علیہما السلام اور آخری وصی حضرت بقیۃ اللہ الأعظم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ہیں۔رسول خداﷺ کی طرح یہ بزرگ ہستیاں بھی مقام ولایت رکھتی ہیں اور تمام اہل آسمان و زمین پر حجت ہیں۔ تمام لوگوں کو اس حقیقت پر ایمان رکھنا چاہئے اور جیسا کہ خطبۂ غدیر میں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ قیامت تک یہ حقیقت دوسروں تک پہنچائیں تاکہ سب اس سے آگاہ ہو جائیں۔اس بات کو واضح کرنے کے لئے ہم اس کی کچھ وضاحت کرتے ہیں:

---

[1] ۔الاحتجاج: ۱/۷۵.

غدیر کے عالمی خطبہ میں اہل بیت علیہم السلام کی حجیت

غدیر کے جاودانہ اور عالمی خطبہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچاس سے زیادہ مرتبہ لوگوں کو ''معاشر الناس'' کہہ کر خطاب فرمایا ہے، آپ نے لوگوں کو ''**معاشر المؤمنین**'' اور ''**یا أیّھا الّذین آمنوا...**'' کہہ کر خطاب نہیں کیا، یہ تعبیر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحرائے غدیر میں حاضر افراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے تھے، بلکہ وہ منافق تھے اور انہوں نے ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبہ میں اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

اسی خطبہ میں ایک مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

«(معاشر النّاس) إنّي ادعھا امامة وو راثة إلی عقبی إلی یوم القیامة، وقد بلغت ما أمرت بتبلیغه حجّة علی کلّ حاضر وغائب وعلی کلّ أحد ممّن شھد أو لم یشھد، ولد أو لم یولد، فلیبلغ الحاضر الغائب والوالد الولد إلی یوم القیامة وسیجعلونھا ملکاً و اغتصاباً».[1]

اے لوگوں کے گروہ! میں اپنی ولایت کو امامت اور میراث کے طور پر اپنی نسل کے لئے قیامت تک چھوڑتا

---

[1] ۔الاحتجاج: ۱/۷۸.

ہوں،اور مجھے جس چیز کی تبلیغ کے لئے مأمور کیا گیا تھا، میں نے وہ پہنچا دی اور اب ہر کسی کے لئے حجت تمام ہو گئی ہے، چاہے وہ حاضر ہو یا غائب، چاہے وہ شاہد ہو یا نہ ہو، چاہے وہ دنیا میں آگیا ہو یا اب تک پیدا نہ ہوا ہو، پس جو شخص حاضر ہے، وہ غائب تک یہ خبر پہنچا دے اور قیامت تک باپ اپنی اولاد تک یہ خبر پہنچا دے، اور جلد ہی اس مقام امامت و وراثت کو سلطنت میں تبدیل کر کے غصب کرلیں گے۔

جس چیز کی طرف توجہ کرنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے خطبہ میں توحید، نبوت، امامت اور قرآن کے اہم ترین مسائل کا تذکرہ کیا اور خدا کی معرفت اور اپنی معرفت و شناخت کے بارے میں بہت اہم نکات بیان کئے ہیں۔اس خطبہ میں آنحضرت نے جس بات کی طرف بہت زیادہ توجہ دلائی ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام کی ولایت سے آشنا ہوں اور اسی طرح وہ آپ کی مخالفت کرنے والوں اور آپ کے مقام ولایت کا انکار کرنے والوں کی پستی اور خباثت سے بھی آگاہ ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے اس عظیم خطبہ میں امیر المؤمنین علی بن ابیطالب علیہما السلام کی ولایت و امامت کا انکار کرنے والوں کو گمراہ اور ائمۂ کفر قرار دیا ہے اور ان کے پیروکاروں سے بھی اظہار برائت کرتے ہوئے انہیں اہل جہنم قرار دیا ہے۔

اب ہم ایک بہت ہی اہم روایت نقل کرتے ہیں، جس میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ غدیر کا خطبہ حکم الٰہی تھا اور خداوند متعال نے زمین و آسمان والوں کی حکومت، ولایت اور سرپرستی امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام کو عطا فرمائی اور اہل آسمان و زمین پر اسے قبول کرنا واجب قرار دیا ہے۔

اہل زمین و آسمان پر اہل بیت علیہم السلام کی ولایت

قال سَلْمَانَ الْفَارِسِيّ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيّ ﷺ فِي مَسْجِدِهِ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَسَأَلَهُ عَنْ مَسَائِلَ فِي الْحَجِّ وَ غَيْرِهِ فَلَمَّا أَجَابَهُ قَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ حَجِيجَ قَوْمِي مِمَّنْ شَهِدَ ذَلِكَ مَعَكَ أَخْبَرَنَا أَنَّكَ قُمْتَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیهما السلام بَعْدَ قُفُولِكَ[1] مِنَ الْحَجِّ وَ وَقَفْتَهُ بِالشَّجَرَاتِ مِنْ خُمٍّ فَافْتَرَضْتَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ طَاعَتَهُ وَ مَحَبَّتَهُ وَ أَوْجَبْتَ عَلَيْهِمْ جَمِيعاً وَلَايَتَهُ وَ قَدْ أَكْثَرُوا عَلَيْنَا مِنْ ذَلِكَ فَبَيِّنْ لَنَا يَا رَسُولَ اللهِ أَ ذَلِكَ فَرِيضَةٌ عَلَيْنَا مِنَ الْأَرْضِ لِمَا أَدْنَتْهُ الرَّحِمُ وَ الصِّهْرُ مِنْكَ أَمْ مِنَ اللهِ افْتَرَضَهُ عَلَيْنَا وَ أَوْجَبَهُ مِنَ السَّمَاءِ

[1] ۔قفل قفلا و قفولا: رجع من السفر.

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلِ اللهُ افْتَرَضَهُ وَ أَوْجَبَهُ مِنَ السَّمَاءِ وَ افْتَرَضَ وَلَايَتَهُ عَلَى أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَأَهْلِ الْأَرْضِ جَمِيعاً يَا أَعْرَابِيُّ إِنَّ جَبْرَئِيلَ عليه السلام هَبَطَ عَلَيَّ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَ قَالَ إِنَّ رَبَّكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ لَكَ إِنِّي قَدِ افْتَرَضْتُ حُبَّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ مَوَدَّتَهُ عَلَى أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَمْ أَعْذُرْ فِي مَحَبَّتِهِ أَحَداً فَمُرْ أُمَّتَكَ بِحُبِّهِ فَمَنْ أَحَبَّهُ فَبِحُبِّي وَ حُبِّكَ أُحِبُّهُ وَ مَنْ أَبْغَضَهُ فَبِبُغْضِي وَ بُغْضِكَ أُبْغِضُهُ...وَلِكُلِّ امْرِئٍ مِنْ عَمَلِهِ سَيِّدٌ وَ حُبِّي وَ حُبُّ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سَيِّدُ الْأَعْمَالِ وَ مَا تَقَرَّبَ بِهِ الْمُتَقَرِّبُونَ مِنْ طَاعَةِ رَبِّهِمْ.[1]

سلمان فارسی کہتے ہیں: ہم مسجد النبی میں پیغمبر اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بادیہ نشین عرب آیا اور اس نے آپ سے حج کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے۔ جب پیغمبر ﷺ نے اسے اس کے سوالوں کے جواب دیئے تو اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! میری قوم

[1] ۔ بشارۃ المصطفیٰ: ٦٦اور ٦٧۔

میں سے آپ کے ساتھ حج کے لئے جانے والے حجاج نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ نے حج سے واپسی پر خم میں کچھ درختوں کے پاس رک کر علی بن ابی طالب علیہاالسلام کو بلند کیا اور مسلمانوں پر ان کی اطاعت اور محبت کو فرض کیا ہے اور یہ اسے سب مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے۔ اس بارے میں ہم سے بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں ۔یا رسول اللہ ! کیا آپ کا یہ زمینی فرمان علی سے خونی رشتہ اور آپ کے داماد ہونے کی وجہ سے تھا یا یہ خدا کی طرف سے آسمان سے ہم پر واجب کیا گیا ہے ؟

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : خدا نے اسے آسمان سے واجب قرار دیا ہے اور علی کی ولایت کو اہل زمین وآسمان پر واجب قرار دیا ہے۔اے اعرابی ! جبرئیل امین جنگ احزاب کے دن مجھ پر نازل ہوئے اور کہا : یا رسول اللہ ! خداوند متعال نے آپ کی خدمت میں سلام کہا ہے اور فرمایا ہے : میں نے علی کی محبت اور مودت کو تمام اہل آسمان و زمین پر واجب قرار دیا ہے اور میں اس بارے میں کسی کا عذر قبول نہیں کروں گا۔ اپنی امت کو حکم دو کہ وہ اس سے محبت

کرے۔جو کوئی ان سے محبت کرے گا تو میں اس سے اپنی
محبت اور تمہاری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کروں گا
اور جو کوئی ان سے دشمنی کرے تو میں اپنی دشمنی اور
تمہاری دشمنی کی وجہ سے اس سے دشمنی رکھوں گا اور ہر
کسی کے اعمال کا کوئی سید و سردار ہوتا ہے، میری اور علی
کی محبت تمام اعمال کی سردار ہے اور اس کے ذریعہ خدا کی
اطاعت سے اس کا تقرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

تمام مخلوقات پر امام زمانہ ارواحنافداہ کی حاکمیت

ہمارے مذکورہ بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولایت صرف شیعوں سے مخصوص نہیں ہے، بلکہ دنیا کے عام لوگ بھی آپ کے بابرکت وجود سے مستفید ہوتے ہیں اور آپ کی عنایات اور لطف و کرم سب کے شامل حال ہے، جنّ و انس آپ کی ولائی قدرت سے اسی طرح استفادہ کرتے ہیں کہ جس طرح سب لوگ نورِ آفتاب سے مستفید ہوتے ہیں، چاہے وہ بادلوں کے پیچھے پوشیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

بہت سی آیات و روایات دنیا پر اہل بیت علیہم السلام کی ولایت و حجیت کی عام حاکمیت پر دلالت کرتی ہیں کہ جس کا نمونہ ہم نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے، جن میں سب سے اہم غدیر کا عالمی خطبہ ہے۔

امام زمانہ ارواحنافداہ کی قدرتِ ولایت سے خصوصی استفادہ

اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کی ولایت کائنات کی تمام مخلوقات پر محیط ہے اور اس سے تمام مخلوقات استفادہ کرتی ہے لیکن لوگوں کی ایک بڑی تعداد امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولایت و سرپرستی سے بطور خصوص مستفید ہوتی ہے،اگرچہ عام لوگ اس سے مستفید نہیں ہوتے۔

حضرت بقیّۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ سے توسل کے نتیجہ میں ان افراد پر حضرت کی خاص نظر کرم ہوتی ہے اور یہ اپنی مشکلات کو حل کرنے اور خواہشات کے حصول کے لئے حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عنایات کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی توجہ حاصل کرنے کے لئے دعا، توسل، زیارت اور محکم ارادہ بہت ہی زیادہ موثر ہیں لیکن اکثر افراد یا تو ان امور سے غافل ہوتے ہیں،اور یا پھر وہ عزم اور محکم ارادہ کے حامل نہیں ہوتے ، جس کی وجہ سے وہ اس چیز تک نہیں پہنچ پاتے ، جو وہ چاہتے ہیں۔

بہت سے لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ اپنی دعاؤں اور توسلات کے نتیجہ میں اپنی حاجت حاصل کر لیتے ہیں لیکن کچھ کی حاجت پوری نہیں ہوتی اور وہ جو چاہتے ہیں، وہ حاصل نہیں کر پاتے ؟

اس سوال کے جواب کے لئے ہم آپ کے لئے ایک بہت ہی حیرت انگیز واقعہ بیان کرتے ہیں،جس کے آخر میں حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ایک نہایت ہی اہم قول

نقل کیا گیا ہے، جس میں اس سوال کا جواب ہے۔

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے حکم پر توجہ دینا اور اس پر عمل کرنا مشکلات کو حل کرنے اور ناممکن دکھائی دینے والے اہداف تک پہنچنے کا ایک بہت اہم طریقہ ہے۔

ایک ہندو شخص کا اہم واقعہ اور امام زمانہ ارواحنا فداہ سے توسل

ایک مالدار ہندو تاجر امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کے انعقاد میں بہت دلچسپی رکھتا تھا۔ اگرچہ وہ مسلمان نہیں تھا لیکن وہ ہر سال عاشورا کے دن شیعوں کو بہت زیادہ رقم دیتا تھا تاکہ وہ اسے امام حسین علیہ السلام کی مجالس عزا پر خرچ کریں۔

کئی سالوں تک عاشورا کے دن مجالس عزا منعقد کرنے میں شیعوں کی مدد کرنے کے بعد اس کے خلاف اس کے دشمنوں کی دشمنی میں شدت آگئی اور انہوں نے اس پر قتل کا الزام لگایا اور اس پر عدالت میں سنگین مقدمہ دائر کر دیا اور آخر کار عدالت نے اس کی سزائے موت کا حکم صادر کیا۔ اس نے خود کو اس جھوٹے مقدمہ سے بچانے کے لئے کئی وکیل کئے تا کہ وہ اس کی سزائے موت منسوخ کروائیں اور اسے موت اور رسوائی سے بچائیں، لیکن عدالت میں اس کے وکلاء کی تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور اس کی سزائے موت کا حکم برقرار رہا اور عدالت نے آئندہ چند دنوں میں اس پر عمل درآمد کرنے کا بھی حکم جاری کر دیا۔ جب وہ مکمل طور پر ناامید ہو گیا تو اس کی ملاقات ‹‹سید بن علی›› نامی ایک عالم دین سے ہوئی، اس نے سارا واقعہ شیعہ عالم کے گوش گزار کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ اسے اس یقینی موت سے نجات دلانے کے لئے کچھ کریں۔ وہ عالم دین کہتے ہیں:

میں نے سوچا کہ اگرچہ وہ بت پرست ہے، لیکن امام زمانہ ارواحنا فداہ کا وجود مبارک تمام مخلوقات کے لئے بابرکت ہے اور یہ شخص بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی رعایا میں شمار ہوتا ہے، اس لئے میں نے اس سے کہا: جمعہ کے دن صبح کے وقت پاک و پاکیزہ لباس پہن کر مسلمانوں کے قبرستان میں جاؤاور بلند آواز سے پکارو: «یا اباصالح المہدی»

کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق اگر لوگ اپنی مشکلات میں ان سے متوسل ہوں تو ان کی مشکلات برطرف ہوتی ہیں۔ لہٰذا تم بھی حضرت سے متوسل ہو، شاید تمہاری بھی پریشانی دور ہو جائے۔

سید اس شخص سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے وہ کام انجام دیا تو ایک شخص میرے پاس آیااور اس نے کہا: تمہاری کیا پریشانی ہے؟ میں ان سے اپنی پریشانی بیان کی اور عرض کیا: سید بن علی نے میری رہنمائی کی ہے کہ میں آپ سے متوسل ہوں۔ میرا مسئلہ سننے کے بعد انہوں نے کہا: پریشان نہ ہوں! تمہارا مسئلہ حل ہو گیا۔

میں نے عرض کیا: میرے غیر مسلم ہونے اور مجھے آپ کی معرفت نہ ہونے کے باوجود آپ نے میرا مسئلہ حل کر دیا تو پھر آپ مسلمانوں کے مسائل حل کیوں نہیں کرتے کہ جو آپ پر یقین رکھتے ہیں؟

انہوں نے فرمایا: اگر مسلمان بھی ان حالات میں اپنی حاجتیں ہم سے طلب کریں تو ہم ان کا مسئلہ بھی حل کر دیں گے۔

اس واقعہ کے بعد مذکورہ شخص پیر کے دن عدالت میں پیش ہوااور جج نے اسے بری

کرنے کا حکم دیا۔

اس شخص کا یہ کہنا ہے کہ مجھے عدالتی حکم کی تبدیلی کی وجہ بالکل سمجھ نہیں آئی، جب کہ بہت زیادہ پیسے اور بہت سے وکیل بھی میرا مسئلہ حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے، لیکن آپ کے امام سے توسل کرنے سے میرا مسئلہ حل ہو گیا اور جج نے اچانک اپنا فیصلہ تبدیل کرتے ہوئے مجھے بری کر دیا۔[1]

حضرت امام زمانہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں ہندو شخص کے شرفیاب ہونے کے بارے میں دو نکات

حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ کی خدمت میں شرفیاب ہونے کی مختلف انواع و اقسام ہیں اور اسی طرح اس کے آثار کے بارے میں بہت سے مطالب بیان ہوئے ہیں، جنہیں یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ہم یہاں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں ہندو شخص کے شرفیاب ہونے کے بارے میں دو اہم نکات بیان کرتے ہیں، کیونکہ ان پر غور و فکر کرنا بہت اہم ہے۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ سب پر حجت خدا

(چاہے لوگ ان پر ایمان نہ رکھتے ہوں)

ا۔ جیسا کہ غدیر کے جاودانہ خطبہ سے یہ استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان

[1] ۔ جواہر الکلام فی معرفۃ الامامۃ والامام: ۱/۳۴۴

اور زمین والوں پر حجت الٰہی ہیں اور اس کے جانشین ہیں۔رسول خدا ﷺ کے جانشینوں کا مقام و مرتبہ بھی آنحضرت کے مقام و مرتبہ کی مانند ہیں۔

اس بناپر حضرت بقیۃ اللہ الأعظم عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف صرف اہل زمین پر ہی خدا کی حجت نہیں ہیں بلکہ آپ تمام آسمان اور زمین والوں پر خدا کی حجت ہیں۔اس سے یہ استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ بعض اہل زمین حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ پر ایمان نہ رکھتے ہوں لیکن پھر بھی حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف حجت الٰہی اور اس کے جانشین ہیں ، حتی آپ ان لوگوں کے لئے بھی حجت ہیں جو آپ کی امامت و ولایت پر ایمان نہیں رکھتے۔

پس حضرت کی ولایت و امامت پر ایمان و یقین نہ رکھنے والے افراد بھی اگر خداوند متعال یا امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی پناہ میں آئیں تو حضرت بقیۃ اللہ الأعظم عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف ان کی دستگیری کریں گے۔

مرحوم محدّث نوری نے کتاب ‹‹نجم الثاقب›› میں اس کی کچھ مثالیں بیان کی ہیں۔

ایک ہندو شخص کا حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے توسل کرنا اور اس کا امام رؤف کی خدمت میں شرفیاب ہونا بھی انہیں واقعات میں سے ایک اہم واقعہ ہے ، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف تمام اہل زمین پر حجت خدا ہیں ، چاہے وہ آنحضرت پر ایمان و یقین نہ رکھتے ہوں۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ نے ہندو شخص کی حاجت روائی کیوں کی؟

۲۔ایک ہندو نے کس طرح جانشین خدا یعنی حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی

خدمت میں حاضر ہو کر ان کی خدمت میں اپنی حاجت بیان کی؟حالانکہ وہ آنحضرت پر ایمان اور یقین نہیں رکھتا تھا! یہ بہت ہی اہم نکتہ ہے اور جو کوئی بھی اسے انجام دے پائے ، یہ اس کے لئے بہت ہی اہم اور تحولّ آفرین ہو گا۔

اس وجہ سے ہم اسے مختصر طور پر بیان کریں گے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ایک ہندو شخص نے ولی عالم امکان حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے کس طرح اپنی حاجت حاصل کی۔

اس نکتہ کے واضح ہونے کے لئے اس بات پر توجہ کریں:

اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کا مقام و مرتبہ اس قدر کشش کا حامل ہے کہ حتی یہ دین اسلام پر ایمان نہ رکھنے والوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ان کے دل میں بھی ان بزرگوں کی محبت والفت پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ حقیقت بہت سے ہندوؤں میں موجود ہے، اس لئے بعض اوقات ان کے شعرا نے اپنے زیادہ تر اشعار اہل بیت علیہم السلام اور بالخصوص امام حسین علیہ السلام کی مدح میں لکھے ہیں۔

بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ شیعوں کو بہت زیادہ پیسے دیتے ہیں تاکہ وہ اسے امام حسین علیہ السلام کی مجالس عزا میں خرچ کریں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس ہندو شخص کا واقعہ ہم نے بیان کیا ہے، وہ دو وجوہات کی بنا پر حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں شرفیاب ہو کر اپنی حاجات حاصل کرنے میں کامیاب ہوا:

۱۔ امام حسین علیہ السلام سے اس کی شدید محبت اور اس کی جانب سے ہر سال محرم الحرام میں شیعوں کے بہت زیادہ پیسے دینا تا کہ وہ بخوبی عزاداری کا انعقاد کر سکیں، اور آخر کار اس کا اثر ظاہر ہوا اور اس عمل سے وہ صاحب العصر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مورد توجہ قرار پایا۔

۲۔ وہ ہندو شخص مسلسل پانچ گھنٹوں تک انقطاع و اضطرار کی حالت میں امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے توسل کرتا رہا، جس سے اسے حضرت کی عنایات حاصل ہوئیں اور آنحضرت نے اس کی مشکلات کو بر طرف کر دیا۔

اس واقعہ سے ہم یہ نتیجہ حاصل کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی حالت انقطاع و اضطرار میں توسل کرتا رہے تو خداوند متعال کے جانشین یعنی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اس کی حاجتیں پوری کریں گے، لیکن بد قسمتی سے ہمارے توسل طویل نہیں ہیں، ان میں حالت انقطاع بھی نہیں ہے اور توسل کے دوران ہمارے خیالات بھی منتشر رہتے ہیں۔

***

ہم نے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے مقام و مرتبہ کی عظمت کی وسعت کے کچھ پہلوؤں کو بیان کیا، اس لئے ہم اہل بیت علیہم السلام کی معرفت، اس کے حصول کے ذرائع اور اس کے حصول کی راہ میں حائل رکاوٹوں کے بارے میں کچھ مطالب بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

چوتھا باب

اہل بیت علیہم السلام کی معرفت

اہل بیت علیہم السلام کے مقام و مرتبہ کی معرفت

امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے دشمنوں کے منصوبوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ اس رؤوف و مہربان امام کی ولایت کے عظیم مقام و مرتبہ سے آشنا نہ ہو سکیں اور وہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنافداہ کے بارے میں ضروری علم اور صحیح معرفت بھی حاصل نہ کر سکیں۔

اگر امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے محب آپ کے اوصاف اور خصوصیات سے آشنا ہوتے تو وہ کبھی بھی دشمن کے دھوکے میں نہ آتے اور گمراہ کرنے والوں کی گمراہ کن سازشوں کا شکار نہ ہوتے، لیکن بد قسمتی سے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی شخصیت کے بارے میں ضروری معلومات اور آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے بعض لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر حضرت سے غافل ہیں، جس کی وجہ سے وہ آپ کے حقیقی دوستوں کی صفوں سے الگ ہو کر بعض اوقات گمراہ اور گمراہ کن فرقوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اہل بیت علیہم السلام کی معرفت کے اثرات

ہمیں خدا اور اس کے جانشینوں کی طرف متوجہ کرنے والے امور میں سے ایک خدا اور اس کے جانشینوں کی معرفت اور ان کے مقام و مرتبہ کی عظمت ہے اور ہمیں اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جو شخص واقعی خدا کی معرفت اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی صحیح معرفت کی راہ پر گامزن ہو اور ان بزرگوں کے لطف و کرم سے اس کا دل خاندان وحی علیہم السلام کی الٰہی تعلیمات کے تابناک انوار سے منور ہو تو وہ اس کے ذریعہ اپنے دوسرے فرائض سے بھی آشنا ہو جاتا ہے اور پھر اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ امام زمانہ ارواحنا فداہ سے غفلت ناگوار اور ناپسندیدہ عمل ہے۔

یہ نورانیّت حضرت امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے درخشاں نور کی وجہ سے ہی ہے ; کیونکہ امام زمانہ ارواحنا فداہ ہر زمانے میں اپنے سچے اور حقیقی محبوں کے دلوں کو روشن اور منور فرماتے ہیں۔

اب اس بہترین روایت پر توجہ فرمائیں :

عن أبي خالد الکابلی قال: سألت أباجعفر علیه السلام عن قول الله عزّوجلّ «فَآمِنُوا بِاللهِ وَ رَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذی أَنزَلْنا». [1] فقال: یا أبا خالد، النور والله الأئمّة من آل محمّد علیهم السلام إلی یوم القیامة، وهم والله نور الله الّذی أنزل، وهم والله نور الله فی السماوات وفی الأرض.

والله یا أبا خالد، لَنور الإمام فی قلوب المؤمنین أنور من الشمس المضیئة بالنهار، وهم والله ینوّرون قلوب

[1] ۔ سورۂ تغابن، آیت : ۸.

المؤمنین،و یحجب الله عزّوجلّ نورهم عمّن یشاء فتظلم قلوبهم.

والله یا أبا خالد،لایحبّنا عبد و یتولّانا حتّی یُطهّر الله قلبه،و لا یُطهّر الله قلب عبد حتّی یُسلّم لنا، و یکون سلماً لنا،فإذا کان سلماً لنا سلّمه الله من شدید الحساب،و آمنه من فزع یوم القیامة الأکبر.[1]

ابو خالد کابلی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے آیت کریمہ «پس ایمان لاؤ خدا، رسول اور اس نور پر جسے تمہارے درمیان نازل فرمایا ہے» کے متعلق سوال کیا تو حضرت نے فرمایا: اے ابا خالد! خدا کی قسم! یہاں نور سے مراد روز قیامت تک باقی رہنے والے ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔خدا کی قسم ! یہ وہی نور ہیں کہ جسے پروردگار عالم نے نازل فرمایا ہے۔اے ابو خالد ! خدا کی قسم! مومنین کے قلوب میں نور امامت روز روشن کے چمکتے ہوئے آفتاب سے کہیں زیادہ تابندہ ہے۔خدا کی قسم

---

[1] ۔الکافی: ۱/۱۹۴۔

! وہ مومنوں کے دلوں کو منور کرتے ہیں۔ پروردگار عالم ان کے نور کو جس سے چاہتا ہے پوشیدہ رکھتا ہے اور اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔

اے ابو خالد ! خدا کی قسم ! کوئی بھی بندہ ہم سے محبت نہیں کرتا اور ہماری ولایت کو قبول نہیں کرتا مگر اس وقت جب پرودگار عالم اس کے دل کو پاک کر دیتا ہے اور پروردگار عالم کسی بھی بندے کے دل کو پاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ ہمارا فرمانبردار اور مطیع نہ ہو جائے اور جب وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہو جائے تو پرودگار عالم اس کو (روز قیامت) کے حساب و مشقت سے محفوظ کر دیتا ہے اور قیامت کبری کے دن کے خوف و وحشت سے نجات عطا کرتا ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ کسی کا قلب امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے نور سے روشن و منور ہو لیکن وہ آنحضرت سے غافل بھی ہو؟

کیا یہ ممکن ہے کہ جس کا دل امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف سے منور اور روشن ہو لیکن وہ

آپ سے غافل ہو؟[1]

امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام میں صاحبان معرفت کی خصوصیات

امیر المؤمنین حضرت امام علی بن ابی طالب علیہما السلام خطبۂ ہمام میں صاحبان معرفت (جو اولیاء خدا ہیں) کے بارے میں فرماتے ہیں:

عظم الخالق فی أنفسهم، وصغر ما دونه فی أعینهم، فهم والجنّة كمن رآها فهم على أرائكها متّكؤن، و هم و النّار كمن أدخلها فهم فيها يعذّبون.

خالق ان کی نگاہ میں اس قدر عظیم ہے کہ ساری دنیا نگاہوں سے گر گئی ہے، جنت ان کی نگاہ کے سامنے اس طرح ہے جیسے اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں اور جہنم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اس کے عذاب کو محسوس کر رہے ہوں (یہ یقین کا سب سے بلند مرتبہ ہے، یعنی یہ حق الیقین کی منزل ہے)۔

---

[1]۔ الکافی: ۱/۱۹۴، صحیفہ مہدیہ (اردو): ۹۹.

ان کے دل نیکیوں کے خزانے ہیں اور ان سے شر کا کوئی خطرہ نہیں ہے، ان کے جسم نحیف اور لاغر ہیں اور ان کی ضروریات نہایت درجہ مختصر اور ان کے نفوس بھی طیب و طاہر ہیں۔ انہوں نے دنیا میں چند دن تکلیف اٹھا کر ابدی راحت کا انتظام کر لیا ہے اور ایسی فائدہ بخش تجارت کی ہے جس کا انتظام ان کے پروردگار نے کر دیا تھا۔ دنیا نے انہیں بہت چاہا لیکن انہوں نے اسے نہیں چاہا اور اس نے انہیں بہت گرفتار کرنا چاہا لیکن انہوں نے فدیہ دے کر خود کو چھڑالیا۔ جب بھی انہیں خدا کے لئے نیک اور پاک عمل کی انجام دہی کا موقع میسر آئے تو وہ اس میں جلدی کرتے ہیں، وہ ہرگز قلیل عمل سے راضی نہیں ہوتے اور نہ ہی کثیر عمل کو کثیر سمجھتے ہیں اور ہمیشہ خدا کی بارگاہ میں اپنے نفس کو ہی عیب اور نقصان سے متہم کرتے رہتے ہیں اور اپنے اعمال سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ جب ان کی تعریف کی جاتی ہے تو اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں:

أنا أعلم بنفسی من غیری،وربّی أعلم بی،اللّهمّ لا تؤاخذنی بما یقولون،واجعلنی خیراً ممّا یظنّون،واغفرلی مالایعلمون فإنّك علاّم الغیوب وساتر العیوب.

میں خود اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر جانتا ہوں اور میرا پروردگار تو مجھ سے بھی بہتر جانتا ہے۔ خدایا! مجھ سے ان کے قول کا محاسبہ نہ کرنا اور مجھے ان کے حسن ظن سے بھی بہتر قرار دے دینا اور پھر ان گناہوں کو بھی بخش دینا جنہیں یہ سب نہیں جانتے، بیشک تو پوشیدہ امور کو جاننے والااور برائیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے پاس دین میں قوت، نرمی میں شدت احتیاط، یقین میں ایمان، علم کے بارے میں طمع، مال داری میں میانہ روی، عبادت میں خشوع قلب، فاقہ میں خود داری، سختیوں میں صبر، حلال کی طلب، ہدایت میں نشاط اور لالچ سے پرہیز جیسی تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔وہ مصیبت زدوں پر مہربان ہیں،راہ حق میں عطاو بخشش کرنے سے گریز نہیں کرتے، روزی

کے حصول مین اعتدال سے پیش آتے ہیں اور اپنی ساری محنت اور توانائی اس پر ہی صرف نہیں کرتے، وہ حلال مال کمانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ لالچی نہیں ہوتے اور وہ ناپاکی اور برائیوں کی طرف مائل نہیں ہوتے اور انہیں ان میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔

وہ ہدایت کی راہ میں پرجوش ہوتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشات اور شہوت پر قابو رکھتے ہیں، وہ نیک کاموں کو انجام دینے میں ثابت قدم رہتے ہیں، جو بات انہیں یاد دلائی جائے اسے بھولتے ہیں، وہ عمل میں حساب وکتاب سے کام لیتا ہے، واجبات کی انجام دہی میں خود کو مقصر سمجھتا ہے اور نیک کام کرنے میں سبقت لیتا ہے۔

وہ دوسروں کو بڑے القابات سے چڑھاتے نہیں ہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتے، کسی کا حق غصب نہیں کرے، کسی سے حسد نہیں کرتے، اور ہمسایہ کو نقصان نہیں پہنچاتے، مصائب میں کسی کو طعنے نہیں دیتے۔

مؤدّ للأمانات، عامل بالطاعات، سریع إلی الخیرات، بطیء عن المنکرات، یأمر بالمعروف ویفعله، وینهی عن المنکر ویجتنبه.

وہ امانتیں ان کے اہل تک پہنچا دیتے ہیں، وہ خدا کے احکامات کی اطاعت میں مستعد رہتے ہیں، وہ اچھے کام کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور ان میں تاخیر نہیں کرتے اور انہیں برے کاموں میں رغبت نہیں دکھاتے۔ وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی عمل کرتے ہیں، وہ لوگوں کو برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی ان سے اجتناب کرتے ہیں۔

وہ جہالت اور نادانی کے ساتھ معاملات میں داخل نہیں ہوتے اور وہ عجز اور عاجزی کی وجہ سے حق کے مدار سے خارج نہیں ہوتے ۔اگر وہ خاموشی اختیار کریں تو وہ اس سے تھکتے نہیں، اور اگر وہ کلام کریں تو ان کا کلام انہیں رسوا نہیں کرتا، وہ ہنستے وقت آواز بلند نہیں کرتے بلکہ ان کی ہنسی مسکراہٹ اور تبسم ہوتی ہے، خدا نے ان کے لئے

جو کچھ مقرر کیا ہے وہ اس پر قانع ہوتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں، اور ان کا غصہ انہیں ظلم کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔

اس پر نفسانی خواہشات، خود غرضی اور لالچ کا غلبہ نہیں ہوتا، وہ بصیرت اور علم کی بنیاد پر لوگوں سے ملتا اور ان سے خوشی کے ساتھ جدا ہوتا ہے، وہ مستفید ہونے کے لئے بات کرتا ہے، وہ کسی چیز کو سمجھنے کے لئے سوال کرتا ہے، اس کی وجہ سے لوگ خوشحال اور آسودگی میں ہوتے ہیں۔اس نے لوگوں کو آسودگی اور راحت دی ہے اور اپنی آخرت کی خاطر اپنی زندگی مشکل اور زحمت میں ڈالی ہے، اگر اس پر ظلم ہو تو وہ صبر کرتا ہے کہ خدا اس کی مدد کرے۔

وہ ماضی کے اچھے اور اہل خیر لوگوں کی اقتدا کرتا ہے اور وہ مستقبل کے نیک اور اہل خیر لوگوں کے لئے بہترین نمونہ بنتا ہے، وہ خدا کے بندے ہیں اور خدا کے احکام کے پابند ہیں، وہ زمین پر روشن چراغ ہیں اور اس کے بندوں میں سے ہیں، وہ ہمارے شیعہ ہیں اور دوست

ہیں۔ وہ ہم میں سے ہیں اور ہمارے ساتھ ہیں۔ آہ ! میں
ان سے ملنے کا کس قدر مشتاق ہوں۔[1][2]

سماج میں اولیاء الٰہی اور صاحبان معرفت کے اثرات

معاشرے میں گناہگاروں کے گناہوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے اثرات کو ختم کرنے کے لئے لوگوں کے درمیان اولیاء خدا کے وجود کی بہت اہم تاثیر ہوتی ہے، خواہ وہ معاشرے میں نامعلوم ہی کیوں نہ ہوں۔

معاشرے میں ایسے لوگوں کا وجود خدا کے غضب کو دور کرنے یا اسے کم کرنے کا سبب بنتا ہے اور اس کے نتیجے میں لوگوں پر عذاب الٰہی میں کمی ہوتی ہے ، **مگر یہ کہ لوگ بغاوت ، معصیت اور گناہ کی راہ میں حد سے تجاوز کر جائیں۔**

یہ ظاہر سی بات ہے کہ جو لوگ معرفت و ولایت کی منزل پر فائز ہوتے ہیں، وہ عام لوگوں پر حق رکھتے ہیں اور لوگوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ان کے وجود کی وجہ سے خدا کا شکر ادا کریں۔

صاحبان معرفت کے مقام و مرتبہ سے آشنا ہونے کے لئے اس روایت پر توجہ فرمائیں :

---

[1] ۔ کنزالفوائد : ۱/۸۹، امالی مفید : ۸۷، بحارالانوار : ۶۸/۱۹۲ح ۴۸، تاریخ بغداد : ۷/۱۶۲، امالی صدوق : ۶۶۵ح ۲ مجلس ۸۴، فضائل الشیعۃ: ۹۶ح ۳۵ (کچھ فرق کے ساتھ)، نہج البلاغۃ: خطبہ ۱۹۳، سلیم بن قیس: ۲۳۸.

[2] ۔ قطرہ ای از دریای فضائل اہل بیت: ۱/۸۶۰.

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی غیبت کے زمانے میں اولیاء خدا

ناصران و یاوران اہل بیت علیہم السلام پر خدا کا درود و سلام ہو، وہ خدا کے حقیقی اولیاء ہیں۔

فِی خَبَرِ اللَّوحِ: ثُمَّ أُکمِلُ ذَلِکَ بِابْنِهِ رَحمَةً لِلْعَالَمِینَ عَلَیْهِ کَمَالُ مُوسَی وَبَهَاءُ عِیسَی وَصَبْرُ أَیُّوبَ سَیَذِلُّ أَوْلِیَائِی فِی زَمَانِهِ وَیَتَهَادَوْنَ رُءُوسَهُمْ کَمَا یُتَهَادَی رُءُوسُ التُّرْکِ وَ الدَّیْلَمِ فَیُقْتَلُونَ وَیُحْرَقُونَ وَ یَکُونُونَ خَائِفِینَ مَرْعُوبِینَ وَجِلِینَ تُصْبَغُ الْأَرْضُ بِدِمَائِهِمْ وَ یَفْشُو الْوَیْلُ وَ الرَّنِینُ فِی نِسَائِهِمْ أُولَئِکَ أَوْلِیَائِی حَقّاً بِهِمْ أَرْفَعُ کُلَّ فِتْنَةٍ عَمْیَاءَ حِنْدِسٍ وَبِهِمْ أَکْشِفُ الزَّلَازِلَ وَ أَدْفَعُ الْآصَارَ وَ الْأَغْلَالَ «أُولَئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُولَئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ».[1]

پھر ہم ان کے فرزند کے ذریعہ اپنی رسالت کو مکمل کریں گے جو عالمین کے لئے رحمت ہے، جو کمال موسیٰ، نورانیت عیسیٰ اور صبر ایوب کا حامل ہے۔ ان کے زمانے

[1] ۔ سورۂ بقرہ، آیت: ۱۵۷.

(یعنی زمانۂ غیبت) میں میرے اولیاء اور دوست خوار ہوں گے اور ان کے سروں کو ترک و دیلم کے سروں کی طرح بطور ہدیہ لے جایا جائے گا۔انہیں قتل کیا جائے گا اور جلایا جائے گا،وہ ڈرے ہوئے، خوفزدہ اور ہراساں ہیں، زمین ان کے خون سے رنگین ہو گی اور ان کی عورتوں کے آہ و نالہ کی آوازیں بلند ہوں گی، وہ میرے حقیقی اولیاء اور دوست ہیں،میں ان کے ذریعہ خوفناک آشوب اور افراتفری کو ختم کروں گا اور ان کے ذریعہ زلزلوں،مشکلات اور پریشانیوں کو دور کروں گا۔«یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے درود (خاص عنایتیں) اور رحمت و مہربانی ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں»۔[1]

محبت؛امام زمانہ ارواحنا فداہ کی معرفت کے حصول کا ایک اہم ذریعہ

محبت کے بہت سے اثرات ہوتے ہیں۔ محبت جتنی زیادہ اور شدید ہو گی اور محبوب کی عظمت اور مقام و مرتبہ جس قدر زیادہ ہو گا،اس کے انسان میں اتنے ہی زیادہ اہم آثار پیدا

[1]۔ بحار الانوار: ۱۹۵/۳۶۔

ہوں گے۔ لہٰذا ان عظیم معنوی و روحانی خصوصیات اور نفسانی طاقتوں کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں ان دو نکات پر توجہ دینی چاہیئے:

۱۔ ہمیں اپنی محبت کی حد کو بڑھانا چاہیئے تا کہ ہم مودّت (بہت زیادہ محبت) کی حد تک پہنچ جائیں۔

۲۔ محبت؛ محب میں محبوب کے آثار و صفات پیدا کرتی ہے، لہٰذا ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اپنی شدید محبت اور مودّت کو جزئی اور مادّی امور میں خرچ نہ کریں بلکہ اسے کائنات کی اہم ترین شخصیات یعنی محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کے لئے مختص کریں۔

اہل بیت علیہم السلام سے ہماری الفت اور محبت جتنی زیادہ اور کامل ہو گی، ہم ان بزرگ ہستیوں کے آثار و صفات اور طاقتوں سے اتنا ہی زیادہ استفادہ کریں گے، جس سے ہمارے یقین اور معرفت میں اضافہ ہو گا۔

ہمارے مذکورہ بیان کی رو سے اہل بیت علیہم السلام سے شدید محبت اور مودّت ہر انسان پر واجب ہے، کیونکہ یہی محبت انسان میں معرفت پیدا کرنے اور اس میں اضافہ کا پیش خیمہ ہے۔ روایات میں وارد ہوا ہے:

المعرفة من صنع الله فی القلب مخلوقة. [1]

معرفت؛ کار خداوندی ہے، جو مخلوق کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

---

[1]۔ بحار الانوار: ۲۲۱/۵.

اگرچہ خدا ہی انسان کے دل میں معرفت عطا کرتا ہے لیکن جب انسان اپنے دل میں محمد و آل محمد علیہم السلام کی محبت و مودّت کو جگہ دیتا ہے تو وہ محبوب خدا بن جاتا ہے اور جب وہ خدا کا محبوب بن جاتا ہے تو پھر خدا اپنے محبوب کے دل میں اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کی معرفت پیدا کر دیتا ہے۔ پس خاندان وحی علیہم السلام کی محبت و مودّت سے انسان کے وجود میں معرفت پیدا ہوتی ہے۔

خدا کی معرفت، امام زمانہ ارواحنا فداہ کی معرفت ہے

امام صادق علیہ السلام خدا اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی معرفت کے بارے میں فرماتے ہیں:

خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ بَعْدَ الْحَمْدِ لِلّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ وَالصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ وَاللهِ مَا خَلَقَ الْعِبَادَ إِلَّا لِيَعْرِفُوهُ فَإِذَا عَرَفُوهُ عَبَدُوهُ فَإِذَا عَبَدُوهُ اسْتَغْنَوْا بِعِبَادَتِهِ عَنْ عِبَادَةِ مَنْ سِوَاهُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا ابْنَ

رَسُولِ اللهِ مَامَعْرِفَةُ اللهِ قَالَ مَعْرِفَةُ أَهْلِ كُلِّ زَمَانٍ إِمَامَهُمُ الَّذِی یَجِبُ عَلَيْهِمْ طَاعَتُهُ۔[1]

ایک دن امام حسین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ جا رہے تھے۔ آپ نے خدائے عزوجل کی حمد و ثنا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا: خدا کی قسم! خدا نے بندوں کو خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ اسے پہچانیں، اور جب اسے پہچان لیں تو اس کی عبادت کریں اور جب اس کی عبادت کریں تو وہ اس کے علاوہ دوسروں کی بندگی سے بے نیاز ہو جائیں۔ ایک شخص نے کہا: اے فرزند رسول خدا! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں! خدا کی معرفت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے زمانے کے امام کو پہچانیں کہ جن کی اطاعت ان پر واجب ہے۔

[1] ۔ کنز الفوائد الکراجکی: ۱۵۱، بحار الانوار: ۹۳/۲۳.

محبت؛امام زمانہ ارواحنا فداہ سے تقرب کااہم ذریعہ

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے آشنائی کے لئے ضروری ہے کہ ان کی نسیم محبت کو اپنے وجود میں محسوس کیا جائے تاکہ انسان اس عظیم ہستی سے آشنا ہو سکے اور اس کا دل حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی محبت سے سرشار ہو جائے۔کیونکہ انسان کو جب کسی بھی چیز سے دوستی اور محبت ہوتی ہے تو انسان اس سے وابستہ ہو جاتا ہے اور اس سے قریب ہو جاتا ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اِذا تَجَلّٰی ضِیاءُ الْمَعْرِفَةِ فی الْفُؤادِ هاجَ ریحُ الْمَحَبَّةِ وَاِذا هاجَ ریحُ الْمَحَبَّةِ اِسْتَأْنَسَ ظِلالَ الْمَحْبوبِ وَآثَرَ الْمَحْبُوبَ عَلی ما سَواهُ.

جب کسی کا دل معرفت کے نور سے منور ہو تو اس میں نسیم محبت چلتی ہے،اور جب (اس کے دل میں) نسیم محبت چلے تو محبوب کے سایہ سے بھی انس پیدا ہو جاتا ہے اور وہ محبوب کو باقی سب سے منفرد بنا دیتی ہے۔[1]

اس بنا پر اگر آپ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے انس و محبت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو

---

[1]۔ بحارالأنوار: ۷۰/۲۳، مصباح الشریعہ: ۲.

چاہئے کہ آپ اپنے دل کو حضرت کی محبت سے سرشار کریں اور اپنے وجود میں اس عظیم ہستی کی محبت کو متحرک کریں۔

حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا فداہ سے قربت کا راستہ ان سے دوستی اور محبت ہے۔اسی طرح امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرنے، آپ کی زیارت اور آپ سے توسل کرنے سے بھی حضرت سے محبت اور دوستی میں اضافہ ہو گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کے قنوت کا ایک حصہ

ہم حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے انس و محبت کے بارے میں پڑھتے ہیں:

...مَعَ ما يَتَجَرَّعُهُ فيكَ مِنْ مَراراتِ الْغَيْظِ الْجارِحَةِ بِحَواسِّ (بِمَواسِ خ) الْقُلُوبِ، وَما يَعْتَورُهُ مِنَ الْغُمُومِ، وَ يَفْزَعُ عَلَيْهِ مِنْ أَحْداثِ الْخُطُوبِ، وَيَشْرَقُ بِهِ مِنَ الْغُصَصِ الَّتى لاتَبْتَلِعُهَا الْحُلُوقُ وَلاتَحْنُو عَلَيْهَا الضُّلُوعُ عِنْدَ نَظَرِهِ إِلى أَمْرٍ مِنْ أَمْرِكَ، وَلاتَنالُهُ يَدُهُ بِتَغْييرِهِ وَرَدِّهِ إِلى مَحَبَّتِكَ. فَاشْدُدِ اللَّهُمَّ أَزْرَهُ بِنَصْرِكَ، وَأَطِلْ باعَهُ فيما قَصُرَ عَنْهُ مِنْ إِطْرادِ الرّاتِعينَ فى حِماكَ، وَزِدْهُ فى قُوَّتِهِ بَسْطَةً مِنْ تَأْييدِكَ، وَلاتُوحِشْنا مِنْ اُنْسِهِ، وَلاتَخْتَرِمْهُ

دُونَ أَمَلِهِ مِنَ الصَّلاحِ الْفاشي في أَهْلِ مِلَّتِهِ، وَالْعَدْلِ الظّاهِرِ في اُمَّتِهِ.[1]

اس سے بڑھ کر سختیاں اور درد و رنج دلوں کو مجروح کرتے ہیں اور تیری راہ میں (غموں) کے گھونٹ پیتے ہیں، وہ مسلسل ملنے والے غم برداشت کرتے ہیں، ان کو ملنے والے تازہ درد کہ جو ہر لحہ تازہ رہتے ہیں، گلے میں بند رہنے والا غصہ جو حلق سے نیچے نہیں اترتا اور انسان کا پہلو اسے تحمل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، جب کہ وہ تیرے احکام میں سے کسی حکم اور تیرے امر کی طرف دیکھتے ہیں لیکن ان میں توانائی نہیں ہے کہ وہ تغییر شدہ احکام کو بدل دیں کہ جس طرح تو انہیں قرار دینا چاہتا ہے۔خدایا! اپنی مدد سے ان کی پشت محکم فرما اور انہیں اس چیز کے لئے توانائی دے کہ جسے وہ راہ حرام میں تفریح (ہرزہ سرائی) اور تیری معصیت کرنے والوں کے سلسلہ میں انجام نہیں دے سکے۔

[1]۔مہج الدعوات: ۸۵، البلد الأمین: ۲۶۰، مصباح المتہجّد: ۱۵۶(کچھ فرق کے ساتھ)، صحیفہ مہدیہ: ۱۸۳.

اور اپنی تائید سے اس کی قوت میں اضافہ فرما اور ہمیں اس سے مانوس ہونے سے نہ روک (اور خوف میں مبتلا نہ کر) اور لوگوں کے امور کی اصلاح کے سلسلہ میں اسے اس کی آرزو (یعنی لوگوں کے درمیان عدل و انصاف آشکار ہونا) سے ناامید نہ فرما۔

اس دعا میں ہم خداوند متعال سے یہ طلب کرتے ہیں :

«ولا توحشنا من اُنسه».

ہمیں ان سے مأنوس ہونے سے وحشت میں مت ڈال۔

جس طرح شدید محبت انسان کے دل میں معرفت پیدا کرنے کی بنیاد ہے، اسی طرح معرفت بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے شدید انس و محبت کا باعث ہے۔

حضرت امام علی علیہ السلام کی نظر میں سب سے بہترین اور بدترین افراد

بہتریں خوبیاں اور نیکیاں کون سی ہیں اور بدترین برائیاں اور گناہ کون سے ہیں؟

کون سی چیز ہمیں خوبیوں کی طرف کھینچتی ہے اور کون سے گناہ اور برائیاں ہمیں گنہگاروں اور بدکرداروں کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام نے ان دو سوالوں کا جواب ایک مختصر سے جملہ میں بیان فرمایا ہے:

أَحۡسَنُ الۡحَسَنات حبّنا وأسوٴ السیّئات بغضنا.[1]

ہم اہل بیت علیہم السلام سے محبت سب سے بہترین نیکی ہے، اور ہم اہل بیت علیہم السلام سے بغض رکھنا سب سے بدترین گناہ ہے۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام ایک اور روایت میں فرماتے ہیں:

اشدّ النّاس عماً من عمی عن حبّنا وفضلنا و ناصبنا العداوۃ بلا ذنب سبق منا الیه الاّ انا دعوناہ إلی الحق و دعاہ سوانا إلی الفتنة والدّنیا فآثرها ونصب العداوۃ لنا.

لوگوں میں سب سے زیادہ اندھا وہ ہے جو ہماری محبت اور فضیلت سے اندھا ہو، اور ہم سے (ہماری) کسی خطا کے بغیر دشمنی رکھتا ہو کہ جو اس کے حق میں کی ہو، مگر یہ کہ ہم نے اسے حق کی طرف دعوت دی اور ہمارے غیروں نے اسے فتنہ اور دنیا کی طرف دعوت دی، پس اس نے دنیا کو اختیار کیا اور ہم سے دشمنی اختیار کی۔

اس روایت میں «ہم» سے امیر المؤمنین حضرت امام علی صلوات اللہ وسلامہ علیہ اور آپ کی

---

[1] ۔ تصنیف غرر الحکم: ۱۱۶، شرح غرر الحکم: ۴۸۰/۲.

اولاد اطہار صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مراد ہیں۔

اسعد النّاس من عرف فضلنا، وتقرّب إلی الله بنا، واخلص حبّنا، وعمل بما إليه ندبنا، وانتهی عمّا عنه نهينا فذاك منّا وهو في دار المقامة معنا.[1]

سب سے خوش نصیب لوگ وہ ہیں جو ہماری فضیلت کو پہچان لیں اور ہمارے وسیلہ سے خدا کا تقرب پائیں (یعنی ہماری محبت اور اطاعت کے ذریعہ) اور ہماری محبت کو خالص رکھے (یعنی صرف تقرب الٰہی کے لئے ہم سے محبت کرے نہ کہ دوسرے مقاصد کے لئے اور نہ ہی ہمارے دشمنوں سے محبت کرے) اور ہم نے اسے جس چیز کی طرف بلایا ہے، اس پر عمل کرے، اور جس سے منع کیا ہے، اس سے دور رہے، پس ایسا شخص ہم میں سے ہے اور دار المقامہ (یعنی جنت) میں ہمارے ساتھ ہے۔

[1]۔ شرح غرر الحکم ودرر الکلم: ۴۶۱/۲.

دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی صحبت معرفت کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ

اہل بیت علیہم السلام کی محبت میں ایسی کشش پائی جاتی ہے جو اہل بیت علیہم السلام کے محب کے ساتھ زندگی گزارنے والے شخص کے افکار و اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے اور اسے اہل بیت علیہم السلام کے محبّین کے افکار و اعمال کی طرف کھینچتی ہے اور اسی طرح اہل بیت علیہم السلام سے بغض اور عداوت رکھنے والوں سے بھی ایسی کشش اور لہریں پیدا ہوتی ہیں جو اپنے ساتھ رہنے والوں کو خدااور اہل بیت علیہم السلام کی دشمنی کی طرف کھینچتی ہیں۔

حضرت امام علی علیہ السلام نے ایک روایت میں اہل بیت علیہم السلام سے بغض رکھنے میں پائی جانے والی منفی لہروں کی موجودگی کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

لبغضنا (لمبغضنا) امواج من سخط الله سبحانه.[1]

ہم (اہل بیت علیہم السلام) سے بغض رکھنے والوں کے لئے خداوند سبحان کے غضب کی لہریں ہیں۔

اگر اہل بیت علیہم السلام سے بغض رکھنے میں خدا کے غضب کی لہریں ہیں تو ان بزرگوں کی محبت میں بھی خدا کی رحمت کی لہریں ہیں۔

لہٰذا رحمت الٰہی تک پہنچنے اور خدا کے غضب سے بچنے کے لئے ہمیں اپنے دل میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی محبت کو جگہ دینی چاہیئے اور ان سے بغض رکھنے والوں کی صحبت سے بھی

---

[1]۔ تصنیف غرر الحکم : ۱۱۷، شرح غرر الحکم : ۳۲/۵.

دور رہنا چاہئے، چونکہ یہ معرفت کی راہ میں حائل بہت بڑی رکاوٹ ہے۔

معرفت کی راہ میں حائل ایک اور رکاوٹ

معرفت کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک اہم رکاوٹ انسان کا نفس اور اپنی خواہشات کے تابع ہونا ہے۔

اگر کسی شخص کا طرز عمل ایسا ہو کہ وہ مختلف حالات و واقعات میں ہواؤں کے رخ پر چلتا ہو اور اس کا اپنا کوئی ارادہ نہ ہو تو وہ زمانے کی تند و تیز آندھیوں کا شکار ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ صاحبِ ارادہ ہو اور اس کا کوئی ہدف اور مقصد ہو اور وہ اسے حاصل کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ خود کو وقت کے چکر اور زمانے کے بھنور سے نکال کر لے جاتا ہے اور ایک ایسے راستے پر چلتا ہے جس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

بعض اوقات انسان جسمانی عوامل کی وجہ سے نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے۔ نفسانی خواہشات سے نجات پانے کے لئے اس کے اسباب اور عوامل کو پہچاننا ضروری ہے تاکہ انسان اپنے مزاج اور جسم کے نقائص کو دور کر کے نفسانی خواہشات کی پیروی سے نجات پا سکے، اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ معنوی و روحانی کمزوری اور سستی میں مبتلا رہے گا۔

کمزوری اور سستی کا ایک سبب بلغمی مزاج ہے جو بے حسی اور بے مقصد ہونے کا باعث بنتا ہے اور انسان کو حوادث و واقعات کا تابع بنا دیتا ہے۔ تخیلات اور توہمات انسان کو حرکت کرنے اور کوشش کرنے سے روکتے ہیں اور اسے ایک ناکارہ، بے حرکت اور بیکار عنصر میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

ہر شیعہ کو اپنے مزاج میں توازن پیدا کرنے اور اپنی ان جسمانی بیماریوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو انسان کے لئے روحانی اور معنوی مراحل تک پہنچنے کے راستے میں مشکلات کا باعث بنتی ہیں۔

اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ توقف، جمود، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے، بیہودہ ہنسی مذاق اور وقت گزارنے سے کہیں نہیں پہنچ سکتے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ جائے اور کوشش کرنے کے بجائے اپنے خیالات، افکار اور تخیلات کو ہر جگہ گھومنے کے لئے آزاد چھوڑ دے جو اسے ہر طرف کھینچ کر لے جائیں تو وہ کبھی ترقی نہیں کر سکے گا اور اپنی عمر کو ضائع کر کے اپنے وجود کو برباد کر دے گا۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی راہ پر چل کر ایک مقام تک پہنچے والوں نے اپنی بہت سی نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا، اپنی عقل و دانش کو پروان چڑھایا اور اپنے دلوں کو پاکیزہ بنایا۔ ان کی زندگی اور ان کے کردار کا مطالعہ کرنے سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بہت سی نفسانی خواہشات کو کچلا اور دنیا سے دل نہیں لگایا، جس کی وجہ سے وہ ترقی کے زینے طے کرتے رہے۔ جس طرح انہوں نے اپنے دل میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی شدید محبت کو جگہ دی، اسی طرح امام نے بھی ان کی دوستی کو اپنے دل میں جگہ دی ہے۔ ایسے ہی ایک شخص کا واقعہ بطور نمونہ بیان کرنے سے پہلے ہم حضرت امام علی علیہ السلام کے فرامین میں سے ایک نہایت اہم فرمان بیان کرتے ہیں تا کہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ ان اعلیٰ مقامات تک پہنچنے کے لئے وہ کن کن چیزوں سے دستبردار ہوئے۔

امیر سخن حضرت امام علی علیہ السلام کے اس فرمان پر توجہ فرمائیں:

ینبغي للعاقل أن یحترس من سکر المال وسکرة القدرة وسکر العلم وسکر المدح وسکر الشباب فإنّ لکلّ ذلك ریاحاً خبیثة تسلب العقل وتستخفّ الوقار.[1]

عقلمند کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ دولت کے نشہ، طاقت کے نشہ، علم کے نشہ، تعریف کے نشہ اور جوانی کے نشہ سے پرہیز کرے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں کششِ خبیثہ پائی جاتی ہے جو عقل کو زائل کرتی ہے اور وقار کو ہلکا کرتی ہے۔

اس روایت میں حضرت امیر المومنین امام علی علیہ السلام نے دنیا میں پانچ قسم کے نشہ اور مستی کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نشہ میں ایسی کشش ہے جو عقل کو تباہ کر دیتی ہے اور عزت و وقار کو کم کرتی ہے۔

اس روایت میں مال و دولت، قدرت و طاقت اور علم و دانش کی مذمت نہیں کی گئی لیکن دولت، طاقت، قیادت یا علم وغیرہ کے نشے میں مست ہو کر آپے سے باہر ہو جانا انسان کو عقلمندوں کی صفوں سے خارج کر دیتا ہے اور اس کی دنیا و آخرت کو تباہ کر دیتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ خدا اور اہل بیت علیہم السلام کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔

بد قسمتی سے بہت سے جوانوں کے پاس اگر دولت، طاقت، قیادت اور علم وغیرہ نہ ہو

[1] ۔ تصنیف غرر الحکم: ۶۶، شرح غرر الحکم: ۴۴۵/۶.

اور وہ ان کے نشے میں مبتلا نہ ہوں تو وہ اپنی جوانی کے نشے میں مست ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات کچھ ایسے جوان بھی ہوتے ہیں جو ان چیزوں کی مستی اور نشہ حتی کہ جوانی کی مستی پر بھی قابو پا کر اس کی منفی اور خبیث کشش کے اثرات سے دور رہتے ہیں اور تذکیۂ نفس کے ذریعہ خود کو باوقار بناتے ہیں۔ اب ہم ان افراد میں سے ایک بہترین نمونہ بیان کرتے ہوئے اپنی بحث کو جاری رکھتے ہیں۔

ایک بہترین شخصیت

آیت اللہ حاج میرزا حسن لواسانی نے اپنی کتاب ‹‹کشکول آیت اللہ لواسانی›› میں ایک شخص کی عظمت اور معنوی مقام و منزلت کے بارے میں ایک حیرت انگیز واقعہ بیان کیا ہے جو بظاہر زنجان کے مدرسہ کے خادم تھے لیکن حقیقت میں ابدال میں سے تھے اور واسطۂ فیض تھے۔ وہ شخص دیانت، صداقت اور اخلاص اعلیٰ درجات پر فائز تھے اور ان پر امام عصر علیہ السلام کی خاص عنایات تھیں۔

استاد بزرگوار آقا شیخ محمد کہتے ہیں: میں طالب علمی کے زمانے میں زنجان کے ایک مدرسہ کے کمرے میں رہتا تھا اور اس مدرسہ میں ایک نیک اور ایماندار خادم رہتا تھا جس کا کمرہ مدرسہ کے داخلی اور خارجی راستے میں واقع تھا۔ ایک رات حسب معمول میں نافلۂ شب پڑھنے کے لئے اٹھا تو ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔

یہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ جب میں وضو کے لئے خادم کے کمرے کے پاس سے گزر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ کمرے میں ایک خیرہ کنندہ روشنی ہے۔

تجسّس مجھے خادم کے کمرے کی طرف لے گیا۔ میں نے دروازے کی طرف سے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ میں نے دروازے میں سے دیکھا کہ مدرسہ کا خادم کمال ادب اور عاجزی کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھا کسی کی باتیں سن رہاہے اور بارہا کہہ رہاہے کہ میں آپ پر قربان: اے میرے سید و سردار! اے میرے مولا! میری جان آپ پر قربان۔

اور دوسری طرف میں نے جتنا بھی غور کیا، مجھے کوئی اور دکھائی نہ دیا، لیکن میں ان دونوں کی گفتگو سن سکتا تھا، حالانکہ مجھے ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آئی، اور حیرت کی بات یہ تھی کہ خادم کے کمرے میں چراغ روشن نہیں تھا لیکن ان کا کمرہ منور تھا۔

رات کا ایک گھنٹہ اسی طرح گزرا اور ہر لمحہ میری حیرت اور تعجب میں مزید اضافہ ہو رہا تھا... اور چونکہ نافلۂ شب کا وقت گزر رہا تھا، اس لئے میں نماز پڑھنے کے لئے چلا گیا، لیکن میں اس کمرے میں موجود خادم اور اس حیرت انگیز منظر کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔

صبح ہوئی، میں خادم کے کمرے میں آیا تو دیکھا کہ اندھیرا تھا اور دروازہ بھی بند تھا جیسے وہ سو رہا ہو....۔

میں نے دروازہ کھٹکھٹایا مگر سحر کے واقعہ کی کوئی خبر نہ تھی، میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے انکار کیا اور میرے اصرار سے ان کے انکار میں مزید اضافہ ہو گیا کہ نہیں! آپ نے غلط دیکھا ہے، آپ نے خواب دیکھا ہو گا۔

میں نے کہا: نہ تو مجھے وہ منظر دیکھنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے اور نہ ہی میں نے خواب دیکھا ہے... آخر وہ کیا منظر تھا؟

ان کی حالت منقلب ہو گئی: میں آپ کو تین شرائط کی بناپر یہ بات بتاؤں گا۔

میں نے کہا: وہ شرائط کیا ہیں؟

انہوں نے کہا:

۱-جب تک میں زندہ ہوں، یہ راز پوشیدہ رہے۔

۲- اس کے بعد بھی آپ میرے ساتھ کسی خاص احترام اور تواضع کے بغیر پہلے کی طرح ہی پیش آئیں گے۔

۳-آپ کو میرے ساتھ طلاب کے عام رویے سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔

میں نے ان تین شرائط کو دل و جان سے قبول کیااور ان کی پابندی کرنے کا عہد کیا۔

پھر انہوں نے بتایا: عزیز دوست ! حقیقت ہے کہ کبھی کبھار میرے سید و سردار حضرت امام عصر ارواحنا فداہ میری دلجوئی کرتے ہیں اور آج کی رات بھی ان ہی راتوں میں سے ایک تھی۔

میرا جسم لرزنے لگااور میری حالت بدل گئی اور جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ سچ کہہ رہے ہیں تو میں اس قدر ان پر فریفتہ ہو گیا کہ میں ان کے پاؤں میں گر کر ان کی قدم بوسی کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ میں ان سے عہد کر چکا تھا،اس لئے میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا...۔

میں اپنے کمرے میں واپس آگیا، لیکن کیسی واپسی... زمین مجھ پر تنگ ہو چکی تھی اور میری نظروں میں دنیاتاریک ہو چکی تھی اور میں اس عظیم راز کو اپنے دوستوں سے بھی بیان

نہیں کر سکتا تھا... کچھ دنوں کے بعد آدھی رات کے وقت مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی آہستہ سے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دے رہا ہے... میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ مدرسہ کے وہی خادم ہیں۔

انہوں نے سلام کیا اور کہا کہ میں آپ سے خدا حافظ کہنے کے لئے آیا ہوں۔ وہ بہت پریشان اور غمزدہ لگ رہے تھے اور بہت جلدی میں تھے۔

میں نے پوچھا: کہاں؟

انہوں نے کہا: میں جارہا ہوں، وہ کمرہ اور سامان آپ کا ہوا۔

میں نے کہا: آخر آپ کہاں جارہے ہیں؟

انہوں نے کہا: امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے یاران میں سے ایک اس دنیا سے چلے گئے ہیں، انہوں نے مجھے طلب کیا ہے تاکہ میں ان کی خدمت میں شرفیاب ہو کر اس کی ذمہ داری سنبھالوں۔

اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ابھی ان کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے، میں نے مدرسہ میں انہیں ہر جگہ تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہیں ملے...۔

میں بے اختیار ہو کر چیخنے لگا، سب طلاب اٹھ گئے اور میرے پاس جمع ہوگئے۔ میں نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا تھا تو وہ میری ملامت کرنے لگے کہ میں نے انہیں اس کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا۔

میں نے ان سے کہا: دوستو! میری ملامت نہ کرو، کیونکہ میں نے کسی وجہ سے آپ کو

اس بارے میں نہیں بتایا۔

انہوں نے پوچھا: آپ نے کس وجہ سے ہمیں اس بارے میں نہیں بتایا؟

میں نے کہا: انہوں نے مجھ سے عہد لیا تھا۔[1]

***

جی ہاں! مدرسہ کے ایک خادم بہت محنت اور کوشش سے نفسانی خواہشات کو ترک کر کے مقام معرفت تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے خدّام اور مقرّبین میں سے قرار پائے۔

معرفت کے موانع کو پہچاننے کے لئے خود شناسی کی اہمیت

اس دور یعنی غیبت کے زمانے میں دین کے دشمن اپنی پوری طاقت اور توانائی سے لوگوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں لیکن بد قسمتی سے بہت سے لوگ اس کا راہ حل تلاش کرنے اور نجات کا راستہ تلاش کرنے کے بجائے ہنسی مذاق اور سیر و تفریح میں مصروف ہیں اور اپنی گراں قیمت زندگی کو ضائع کر رہے ہیں، جب کہ وہ اپنی فکری اور روحانی توانائیوں کے بارے میں بالکل نہیں جانتے، جس کے نتیجہ میں وہ اپنی زندگی کے ضیاں سے اپنے وجود کو اس طرح برباد کر رہے ہوتے ہیں کہ جیسے انسان کو اس کی نفسانی خواہشات اور شیطان کی پیروی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بخش تعلیمات کی مخالفت بنی نوع انسان کی پچھلی نسلوں

[1] ۔ کرامات صالحین: ۱۶۵. از کشکول مرحوم آیۃ اللہ لواسانی: ۴۰۰.

میں ہوس پرستی کی وجہ بنی، لیکن اس دور میں تفریح اور ہوا و ہوس کے بہت زیادہ ذرائع ہیں۔ اگر ہمارا معاشرہ اہل بیت علیہم السلام کی ہدایات اور تعلیمات سے آشنا ہوتا اور ان ان کی پیروی کرتا تو وہ دشمنان دین کی طرف سے پروان چڑھائے گئے شہوت انگیز ذرائع میں گرفتار نہ ہوتا۔ صدرِ اسلام سے ہی اہل بیت علیہم السلام نے اپنے پیروکاروں کو ہوا و ہوس اور بیہودہ گوئی سے خبردار کیا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے شیعوں کو اس قسم کی زندگی سے متنبہ کیا ہے اور شیعوں کے مقام و مرتبہ کو ایسی چیزوں کی انجام دہی سے بہت بلند قرار دیا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام اپنے شیعوں اور محبوں کو دوسرے لوگوں سے افضل سمجھتے ہیں۔

نوف بکالی[1] کہتے ہیں: مجھے میری ایک حاجت اور ضرورت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے پاس لے گئی۔ حضرت کی خدمت میں شرفیاب ہونے کے لئے میں جندب بن زہیر، ربیع بن خیثم، ان کے بھانجے ہمام بن عبادۃ بن خیثم (جو اصحاب برنس[2] اور اپنے زمانے کے عابدوں اور زاہدوں میں سے تھے) کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ ہم سب کو حضرت سے ملاقات کا اشتیاق تھا۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام سے ہماری ملاقات اس وقت ہوئی جب آپ گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جارہے تھے، ہم بھی حضرت کے ساتھ مسجد کی طرف روانہ ہو گئے، راستے

---

[1] ۔بِکالی – باء پر کسرہ کے ساتھ – بکالہ سے منسوب ہیں جو یمن کا ایک دیہات ہے۔ نوف بکالی، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے دربان تھے۔

[2] ۔برنس ایک خاص قسم کی ٹوپی تھی، جسے ابتدائے اسلام میں عابد پہنا کرتے تھے۔

میں ہمیں کچھ افراد ملے جو ایک دوسرے سے مذاق کر رہے تھے اور بیہودہ گوئی میں مصروف تھے۔ جیسے ہی انہوں نے دیکھا کہ حضرت ان کی طرف آرہے ہیں تو وہ فوراً کھڑے ہو گئے اور انہوں نے سلام عرض کیا۔ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے انہیں سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا:

تم کس گروہ اور طائفہ سے ہو؟

انہوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! ہم آپ کے شیعوں میں سے ہیں۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے، پھر آپ نے فرمایا:

یا هؤلاء؛ مالی لا أری فیکم سمة شیعتنا، وحلیة أحبّتنا أهل البیت؟

اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ مجھے تمہارے چہرے پر شیعوں اور اہل بیت کے دوستوں کی خصوصیات نظر نہیں آرہیں؟

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے جوان یا دوسرے لوگ اپنی زندگی ہرزہ سرائی، تفریح اور عیش و عشرت میں کیوں گزار دیتے ہیں؟ وہ ہمیشہ ان مواقع سے محروم کیوں رہتے ہیں اور ہمیشہ غیر صحت بخش اور تباہ کن تفریحات میں کیوں مشغول رہتے ہیں؟ وہ اپنے وجود کو تباہ کر کے باطل راہ پر کیوں چلتے ہیں؟

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام نے اپنے حکمت آمیز کلمات میں بہت سے اہم

مطالب بیان فرمائے ہیں ان پر توجہ دینے اور ان پر عمل کرنے سے لوگوں کی زندگیاں ثمر آور ہو سکتی ہیں اور وہ روحانی اور معنوی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں۔

خود شناسی اور نفس کی معرفت ان اہم مسائل میں سے ایک ہے جسے حضرت علی علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔اہل بیت علیہم السلام نے انسان کی عظمت اور مقام و مرتبہ کے بارے میں جو کچھ بیان کیا ہے ،اس سے اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

خود شناسی کے ذریعہ معرفت کی راہ میں حائل رکاوٹوں سے دور رہنا

لوگوں کے برے اور ناپسندیدہ کاموں کے عادی ہو جانے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو نہیں پہچانتے، وہ اپنی قدر و قیمت سے واقف نہیں ہوتے اور وہ اپنے وجود میں پوشیدہ طاقتوں کو نہیں جانتے۔

بدقسمتی سے بہت سے لوگ اہل بیت اطہار علیہم السلام کی روایات اور فرامین سے مأنوس نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے اہم امور، حتیٰ کہ خود شناسی پر بھی توجہ نہیں دیتے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک بہت اہم روایت میں نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا:

ناجى داود ربّه فقال:إلهى لكلّ ملك خزانة، فأين خزانتك؟

قال جلّ جلاله: لى خزانة أعظم من العرش، وأوسع من الكرسىّ، و أطيب من الجنّة، و أزين من الملكوت:

أرضها المعرفة، وسماؤها الإيمان، وشمسها الشوق، و قمرها المحبّة، و نجومها الخواطر، و سحابها العقل، و مطرها الرحمة، و أثمارها الطاعة، و ثمرها الحكمة.

و لها أربعة ابواب: العلم والحلم والصبر والرضا؛ ألا و هي «القلب».[1]

(حضرت) داؤد نے خدا سے مناجات کرتے ہوئے عرض کیا: اے خدا! ہر بادشاہ کا کوئی خزانہ ہوتا ہے ، پس تیرا خزانہ کہاں ہے؟

خدائے جلّ جلالہ نے فرمایا: میرا خزانہ ایسا ہے کہ جو عرش سے زیادہ عظیم، کرسی سے زیادہ وسیع، جنت سے زیادہ پاکیزہ، اور ملکوت سے زیادہ خوبصورت ہے۔

اس کی زمین معرفت، اور اس کا آسمان ایمان ، اور اس کا سورج شوق، اور اس کا چاند محبت ، اس کے ستارے

[1] ۔ صحیفہ رضویّہ: ۶۲، بحارالانوار: ۵۹/۷۰.

خواطر، اور اس کے بادل عقل، اور اس کی بارش رحمت اور اس کے پھل اطاعت، اور اس کا نتیجہ حکمت ہے۔

اس کے چار دروازے ہیں: علم، حلم، صبر اور رضا؛ آگاہ ہو جاؤ! کہ وہ (خزانہ) «دل» ہے۔

اس روایت پر غور کرنے سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ «دل» کتنا اہم ہے اور اس کو پاک کرنے سے انسان کن اہم مراحل تک پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ «دل» کے پاک ہو جانے سے نفسانی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں اور پھر جمود اور ترقی نہ کرنے جیسی سب سے بڑی رکاوٹیں انسان کے راستے سے ہٹ جاتی ہے۔

پانچواں باب

عصر غیبت کی ذمہ داریوں میں معرفت کا کردار

عصر غیبت کی ذمہ داریوں میں معرفت کا کردار

ہم نے معرفت کے مقام و مرتبہ کے بارے میں کچھ مطالب بیان کئےاور اس کی عظمت کے بارے میں کچھ حقائق بیان کئے۔اسی طرح ہم نے حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ اور اہل بیت علیہم السلام کے سلسلے میں کئی صدیوں پر مشتمل شیعوں کی کوتاہیوں اور خامیوں کی بھی نشاندہی کی۔

ہمیں ''معرفت اور اس کے اثرات'' کے بارے میں تحقیقی اور تفصیلی کتاب لکھنے کی ضرورت ہے لیکن اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں اس کتاب میں ان ابحاث کو ذکر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ تاہم کتاب کے موضوع کی مناسبت سے اس باب میں بطور مثال غیبت کے زمانے کی کچھ ذمہ داریوں کو ذکر کرتے ہیں اور ان میں ''معرفت'' کے کردار کی وضاحت کرتے ہیں تا کہ ہم امام زمانہ ارواحنا فداہ کے سلسلہ میں اپنی کوتاہیوں اور خامیوں سے آشنا ہو سکیں اور پھر خلوص دل کے ساتھ اس مہربان، کریم اور رؤوف امام سے معافی مانگیں اور اس کریم اور عظیم ہستی سے طلب عفو کرتے ہوئے اپنی گذشتہ کوتاہیوں کی تلافی کریں۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے عقائد کے تمام پہلوؤں میں ''معرفت'' کا ایک اہم اور بہت ہی مؤثر کردار ہے۔اس باب میں ہم غیبت کے زمانے کے اہم فرائض کی تین مثالیں

ذکر کریں گے اور ان میں ''معرفت'' کے اہم اثرات کو بیان کریں گے۔

انتظار

غیبت کے زمانے میں ''انتظار'' اولیاء الٰہی کی سب سے اہم صفات میں سے ایک ہے اور امام سجاد علیہ السلام نے ابو خالد کابلی سے انتظار کے بارے میں جو روایت بیان کی ہے ،اس میں آپ نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کا انتظار کرنا، سب سے بڑی گشائش ہے۔ امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

انتظار الفرج من أعظم الفرج.[1]

انتظار فرج؛ سب سے بڑی گشائش ہے۔

اس حدیث میں امام زین العابدین علیہ السلام ہمیں ایک اہم نکتہ تعلیم دیتے ہیں، جس پر ہمیں غور کرنا چاہیئے۔اس کی وضاحت کے لئے اس نکتہ پر توجہ فرمائیں:

دنیا بھر میں جو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے منتظر ہیں اور آپ کے ظہور کی دعا کرتے ہیں ،وہ ہر ہفتے کچھ گھڑیاں ان کی یاد میں گزارتے ہیں اور اس عظیم ہستی کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان لوگوں سے مختلف ہیں جو بالکل ہی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور سے لا تعلق ہیں، لیکن ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر ہم سالہا سال سے اسی مقدار پر اکتفا کریں اور کبھی ہفتہ میں ایک گھنٹے کے لئے بھی امام زمانہ ارواحنا فداہ کو یاد کریں

---

[1] ۔ بحار الانوار: ۵۲/۱۲۲ح ۴.

اور ان کے لئے دعا کریں تو کیا ہم نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا؟ یعنی اگر ہم ایک گھنٹہ اس عظیم ہستی کو یاد کریں اور کئی گھنٹے دوسرے امور میں سر گرم رہیں تو گویا ہم اس حجت الٰہی کی یاد سے غافل رہے، اس بنا پر ہم مقام انتظار کی عظمت کے بارے میں امام سجاد علیہ السلام کے فرمان کے مصداق نہیں بن سکتے اور انتظار کے ذریعہ ہم عظیم ترین گشائش حاصل نہیں کر سکتے؛ کیونکہ ہم نے انتظار کے عظیم مقام کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے اسے اپنی زندگی میں جگہ نہیں دی۔

انتظار ہماری زندگی کا اہم جز!

ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگرچہ ہم کئی سالوں سے اس راہ پر گامزن ہیں لیکن پھر بھی ہم اس راہ کے ابتدائی حصہ تک ہی پہنچ پائے ہیں۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے منتظر ہیں، جب کہ ہم اپنی ذاتی، خاندانی اور معاشرتی زندگی میں الجھے ہوئے ہیں اور زندگی کے مقصد اور حقیقی زندگی سے بہت دور ہیں!

بد قسمتی سے انتظار کے معاملہ ہماری زندگی میں ثانوی حیثیت رکھتا ہے، اور اس پر توجہ نہ دے کر ہم نے اسے ضائع کر دیا ہے۔ ہم فضول اور غیر ضروری امور پر توجہ مرکوز کر کے اپنی زندگی کے لمحات کو ضائع کر رہے ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

من اشتغل بغیر المهمّ ضیّع الاهمّ.[1]

جو شخص خود کو غیر اہم کام میں مصروف رکھتا ہے وہ زیادہ اہم کاموں کا ضائع کر دیتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام ایک اور روایت میں فرماتے ہیں:

لاَ تَجْعَلْ أَكْبَرَ هَمِّكَ بِأَهْلِكَ وَوُلْدِكَ فَإِنَّهُمْ إِنْ يَكُونُوا أَوْلِيَاءَ اَللهِ سُبْحَانَهُ فَإِنَّ اللهَ لاَ يُضَيِّعُ وَلِيَّهُ وَإِنْ يَكُونُوا أَعْدَاءَ اللهِ فَمَا هَمُّكَ بِأَعْدَاءِ الله.[2]

اپنے اہل وعیال کو اپنا سب سے بڑا ہم و غم قرار نہ دو، کیونکہ اگر وہ خدا کے اولیاء میں سے ہوں گے تو خدا اپنے ولی کو ضائع نہیں کرتا (یعنی تنہا نہیں چھوڑتا) اور اگر وہ خدا کے دشمنوں میں سے ہوں تو پھر تم اپنا ہم و غم خدا کے دشمنوں کے لئے کیوں قرار دے رہے ہو۔

ہمیں جس نکتہ پر غور کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ امیر المؤمنین امام علی علیہ السلام کے اس فرمان سے یہ استفادہ کیا جا سکتا ہے کہ ہم اپنی بیوی اور بچوں کو اپنا ہم و غم قرار نہ دیں، اور نہ

1۔ شرح غرر الحکم: ۷: ۳۰۱.

2۔ شرح غرر الحکم: ۹۲ /۱۰۳.

ہی ان لوگوں کی طرح بن جائیں جو اپنے اہل و عیال کو چھوڑ دیتے ہیں۔

ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ میں اپنا دینی فریضہ ادا کرے اور جس طرح دینی اور اعتقادی معاملات میں ان پر کام کرنا ضروری ہے ، اسی طرح مادّی حوالہ سے بھی ان کے سلسلہ میں اپنافرض ادا کرنا چاہیئے۔

ہمیں بیہودہ اور فضول کاموں سے دور رہنا چاہیئے،اس بارے میں امیرالمؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

دع مالایعنیك، واشتغل بمهمّك الّذی ینجیك.[1]

اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہارے لئے مفید نہ ہو اور اہم امور میں مشغول رہو کہ جو تمہارے لئے نجات بخش ہیں۔

لہٰذا اس کے حکم کے مطابق ہمیں اپنی توانائیاں فضول یا غیر ضروری کاموں کی بجائے اہم اور زیادہ اہم کاموں پر خرچ کرنی چاہئیں اور ایسے کام کرنے چاہئیں کہ جن سے ہم بھی نیک اور بافضیلت افراد کے ساتھ چل سکیں۔

انتظار کی حالت کے اعلیٰ مراحل تک پہنچنا اس قدر مشکل ہے کہ اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے عظیم ترین جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہ نکتہ واضح ہے کہ اگر انتظار زندگی کے امور میں ثانوی حیثیت رکھتا ہو تو اسے کسی

---

[1]۔ شرح غررالحکم: ۳/۱۷ ۳۰.

بھی طرح امت کا سب سے عظیم جہاد نہیں کہا جا سکتا، لہٰذا جن احادیث میں منتظرین کو تمام زمانے کے لوگوں میں سب سے افضل قرار دیا گیا ہے، یا انتظار کو امت کا سب سے عظیم جہاد کہا گیا ہے، اس میں ہر قسم کا انتظار شامل نہیں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

افضل جهاد امّتي انتظار الفرج۔[1]

میری امت کا سب سے افضل جہاد انتظار فرج ہے۔

جس انتظار میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کی کوشش نہ کی جائے، اسے کیسے سب سے افضل جہاد سمجھا جا سکتا ہے؟

یہ روایت بخوبی دلالت کرتی ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے انتظار کو اپنی زندگی کا اصل قرار دیا ہے اور اس کے لئے بہت سی مشکلات اور تلخیوں کو برداشت کیا ہے؛ وہ انتظار کے اعلیٰ مراتب کے حامل ہیں۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ کے انتظار میں تین اہم نکات

اگر کوئی شخص اپنے وقت کے امام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنا چاہتا ہے تو اسے تین باتوں کی معرفت ہونی چاہئے اور ان پر توجہ دے کر اسے خود کو اپنے آقا حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کے لئے تیار کرنا چاہئے۔

[1]۔ بحار الأنوار: ۵۲/ ۱۴۰۔

۱۔ عصر غیبت سے آشنائی

پہلا نکتہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غربت و تنہائی اور عصر غیبت پر توجہ کرنا اور پوری دنیا کے لوگوں کی حالت زار سے آشنا ہونا ہے۔ ایک منتظر کے لئے ضروری ہے کہ خود کو امام زمانہ ارواحنا فداہ کے لئے چاہتا ہو، نہ کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو اپنے لئے ! اور اسے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جب تک عادلانہ عالمی حکومت اس کے حقیقی وارث کے پاس نہیں ہو گی تو دنیا کے ظالم و جابر اور بڑی شیطانی طاقتیں دنیا بھر کے مظلوموں کا گلا گھونٹتی رہیں گی، ان پر ظلم ڈھاتی رہیں گی اور لوگوں پر حکومت کرتی رہیں گی، جس سے لوگوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی جائے گی اور ان کی مشکلات میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔

۲۔ عصر ظہور سے آشنائی

بدقسمتی سے اس دوسرے نکتہ کی طرف اب تک بہت کم توجہ کی گئی ہے اور وہ عصر ظہور کی معرفت اور اس سے آشنائی ہے۔ یہ وہ پر شکوہ زمانہ ہے جب پوری دنیا پر عدل و انصاف کا بول بالا ہوگا، علم و دانش، معرفت و بینش اپنے عروج پر ہو گی، پوری کائنات میں ہر طرف خوبیاں اور اچھائیاں ہوں گی، جب کہ ظالموں اور ان کے ظلم و ستم کے اثرات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اگر انسان ظہور کے زمانے پر توجہ کرے تو اس پر غور و فکر کرے اور اپنے ذہن میں خود کو اس زمانے میں تصور کرے اور اس بات کی طرف توجہ کرے کہ آخر کار ایسا زمانہ آئے گا اور

ہمارے غریب و وحید امام دنیا پر حکومت کریں گے، جو اب بھی سرور عالم ہیں؛ تو پھر آپ ہمیشہ اس پر شکوہ زمانے کی آمد کی آرزو کرتے رہیں گے۔

ان امور پر غور کرنے سے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے منتظرین کی روح تازہ ہو جاتی ہے اور ان کے دل امید اور تمنا سے سرشار ہو جاتے ہیں اور یہی امید انہیں تھکاوٹ اور کمزوری سے بچاتی ہے۔

۳۔ امام زمانہ ارواحنا فداہ کی معرفت

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امامت کے زمانے میں شیعوں پر ان لوگوں کی بنسبت بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو امام زمانہ ارواحنا فداہ کی امامت کے زمانے سے پہلے زندگی گزار رہے تھے۔

جس طرح غیبت سے پہلے کے زمانے میں زندگی بسر کرنے والے شیعوں پر اس زمانے کے امام کے سلسلہ میں بہت زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی، اسی طرح ہم بھی اپنے زمانے کے امام کی امامت کے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں، ، اس لئے ہم پر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بارے میں ان شیعوں سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو دوسرے اماموں کے زمانے میں موجود تھے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اس حقیقت کو سب پر واضح کرنے کے لئے ہم اس کی کچھ وضاحت کرتے ہیں لیکن اس سے پہلے دو نکات کو بیان کرنا ضروری ہے:

۱۔ ہر امام کے زمانے میں ہر شیعہ کو تمام بارہ اماموں کے عظیم مقام ولایت کی معرفت

ہونی چاہئے اور اپنے چودہ معصومین علیہم السلام کے مقام و مرتبہ اور ان کی عظمت کے بارے میں اپنی معرفت کو بڑھانا چاہئے۔

لہٰذا ہر شیعہ کو کسی بھی زمانے میں نہ صرف اپنے زمانے کے امام کے عظیم مقام و مرتبہ سے آشنا ہونا چاہئے بلکہ دوسرے ائمۂ اطہار علیہم السلام کی عظمت سے بھی آگاہ ہونا چاہئے اور کسی بھی امام کے سلسلہ میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، اگرچہ بظاہر ان بزرگ ہستیوں (کی امامت) کا زمانہ نہ ہو۔

۲۔ایک اور اہم نکتہ جس پر توجہ کرنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ ہمارے بعض ائمہ علیہم السلام خاص شرائط اور خصوصیات کے حامل تھے،اس لئے تمام شیعوں کو ان بزرگوں کی امامت کی تاریخ پر خصوصی توجہ دینی چاہئے اور ان خصوصیات کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

حضرت امام علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی طرف شیعوں کی خاص توجہ

دنیا کے تمام شیعوں کو کسی بھی زمانے میں امیرالمؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام پر خصوصی توجہ کرنی چاہئے، کیونکہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام اپنی ولایت کی عظمت کے ساتھ ساتھ تمام زمانوں میں دنیا کی سب سے مظلوم ہستی ہیں، اگرچہ آپ ابو الائمہ ہیں اور عظیم فضائل اور خصوصیات کے حامل ہیں، جو صرف آپ سے ہی مخصوص ہیں۔

نیز دنیا بھر کے شیعوں کو ہر زمانے میں حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہئے۔امام حسین علیہ السلام کی زیارت اور عزاداری کی اہمیت اور عظمت کے

بارے میں نقل ہونے والی روایات دوسرے تمام ائمہ علیہم السلام سے زیادہ ہیں اور ہر امام کے زمانے میں شیعوں کو دوسرے معصومین علیہم السلام کے عزاداری کی بنسبت امام حسین علیہ السلام کی مجالس، عزاداری اور نوحہ خوانی کے لئے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے۔

یہ نکتہ بیان کرنے کے بعد ہم آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرواتے ہیں:

***

انسان زمان و مکان میں مقید ہے، یعنی اگر وہ کسی ایک جگہ یا کسی ایک وقت میں جسمانی طور پر موجود ہو تو اسی وقت وہ کسی دوسری جگہ جسمانی طور پر موجود نہیں ہو سکتا۔ انسان جس زمان و مکان میں بھی موجود ہو، اس میں اس کی کچھ ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔

یہ قید یا پابندی تمام انسانوں کے لئے ہے (حالانکہ غیر معمولی قدرت رکھنے والے بعض خاص افراد اس سے مستثنیٰ ہیں) اب اگر کوئی شخص کسی ایسے شہر میں رہتا ہے جہاں اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی کا حرم ہو تو دوسرے شہروں کے لوگوں کی بنسبت اس کی یہ زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس مقدس مقام کی زیارت کرے۔ یعنی اگر کوئی نجف اشرف میں رہتا ہے تو اس پر امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کی زیارت کا فریضہ دوسرے لوگوں سے زیادہ ہے یا اگر کوئی شخص مشہد مقدس میں رہتا ہے تو اس کی ذمہ داری دوسرے لوگوں سے زیادہ ہے کہ وہ حضرت علی بن موسی الرضا علیہما السلام کی زیارت کرے۔ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور یہ بہت ہی واضح حقیقت ہے، کیونکہ جو لوگ مقدس مقامات مثلاً نجف اشرف، کربلا معلیٰ اور مشہد وغیرہ میں رہتے ہیں، ان کے

لئے دور دراز کے علاقوں میں رہنے والوں کی نسبت ان مقدس مقامات کی زیارت کرنے کی رکاوٹیں کم ہوتی ہیں، لیکن بعض اوقات دور دراز کے علاقوں میں رہنے والوں کو مقدس مقامات کی زیارت کرنے کے لئے سہولیات میسر نہیں ہوتی لیکن جو لوگ ان مقدس شہروں میں رہتے ہیں،انہیں زیارت کی غرض سے سفر کرنے کی ضرورت نہیں۔

ہمارے اس بیان کی یہ وجہ ہے کہ ہم ایک خاص جگہ یا مکان کی قید میں ہیں اور ان مقدس مقامات سے ہماری دوری یا قربت ان بزرگ ہستیوں کی زیارت کے لئے ہم پر عائد فریضہ پر اثرانداز ہوتی ہے۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی جانب خاص توجہ

ائمۂ اطہار علیہم السلام اور معصومین علیہم السلام کی زیارت کے فریضہ کے حوالے سے زمان اور وقت بھی موئثر ہے، جس طرح ان ہستیوں کی زیارت کے سلسلے میں مکان موئثر ہے۔

لہٰذا جو شخص جس زمانے میں بھی رہتاہے،اس پر اس زمانے کے امام کے سلسلے میں کچھ خاص ذمہ داریاں عائد ہوتی ہے، جن پر اسے توجہ کرنی چاہیئے اور ان پر عمل کرنا چاہیئے۔اہل بیت علیہم السلام کی احادیث پر غور کرنے سے ہم اس حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں اور ہمیں اس پر اعتقاد کامل رکھنا چاہیئے ، اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کی احادیث اور روایات میں یہ بیان کیا گیاہے کہ قیامت کے دن ہر زمانے کے لوگ اپنے زمانے کے امام کے ساتھ محشور ہوں گے۔

قیامت کے دن ہر زمانے کے لوگوں کو ان کے اپنے زمانے کے امام کے ساتھ کیوں

محشور کیا جائے گا ؟ کیا ایسا نہیں ہے ہر زمانے میں لوگوں کے اعمال ان کے زمانے کے امام کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں ؟ کیونکہ ہر زمانے کے لوگوں کے اعمال اس زمانے کے امام کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، اس لئے ہر کسی کے برے اعمال اس زمانے کے امام کے دل کو رنجیدہ کرتے ہیں ، جب کہ نیک اور پسندیدہ اعمال اس وقت کے امام کے دل کو مسرور کرتے ہیں۔

لہٰذا ہر انسان اپنے اعمال کے ذریعے اپنے زمانے کے امام سے منسلک ہوتا ہے یا تو وہ اپنے اعمال سے اپنے امام کو خوش کرتا ہے یا پھر اپنی بداعمالیوں سے اپنے امام کے دل کو تکلیف پہنچاتا ہے۔اس وجہ سے قیامت کے دن ہر کوئی اپنے وقت کے امام کے ساتھ محشور ہو گا۔خداوند متعال قرآن کریم میں قیامت کے دن کے بارے میں فرماتا ہے :

«يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ».[1]

جس دن ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ پکارا جائے گا۔

پس ہم حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امامت کے زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ **ہمیں ہر گھڑی، ہر لمحے اور ہر وقت ہوشیار رہنا چاہئے کہ ہم اپنے برے اعمال سے اپنے وقت کے امام کے دل کو رنجیدہ نہ کریں، بلکہ ہمیں نیک اور صالح اعمال انجام دے کر اپنے زمانے کے امام کے دل کو شاد کرنا چاہئے۔** لہٰذا ہمیں اپنے اعمال کا خیال رکھتے ہوئے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی جانب خاص توجہ کرنی چاہئے۔

---

[1]۔ سورۂ اسراء، آیت : ۷۱.

یہ واضح سی بات ہے کہ اگر ہم اپنے اعمال کا خیال رکھیں تاکہ اپنے وقت کے امام کے دل کو ٹھیس نہ پہنچائیں اور نیک اعمال سے انہیں شاد کریں تو یقیناً وہ ہماری طرف خاص توجہ کریں گے اور اگر ہم لاشعوری طور پر گناہوں اور فتنوں کے بھنور میں پھنس جائیں تو وہ ہمیں نجات دیں گے، کیونکہ اس زمانے میں ہمارے وقت کے امام ہی ہمارے رہبر و رہنما اور نجات دہندہ ہیں۔

امام زمانہ ارواحنافداہ کے ظہور کے منتظرین کا تمام زمانوں کے لوگوں سے افضل ہونا

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ابو خالد سے فرمایا:

...یا أبا خالد إنّ أهل زمان غيبته القائلين بإمامته و المنتظرين لظهوره أفضل من أهل كلّ زمان، لأنّ الله تبارك و تعالى أعطاهم من العقول و الأفهام و المعرفة ماصارت به الغيبة عندهم بمنزلة المشاهدة ، و جعلهم في ذلك الزّمان بمنزلة المجاهدين بين يدي رسول الله ﷺ بالسّيف، أُولئك المخلصون حقّاً و شيعتنا صدقاً، و الدّعاة إلى دين الله عزّوجلّ سرّاً و جهراً.

وقال عليّ بن الحسين عليهما السلام: إنتظار الفرج من أعظم الفرج.[1]

اے ابو خالد ! بیشک ان کی غیبت کے زمانے کے وہ لوگ جو ان کی امامت پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے ظہور کے منتظر ہیں، وہ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں، کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے انہیں عقل ، فہم اور معرفت عطا کی ہے، جس کی وجہ سے غیبت کا زمانہ بھی ان کے لئے مشاہدہ کی مانند ہے اور وہ اس زمانے میں بھی ان لوگوں کی طرح ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کیا، وہ حقیقی مخلص ہیں اور ہمارے سچے شیعہ ہیں، اور وہ لوگوں کو خفیہ اور آشکار طور پر خدا کے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پھر امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: امام کے ظہور کا انتظار سب سے بہترین گشائش ہے۔

اس روایت میں کچھ اہم نکات ہیں جن پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ان نکات میں سے ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ امام سجاد علیہ السلام منتظرین کو اہل بیت علیہم السلام کے حقیقی شیعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ **وہ خفیہ اور آشکار طور پر لوگوں کو خدا کے دین**

---

[1] ۔ اکمال الدین واتمام النعمۃ: ۳۲۰.

کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

اس بنا پر وہ تمام لوگ جو خدا کی راہ پر چلتے ہیں اور خدا کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں (چاہے وہ جس طرح سے بھی ان پر ایمان رکھتے ہوں) انہیں چاہئے کہ وہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے انتظار کی راہ پر گامزن رہیں۔ **کیونکہ جو شخص بھی خود کو صالح سمجھتا ہے، اسے مصلح کے ظہور کا انتظار کرنا چاہئے۔**

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس روایت میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے منتظرین کو تمام زمانے کے لوگوں سے افضل قرار دیتے ہیں اور ان کی افضیلت کے دلائل میں ایک ان کی معرفت ہے، کیونکہ عقل و فہم اور معرفت کی وجہ سے ان کے لئے غیبت کا زمانہ بھی مشاہدہ کی مانند ہے۔

سچے منتظر

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عالمی حکومت میں آفاق اور انفس یعنی پوری دنیا اور انسان کے وجود میں پائی جانے والی غیبی طاقتیں ظاہر ہوں گی۔

انتظار کی راہ پر گامزن رہنے والی عظیم شخصیات نے خود کو انتظار کے اعلیٰ مراحل تک پہنچایا اور غیبت کے دور میں بھی ان طاقتوں کے مراحل کو حاصل کیا ہے تاکہ وہ ظہور کے پر شکوہ دور کی آمد کے لئے پوری طرح تیار ہو سکیں۔

معرفت کے ذریعہ دل کا تذکیہ

ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ظہور کے زمانے کی ایک خصوصیت دلوں کو ہر قسم کی کدورت اور گناہوں سے پاک کرنا اور معرفت حاصل کرنا ہے۔ انتظار کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہونے والی شخصیات نے اپنے دل کا تذکیہ کیا اور انہوں نے دنیاوی خواہشات اور ہوا و ہوس کو پس پشت ڈال کر عصر غیبت میں بھی ان خصوصیات کو حاصل کیا جو عام لوگوں کے لئے زمانۂ ظہور کی خصوصیات شمار ہوتی ہیں۔

اس بیان سے امام زین العابدین علیہ السلام کے فرمان کا معنی واضح ہو جاتا ہے کہ جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

انتظار الفرج من أعظم الفرج.[1]

امام کے ظہور کا انتظار سب سے بہترین گشائش ہے۔

کیونکہ اس روایت میں حضرت امام سجاد علیہ السلام نے انتظار کے اعلیٰ درجہ تک پہنچنے والے منتظرین کی خصوصیات کو بیان کیا ہے کہ وہ صاحب ارادہ ہیں اور انہوں نے باقی تمام چیزوں کو اپنے دلوں سے نکال کر اپنے دلوں کا تذکیہ کیا ہے۔

غیبت کے زمانے میں بھی انہوں نے ظہور کے زمانے کی کچھ خصوصیات کو حاصل کیا اور انہیں اپنے وجود میں پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک

---

[1] ۔ اکمال الدین و تمام النعمۃ: ۳۲۰.

خصوصیت دل کو تاریکی، کدورت اور نفسانی خواہشات سے پاک کرنا ہے۔انفسی اور آفاقی طاقتوں کے حصول میں اس کے بہت ہی عجیب و غریب اثرات ہیں۔

اسی وجہ سے امام کے ظہور کا انتظار سب سے بہترین گشائش ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ خصوصیات ان منتظرین کے لئے مخصوص ہیں جو ان خصوصیات سے مستفید ہوں، جنہیں ہم نے امام سجاد علیہ السلام کی روایت میں ذکر کیا ہے۔

عصر ظہور کے منتظر اولیائے الٰہی کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی دعا

حضرت امام سجاد علیہ السلام عرفہ کے دن کی دعا میں ہمارے آقا و مولا صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لئے دعا کرنے کے بعد اولیائے الٰہی کے لئے یوں دعا کرتے ہیں:

اللّٰهُمَّ وَ صَلِّ عَلی أَوْلِيائِهِمُ الْمُعْتَرِفِينَ بِمَقامِهِمُ الْمُتَّبِعِينَ
مَنْهَجَهُمُ الْمُقْتَفِينَ آثارَهُمُ الْمُسْتَمْسِكِينَ بِعُرْوَتِهِمُ
الْمُتَمَسِّكِينَ بِوِلايَتِهِمُ الْمُؤْتَمِّينَ بِإِمامَتِهِمُ الْمُسَلِّمِينَ
لِأَمْرِهِمُ الْمُجْتَهِدِينَ فِي طاعَتِهِمُ الْمُنْتَظِرِينَ أَيّامَهُمُ
الْمادِّينَ إِلَيْهِمْ أَعْيُنَهُمُ الصَّلَواتِ الْمُبارَكاتِ الزَّاكِياتِ
النّامِياتِ الْغادِياتِ الرّائِحاتِ وَ سَلِّمْ عَلَيْهِمْ وَ عَلی
أَرْواحِهِمْ وَأَجْمِعْ عَلَى التَّقْوی أَمْرَهُمْ وَأَصْلِحْ لَهُمْ شَأْنَهُمْ وَ

تُبْ عَلَيْهِمْ اِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَخَيْرُ الغَافِرِينَ وَ اجْعَلْنا مَعَهُمْ فی دارِ السَّلامِ بِرَحْمَتِكَ يا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔[1]

خدایا! ان کے اولیاء پر درود بھیج، جو اہل بیت علیہم السلام کے مقام و مرتبہ کا اعتراف کرتے ہیں، اور ان کی راہ و روش کی تبعیّت کرتے ہیں، اور ان کے آثار کی پیروی کرتے ہیں، اور ان کے ریسمان ولایت کو تھامے ہوئے ہیں، اور ان کی ولایت سے تمسک کرتے ہیں، اور ان کی امامت کی اقتدا کرتے ہیں، اور ان کے امر کے سامنے تسلیم ہیں، اور ان کی اطاعت کرنے کے لئے کوشاں ہیں، اور ان کی حکومت کے منتظر ہیں، اور وہ ان کے لئے چشم بہ راہ ہیں؛ ان پر ہر صبح و شام مبارک، پاکیزہ، نمو کرنے والی صلوات ہو، ان پر اور ان کی ارواح پر سلام بھیج، اور ان کے امر کو تقویٰ پر جمع کر، اور ان کے حالات کو بہتر کر، اور ان کی توبہ کو قبول فرما، بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے، اور سب سے بہتر بخشنے والا ہے، اور

---

[1] ۔ ترجمہ مکیال المکارم: ۵۳۹/۱۔

ہمیں اپنی رحمت سے ان کے ساتھ دار السلام (بہشت) میں قرار دے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

ایک ولی خدا

تہران کے ایک عالم سے نقل ہوا ہے کہ انہوں نے کہا ہے:

ہمارے مرحوم والد کا خدا کے ایک خاص ولی سے رابطہ تھا کہ جن کا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت میں شرفیاب ہونا قابل انکار نہیں تھا۔ اس کی بازار میں گدے بننے کی دکان تھی، حتی وہ کہتے تھے: کبھی کبھار حضرت شب جمعہ اچانک سے آتے اور کہتے: آؤ زیارت کے لئے کربلا چلتے ہیں۔ یہ کوئی خواب، قصہ یا کہانی نہیں ہے:

ہمارے مرحوم والد کہتے تھے: حضرت ان کے پاس آتے تھے، نہ کہ وہ حضرت کی خدمت میں جاتے تھے۔ میرے والد نے کہا: میں نے ان سے پوچھا: آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت آپ کے پاس یہاں تشریف لاتے ہیں؟

ویسے میں نے خود بھی حضرت سے یہی سوال کیا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ یہاں مجھ سے میری احوال پرسی کے لئے آتے ہیں؟ حضرت نے مجھ سے فرمایا: کیونکہ تم میں خواہشات نفسانی اور ہوا و ہوس نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ معاشرے میں ایسے لوگوں کا وجود بہت اثر انگیز ہے، خواہ لوگ اس سے واقف نہ ہوں۔

منتظرین ظہور

کامیابی کی راہ پر گامزن افراد کی عظیم خوبیوں میں سے ایک "انتظار" ہے۔لوگوں کی شخصیت کے بارے میں وارد ہونے والی بعض روایات، منجملہ امام سجاد علیہ السلام کی حدیث میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے زمانے میں الٰہی حکومت کے قیام کے انتظار میں دن شمار کرنے والے افراد کو بہترین لوگوں کے طور پر پہچانا گیا ہے۔

اس وجہ سے کچھ لوگ اس زمانے میں انتظار کو کامیابی کا ایک اہم عنصر سمجھتے ہیں۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی اس روایت پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ عقیدہ حقیقت سے دور نہیں ہے، بلکہ یہ عین حقیقت ہے، حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَلْمُنْتَظِرُونَ لِظُهُورِهِ اَفْضَلُ من أهل کُلِّ زَمانٍ.... [1]

حضرت کے ظہور کے منتظرین ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں...۔

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ منتظرین سے کون سے افراد مراد ہیں، جن کی اہل بیت علیہم السلام کی احادیث میں بہت زیادہ مدح و ستائش کی گئی ہے؟اور انتظار کا کیا مطلب ہے؟

انتظار کی وجہ سے منتظر کی اس طرح سے تعریف و تمجید کیوں کی جاتی ہے کہ وہ اعلیٰ اور

---

[1]۔ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۲۲۔

افضل صفات کا حامل ہے؟

انتظار یا امام زمانہ ارواحنا فداہ سے انس

کامل منتظرین کی عقل اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقام ولایت کے بارے میں ان کی معرفت کی وجہ سے ان کے لئے غیبت بھی مشاہدہ کے مترادف ہے اور انہیں حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے انس و محبت ہے۔ اگرچہ یہ غیبت کا زمانہ ہے، لیکن ان کے لئے یہ مشاہدہ کی مانند ہے اور اس طرح کے منتظرین جانتے ہیں کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا مقام ولایت زمان و مکان کا محتاج نہیں ہے، کیونکہ امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف زمان و مکان پر حاکم ہیں اور ان پر تسلط رکھتے ہیں، بلکہ وہ صاحب زمان و مکان ہیں۔ یہ ہم ہی ہیں کہ جو زمان و مکان کی قید میں محدود ہیں۔ ہمیں اپنی عقل و معرفت میں اضافہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیئے تاکہ ہم ولایت کے مقام ''حبل المتین'' سے نزدیک ہو کر زمان و مکان کی رسیوں سے آزاد ہو سکیں۔

ہم نے جو کہا ہے یہ سب باتیں ہم اہل دنیا کے لئے صرف باتیں ہی ہیں، لیکن جو بات یقیناً سچ ہے وہ یہ ہے کہ کم از کم ہم یہ احتمال دے سکتے ہیں کہ دنیا کے گوشہ و کنار میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات کے جال سے آزاد ہو کر زمان و مکان کی قید سے آزاد ہیں، اور ہم جو کچھ دیکھ اور سمجھ نہیں سکتے، وہ اسے دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔

ہماری نفسانی خواہشات، منفی افکار اور وسوسے ہماری ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں، اسی لئے شیعہ بزرگوں نے معنوی محرومیت سے نجات پانے کے لئے نفسانی

خواہشات اور ہوا و ہوس کو ترک کر دیا۔

مرحوم آیت اللہ حاج شیخ مرتضی حائری اعلی اللہ مقامہ ایک بزرگ مرجع کا نام ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ وہ مکمل طور پر ہوا و ہوس کو ترک کر پائے۔ ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات کو ترک کرنے کا معنی بہت دقیق ہے۔

ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات سے پاک دل

ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات نہ رکھنے کا مفہوم کس قدر دقیق اور اہم ہے؟ اس کی وضاحت کرنے کے لئے ہم مرحوم آیۃ اللہ حائری یزدی رضوان اللہ علیہ سے ایک اور واقعہ نقل کرتے ہیں:

انہوں نے ایک اہم عالم کا نام ذکر کئے بغیر ان کے بارے میں فرمایا: وہ رو رو کر کہتے تھے کہ اگر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف مجھ سے کہیں کہ تمہارے لئے لوگوں کے سامنے خود کو دیوانہ بنانا اور دیوانگی کا اظہار کرنا بہتر ہے تو میرے نفس کے لئے یہ حکم تکلیف دہ اور پریشان کن ہو گا۔

اس طرح کے امور اس بات کی دلیل ہیں کہ اب تک انسان کے دل میں معرفت کامل نہیں ہوئی اور اس کی جڑیں مضبوط نہیں ہوئیں اور انسان کے دل سے ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات ریشہ کن نہیں ہوئیں، ورنہ اس حکم کا کوئی پریشان کن اثر نہیں ہونا چاہئے۔

انسان کو نہ صرف اوامر الٰہی اور فرامین اہل بیت علیہم السلام کے سامنے تسلیم ہونا چاہئے، بلکہ ''مقام رضا'' تک پہنچنا چاہئے کہ جو اولیاء الٰہی کے لئے سب سے اہم مقام ہے؛ کیونکہ مقام

تسلیم میں جو کوئی بھی اس مقام تک پہنچتا ہے، وہ اپنا فریضہ ادا کرتا ہے اور وہ خدا اور اولی االأمر کے حکم کے سامنے تسلیم ہوتا ہے۔ تاہم بعض اوقات نفسانی دلگیری خدا اور اہل بیت علیہم السلام کے احکام سے متصادم نہیں ہوتی کہ جو معرفت کامل کے مقام سے منافی ہو۔

وہ مقام جس میں انسان کے نفس میں خدا کے احکام کے خلاف کوئی اثر پیدا نہیں ہوتا، وہ "مقام رضا" ہے، یعنی خدا اور اولی الأمر کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور اسے اس سے پوری طرح مطمئن ہونا چاہیئے اور اس سے کوئی پریشانی یا مایوسی نہیں ہونی چاہیئے۔ اسی وجہ سے ہم نے مرحوم آیت اللہ حائری سے جس بزرگ اور ربّانی عالم کا واقعہ نقل کیا ہے، انہوں نے یہ بات محسوس کی کہ اب بھی ان کا نفس "مقام رضا" تک نہیں پہنچا اور اگر حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ اسے حکم دیں کہ دیوانگی کا اظہار کرو تو اس کے لئے اس حکم پر عمل کرنا مشکل ہے اور یہ اس کے نفس کے لئے پریشان کن ہے۔

"مقام رضا" تک پہنچنے والے افراد خدا اور اس کے ولی حضرت صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ساتھ قلبی ارتباط کی وجہ سے ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات کے پیروکار نہیں ہوتے اور وہ جانتے ہیں کہ حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ کو کون سے کام پسند ہیں تا کہ وہ انہیں فریضہ سمجھ کر انجام دیں۔ "مقام رضا" کی وجہ سے ان افراد کا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے دلی تعلق ہوتا ہے اور وہ حضرت کے احکامات سے آگاہ ہوتے ہیں اور انہیں انجام دیتے ہیں۔ یہ معرفت اور آگاہی کا نتیجہ ہے۔ جو شخص اس مقام تک پہنچ جائے اور اپنے دل کو ہر چیز سے پاک کرلے وہ خدا کی عظیم نعمت حاصل کرلیتا ہے۔

اس سے بڑی اور کوئی نعمت نہیں ہے کہ انسان معرفت کے ذریعہ اپنے دل کو خدا سے جوڑ لے اور صرف خدا کو ہی اپنا ہدف اور مقصد قرار دے۔ ایسا شخص بہترین اعلیٰ مقامات پر فائز ہوتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما أنعم الله عزّوجلّ علی عبد اجلّ من ان لا یکون فی قلبه مع الله عزّوجلّ غیره. [1]

خدائے عزوجل نے انسان کو اس سے بڑی کسی نعمت سے نہیں نواز کہ اس کے دل میں خدائے عزوجل کے علاوہ کوئی اور نہ ہو۔

اس روایت سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہے کسی کے دل میں صرف خدا ہی ہو، بلکہ یہ روایت اس کے امکان کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ اسے خدا کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت قرار دیتی ہے۔اولیاء الٰہی اپنے درجات کے حساب سے اس عظیم نعمت کے حامل ہوتے ہیں۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام اس آیۂ شریفہ «**إِلَّا مَنْ أَتَى اللهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ**» [2] کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قلب سلیم سے یہ مراد ہے کہ وہ خدا سے اس حال میں ملاقات

1۔ بحارالأنوار: ۷۰/۲۴۹.

2۔ سورۂ شعراء، آیت: ۸۹.

کرے کہ اس کے دل میں خدا کے علاوہ کوئی اور نہ ہو۔[1]

یہ روایت انقطاعِ قلبی کے امکان اور وقوع کو بھی ثابت کرتی ہے۔ یہ نکتہ یعنی غیر خدا کو دل سے خارج کرنا اور دل کو اس سے آزاد کرنا ایک اہم ذمہ داری ہے اور یہ اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام کے فرامین میں وارد ہوئی ہے، جو مخلوقات کے لئے معنویات کی طرف رہنمائی ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

القلب حرم الله فلا تسکن حرم الله غیر الله.[2]

دل؛ خدا کا حرم ہے، پس خدا کے حرم میں غیر خدا کو جگہ نہ دو۔

یہ واضح سی بات ہے کہ جو حریم خدا کی حفاظت کرے وہ اس کے حرم میں کسی اور کو جگہ نہیں دیتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ معرفت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو کہ جس کے نتیجہ میں وہ نہ صرف خدا کے احکام کے سامنے تسلیم ہوتا ہے، بلکہ وہ خدا اور محمد وآل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین کی رضا میں بھی راضی ہوتا ہے۔

---

[1] ۔ بحار الأنوار: ۷۰/۵۴ اور ۷۰/۲۳۹.

[2] ۔ بحار الأنوار: ۷۰/۲۵.

دعا

امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے دعا کرنے کے اہم ترین آداب میں سے ایک حضرت کی معرفت ہے۔جو شخص امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرے ،اگر اسے امام عصر ارواحنا فداہ کی بہت کم معرفت ہو اور وہ صرف شناختی کارڈ میں فراہم کی جانے والی معلومات کی حد تک آپ سے آشنا ہو اور وہ آپ کی عظمت اور آپ کے ظہور کے زمانے کی اہمیت کو نہ جانتا ہو تو وہ شخص آپ کی غیبت اور آپ سے دوری کے نتیجہ میں کس طرح اپنے پورے وجود اور اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کے لئے دعا کر سکتا ہے ؟!

یہ ظاہر سی بات ہے کہ اگر امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے لئے دعا کرنے والے کی معرفت بہت کم ہو تو وہ کسی بھی صورت میں اس شخص کی طرح دعا نہیں کر سکتا جو یہ جانتا ہو کہ غیبت کا زمانہ ؛اضطرار کا زمانہ ہے ،مشکلات اور اسیری کا زمانہ ہے ، شیطان کے شکنجوں کا زمانہ ہے اور یوسف زہرا امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی آفاقی حکومت کے قیام کے علاوہ ان سے نجات پانے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

جو شخص امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے دعا کرے لیکن اسے نہ تو حضرت کے مقام ولایت کی کوئی معرفت ہو اور نہ ہی ظہور کے زمانے کے عجائبات سے واقف ہو تو وہ کس طرح اپنے وجود کی گہرائیوں سے سوز دل اور شکستہ دل کے ساتھ آپ کے ظہور کی دعا کر سکتا ہے ؟جس شخص کو امام عصر عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف کی ولایت کے عظیم مقام کی معرفت نہ ہو ،اس کے لئے ظہور اور غیبت میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا ، کیونکہ وہ نہ تو امام

عصر ارواحنا فداہ کی عظمت سے آشنا ہے اور نہ ہی اسے ظہور کے زمانے کی معرفت ہے ؟

ظہور کے زمانے میں کون سے امور آشکار ہوں گے ؟ ظہور اور غیبت کے زمانے میں کیافرق ہے ؟ کیا ظہور سے یہ مراد ہے کہ اس زمانے میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ظاہر ہو جائیں گے ؟ کیا ظہور اور غیبت کے زمانے میں فرق صرف امام عصر ارواحنا فداہ کے ظاہر یا غائب ہونے پر ہی مبنی ہے ؟ اگراس کی نظر میں ظہور اور غیبت کے زمانوں میں صرف اس حد تک فرق ہو اور وہ معتقد ہو کہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف ایک غیر معمولی شخصیت ہیں جو ظہور کے زمانے میں ظاہر ہوں گے اور وہ صرف اس حد تک ہی جانتا ہو تو وہ سوز دل کے ساتھ دو آنسو بہا کر کیسے آپ کے لئے دعا کر سکتا ہے ؟

اس بنا پر جو شخص حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنا چاہیئے ؛ اسے آنحضرت کے عظیم مقام و مرتبہ کی عظمت کی معرفت ہونی چاہیئے اور اسے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ عصر ظہور سے کیا مراد ہے ؟ اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے زمانے میں دنیائے خلقت میں کیسے کیسے امور آشکار ہوں گے۔

ظہور کا زمانہ کائنات اور عوالم ہستی میں کون کون سی موجودات کے ظہور اور کون سے امور کے آشکار ہونے کا زمانہ ہے ؟ لہٰذا یہ جان لیں کہ ظہور اور غیبت کے زمانے میں بہت زیادہ فرق ہے۔

نیز ہمیں غیبت کے زمانے میں بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے مقام و مرتبہ کی

عظمت کی بھی معرفت ہونی چاہئے تا کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ غیبت کے زمانے میں ہم کس عظیم اور ناشناختہ شخصیت سے دور ہیں۔

ہماری گفتگو کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ امام زمانہ ارواحناہ فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا بہت زیادہ آثار کی حامل ہو تو دعا کرنے والے کو یہ حقیقت سمجھنی چاہئے کہ ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنے والوں کو حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف اور عصر ظہور کی عظمت اور اہمیت کے بارے میں جتنی زیادہ معرفت ہو گی؛ان کی دعا کے آثار اتنے ہی زیادہ ہوں گے۔اس صورت میں وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کے زیادہ اور بہتر انداز سے دعا کر سکتا ہے اور دعا کے وقت اپنی توجہ حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی معرفت و شناخت اور ظہور کے زمانے کی اہمیت و عظمت کی طرف متمرکز کر سکتا ہے۔ یہ امر دعا کے وقت توجہ مرکوز نہ ہونے کی حالت کو ختم کرنے کے لئے بہت اہم عوامل میں سے ہے۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے بارہا اپنے دوستوں اور شیعوں کو حکم دیا ہے کہ وہ حضرت کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کریں تا کہ آپ اپنی عادلانہ آفاقی میں حکومت پوری دنیا کو تسخیر کریں۔

حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے ہی بارہا اس کا حکم نہیں دیا بلکہ یہ حکم دوسرے ائمہ اطہار علیہم السلام سے بھی صادر ہوا ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام ہمیشہ اپنے دوستوں اور

شیعوں کو اس چیز کا حکم دیتے تھے، جسے ہم نے دوسرے مقام پر بیان کیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ ہمیں جس طرح خدا کے حکم کے سامنے تسلیم ہونا چاہئے، اسی طرح ائمہ علیہم السلام کے حکم کے سامنے بھی تسلیم ہونا چاہئے اور ان کی اطاعت کرنی چاہئے؛ کیونکہ خداوند متعال نے فرمایا ہے:

«أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ».[1]

خدا کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے صاحبانِ امر ہیں۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام نے بھی فرمایا:

سَلّموا لِاَمْر الله و لِاَمر وَلّيه، فَإنّكُم لَن تضِلّوا مَع التَّسلِيْم.[2]

خدا اور اس کے ولی کے حکم کے سامنے تسلیم ہو جاؤ، کیونکہ ان کے سامنے تسلیم ہونے سے تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔

مولائے کائنات امیر المؤمنین علی علیہ السلام ایک دوسری روایات میں فرماتے ہیں:

---

[1]۔ سورۂ نساء، آیت: ۵۹.

[2]۔ تصنیف غرر الحکم: ۱۱۶.

من أطاع امامه فقد أطاع ربّه.[1]

جس نے اپنے امام کی اطاعت کی، پس اس نے اپنے ربّ کی اطاعت کی۔

اس بنا پر ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنے زمانے کے امام کے ظہور میں تعجیل کی دعا کریں، چونکہ ائمہ اطہار علیہم السلام نے ہمیں حکم دیا ہے اور ان کے احکامات و دستورات کی پیروی کرنا خدا کے احکامات و دستورات کی پیروی ہے۔

دعائے فرج کے بارے میں اہم واقعہ

مرحوم استاد بزرگوار سید مصلح الدین مہدوی لکھتے ہیں:

جلیل القدر عالم دین مرحوم آقا مرزا محمد تقی احمد آبادی (صاحب کتاب مکیال المکارم) کے اشعار میں امام زادہ اسماعیل کی مسجد کے پیش نماز جلیل القدر، ثقہ اور بے بدیل عالم، زاہد مرحرم آقا مرزا محمد باقر فقیہ ایمانی[2] کی تحریر اور دستخط سے مزین مندرجہ ذیل خواب نقل ہوا ہے، جسے ہم بالکل ویسے ہی ذکر کرتے ہیں:

---

[1]۔ تصنیف غرر الحکم: ۱۱۶.

[2]۔ عالم فاضل زاہد متّقی میرزا محمد باقر فقیہ ایمانی (م: شب جمعہ ۲۰ ذی القعدہ ۱۳۷۱ھ) کا شمار اصفہان کے بزرگ علماء میں ہوتا ہے، آپ نے ستّر سے زائد کتابیں لکھیں، جن میں سے اکثر حضرت ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بارے میں ہیں. آپ کے آثار میں کتاب «فوز اکبر در توسّلات بہ امام منتظر ارواحنا فداہ»، «لواء الانتصار» اور «سوز ہجران» زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں.

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

یہ ایک سچا خواب ہے جو اس احقر ضعیف محمد باقر شریف نے ۸ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۲ھ کو سوا موار کی رات سحر کے وقت دیکھا۔ یہ خواب کچھ یوں ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں کسی بہت بڑی مسجد میں نماز پڑھنے میں مشغول ہوں اور میرے سامنے دس یا بارہ زرع کے فاصلہ پر ایک جماعت قبلہ کی طرف پشت کر کے نماز پڑھ رہی ہے اور اسی حالت میں میرے ساتھ بیٹھا ہوا ایک شخص آواز دیتا ہے کہ کوئی انہیں منع کیوں نہیں کر رہا؟ پھر وہ خود انہیں منع کرنے کے لئے گئے۔ جب میں تشہد میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک جلیل القدر شخص تشریف لائے، جن کے سر اقدس پر کالے رنگ کا عمامہ تھا اور وہ میرے ساتھ دائیں طرف بیٹھ گئے۔

نماز کا سلام پڑھنے کے بعد میں نے دیکھا کہ انھوں نے کتاب کی مانند ایک لوح کو کھولا اور بائیں صفحہ پر اپنا دست مبارک رکھتے ہوئے فرمایا: پڑھو۔ میں نے اس کی دو سطریں پڑھیں تھیں کہ میں خواب سے بیدار ہو گیا، لیکن وہ عبارت مکمل طور پر میری نظروں کے سامنے تھی، جو کچھ اس طرح سے تھی:

عن الشیخ ابی القاسم حسین بن روح لقد جرت عادة اھل بلدکم باحتمال الاذی وترك الدعاء فی فرج مولاکم صاحب الامر علیه السلام **فویل لکم وعظم مصیبتکم و اغفلتاہ فادعوا له و انتظروا فرج مولاکم.**

جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں مذکورہ عبارت کو حفظ کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا تاکہ میں کہیں اسے بھول نہ جاؤں۔ اسی دوران دوبارہ میری آنکھ لگ گئی اور میں نے دیکھا کہ میں ایک دروازے کے سامنے کھڑا ہوں، جس پر پردہ آویزاں ہے۔ پس پردہ موجود کسی شخص نے پردے کو ہٹا دیا اور فرمایا: حضرت صدیقۂ طاہرہ علیہاالسلام یہاں تشریف فرما ہیں اور آپ کو بلا رہی ہیں۔ پس جب میں اندر داخل ہونے لگا تو مجھے بعد میں پتا چلا کہ جنہوں نے مجھے اندر داخل ہونے کی اجازت دی تھی، وہ حضرت فضّہ علیہاالسلام ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب میں سے یہ ہے کہ ان پر درود اور سلام بھیجو اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرو۔ پس اس حجرے میں داخل ہوتے وقت میں یہ دعا پڑھ رہا تھا:

أَللّٰهُم صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلیٰ مَولاتَنا فاطِمَةَ الزَّهْرَاء (علیہا السلام) **وَعَجِّلْ فِی فَرَجِ مَولَانَا صَاحِبَ الزَّمَان** علیہ السلام۔

وہ حجرہ اس قدر تاریک تھا کہ اس میں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بیت الاحزان ہے۔ میں اس حجرے میں موجود تھا، یہاں تک کہ مجھے کہا گیا کہ حضرت یہاں تشریف فرما ہیں اور نماز پڑھنے میں مشغول ہیں، انہیں سلام کرو اور پھر اشارہ فرمایا کہ اس سلام کے ذریعہ حضرت کو سلام کرو جو میری نظر میں تھا، جسے علامہ مجلسی کی کتاب زاد المعاد میں جمادی الثانی کے اعمال میں ذکر کیا گیا ہے، جو بہت مختصر ہے اور جس کے آغاز میں «**السلام علیك یا سیّدة نساء العالمین**» ہے۔ پس میں نے اسی سلام کے ذریعہ بی

بی دو عالم کی خدمت میں سلام کیا اور جب آپ نماز سے فارغ ہو گئیں تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور یوں فرمایا:

علیکم بموالاتنا و اتّباع آثارنا و من اهمّها الصّلوة فی اوقاتها و الدعاء فی فرج القائم۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: جس نے تمہارے پہلے خواب میں تمہیں وہ کتاب دکھائی تھی، «**کان ولدی العبّاس**» "وہ میرا بیٹا عباس تھا" اور پہلے خواب میں بھی آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں وہ خواب نقل کروں۔ **والتحریر فی الیوم الرابع عشر من الشهر المذکور ۱۳۳۳ھ انتهی نقل رؤیا۔**[1]

***

ان دو خوابوں سے بہت ہی اہم مطالب استفادہ کئے جا سکتے ہیں، جنہیں یہاں بیان کرنا بہت مفید ہے:

۱۔ رؤیا صادقہ میں سے ہر خواب بہت ہی اہم ہے کہ پہلا خواب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وکلاءِ اربعہ میں سے تیسرے وکیل جناب شیخ ابی القاسم حسین بن روح سے نقل ہوا ہے۔ انہوں نے دوسرے مورد کے بارے میں فرمایا کہ میں جو کچھ بھی بیان کرتا ہوں، وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے نقل کرتا ہوں اور اپنے آپ سے کچھ نہیں کہتا۔ پس اصل

[1]۔ کتاب حدیث خوبان: (حکایت ہای اخلاقی و کرامات مشاہیر تخت فولاد اصفہان) نور محمدی کی کتاب "ناگفتہ ہای عارفان" (دفتر سوّم) سے منقول، ص ۱۲۳-۱۲۵۔

واقعہ امام زمانہ ارواحناہ کے حکم پر مبنی ہے جسے انہوں نے اپنی تعبیر اور بیان سے نقل کیا ہے۔

۲-جو لوح لے کر آئے اور جنہوں نے لوح دکھائی وہ حضرت اباالفضل العباس علیہ السلام تھے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنے کی کتنی تاکید فرماتے ہیں۔

۳-حضرت اباالفضل علیہ السلام حکم دیتے ہیں کہ یہ خواب لوگوں سے بیان کرو۔

۴-بد قسمتی سے بڑے ممالک نے لوگوں کا برین واش کر کے انہیں بد بختی اور بیچارگی کا عادی بنا دیا ہے اور اب وہ دنیا کو اس عادت سے نجات دلانے کے بارے میں بالکل نہیں سوچتے۔ اس خواب میں فرماتے ہیں کہ شہر کے لوگ بدمعاشوں اور ظالموں کی تکلیف اور زیادتی کو برداشت کرنے کے عادی ہو چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنے آقا و مولا حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی عافیت (اور ان کے ظہور) کی دعا نہ کرنے کے بھی عادی ہو چکے ہیں۔

۵-ظہور میں تعجیل کے لئے دعا ترک کرنے سے یہ مراد ہے کہ اصفہان کے لوگ گزشتہ زمانے میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرتے تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسے ترک کر دیا۔

۶-اپنے لئے دعا نہ کرنے کی بنسبت ظہور میں تعجیل کے لئے دعا نہ کرنے کے زیادہ منفی اثرات ہیں۔

۷-اس گزشتہ احتمال کی بنا پر جس شہر کے لوگ کبھی بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا نہیں کرتے؛ ان کی بنست حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ

الشریف کی اصفہان یا دوسرے شہروں کے ان لوگوں سے زیادہ توقعات ہیں جو پہلے ظہور میں تعجیل کی دعا کرتے تھے۔

۸- جیسا کہ اس خواب میں فرمایا گیا ہے کہ ظلم و ستم کو برداشت کرنے اور حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے لئے دعا نہ کرنے کی عادت کی وجہ سے انسان بڑی بڑی مصیبتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

۹-اس بنا پر جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

فادعوا له وانتظروا الفرج۔

حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرو اور اپنے مولا کے ظہور کے منتظر رہو۔

۱۰-" فادعوا له" میں فاء تفریع کا یہ معنی ہے کہ آپ بڑی بڑی مصیبتوں میں گرفتار ہو گئے ہیں، پس دعا کرو اور ظہور کے منتظر رہو۔ یہ ان تمام انسانوں کے لئے ایک عام حکم ہے جو بے شمار مشکلوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہو گئے ہیں، صاحب العصر امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کی دعا کرنے اور آپ کے ظہور کا انتظار کرنے سے انسان ان مشکلات سے نجات پا سکتا ہے۔

۱۱-دوسرے خواب میں حضرت فضہ علیہا السلام نے حضرت فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں شرفیاب ہونے کے لئے درود و سلام اور حضرت صاحب الامر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے

ظہور میں تعجیل کی دعا کو شرط قرار دیا ہے۔ یہ امام عصر ارواحنا فداہ کے ظہور کے لئے دعا کرنے کی اہمیت کی دلیل ہے۔

۱۲۔بیت الاحزان میں اس قدر تاریکی کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے غم اور درد کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

۱۳۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے یوں فرمایا:

علیکم بموالاتنا واتّباع آثارنا ومن اھمّھا الصلوۃ فی أوقاتھا والدّعاء فی فرج القائم علیہ السلام.

تم پر لازم ہے کہ ہمارے آثار کی پیروی کرو، ان میں سے اہم یہ ہے کہ نماز اس کے وقت میں پڑھی جائے اور قائم آل محمد علیہم السلام کے ظہور میں تعجیل کی دعا کی جائے۔

اس جملہ میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کی دعا کو اہل بیت اطہار علیہم السلام کے اہم ترین آثار میں سے قرار دیا ہے۔

۱۴۔اس خواب میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے حضرت ابا الفضل العباس علیہ السلام کو اپنے بیٹے سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے پہلے خواب میں تمہیں وہ کتاب دکھائی: «کان ولدی العبّاس»، وہ میرا بیٹا عباس ہے۔ یہ جملہ حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام سے حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی محبت کو بیان کر رہا ہے۔ اس میں اور نکات بھی موجود ہیں،

جنہیں ہم یہاں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان نہیں کر سکتے۔

غیبت کے زمانے کی دعاؤں میں بنیادی نکات

اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام نے ہمیں جن دعاؤں کے پڑھنے کا حکم دیا ہے، ان میں کچھ اہم نکات ہیں کہ جن پر غور و فکر کرنا انسان کے لئے قلبی پاکیزگی، تقرب الٰہی اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے آشنائی کا باعث ہے۔

چونکہ ہم غیبت کے زمانے میں زندگی بسر کر رہے ہیں، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم زمانۂ غیبت میں پڑھی جانے والی دعاؤں سے آشنا ہوں اور ان کے مطالب پر غور و فکر کریں۔جو لوگ غیبت کے زمانے کی دعائیں پڑھتے ہیں، اگر وہ ان پر غور و فکر کریں تو وہ بہت ہی اہم اعتقادی مطالب سے آگاہ ہوں گے۔دین کے اہم امور میں سے ایک «یقین» ہے۔

ہمیں "یقین" حاصل کرنے اور اسے تقویت دینے والے طریقوں سے آشنا ہونا چاہئے اور ان عوامل سے بھی آگاہ ہونا چاہئے جو یقین کے لئے نقصان کا سبب بنتے ہیں۔[1]

یقین کے خاتمہ، شکوک و شبہات یا دینی حقائق کے انکار کا سبب بننے والے اہم عوامل میں سے ایک امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کا طولانی ہونا ہے، جو دین کے دشمنوں کی دیرینہ خواہش ہے۔

اسی طرح امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو یاد نہ کرنا،آپ کا انتظار نہ کرنا اور آپ کے

---

[1]۔یقین کی اہمیت اور اس کے اثرات کے بارے میں **آیت اللہ سید مرتضیٰ مجتہدی صاحب** کی کتاب "**کامیابی کے اسرار**" کی دوسری جلد کی طرف رجوع کریں۔

ظہور کے لئے دعا نہ کرنا بھی امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے طولانی ہونے کے اہم اسباب میں سے ہے۔

اللّٰھمَّ وَ لا تَسْلُبْنَا الْيَقِينَ لِطُولِ الْأَمَدِ فِى غَيْبَتِهِ ، وَ انْقِطاعِ خَبَرِهِ عَنَّا، وَلاتُنْسِنا ذِكْرَهُ وَانْتِظارَهُ، وَالْإِيمانَ بِهِ،وَقُوَّةَالْيَقِينِ فِى ظُهُورِهِ،وَالدُّعاءَلَهُ وَالصَّلوٰةَ عَلَيْهِ، حَتّٰى لاَيُقَنِّطَنا طُولُ غَيْبَتِهِ مِنْ (ظُهُورِهِ وَ) قِيامِهِ وَيَكُونَ يَقِينُنافِى ذٰلِكَ كَيَقِينِنافِى قِيامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ،وَما جاءَ بِهِ مِنْ وَحْيِكَ وَ تَنْزِيلِكَ.وَ قَوِّ قُلُوبَنا عَلَى الْإِيمانِ بِهِ، حَتّٰى تَسْلُكَ بِنا عَلٰى يَدَيْهِ مِنْهاجَ الْهُدىٰ وَالْمَحَجَّةَ الْعُظْمىٰ، وَالطَّرِيقَةَ الْوُسْطىٰ. [1]

خدایا! ان کے زمانۂ غیبت کے طولانی ہونے اور ہم سے ان کی خبر کے منقطع ہونے کی وجہ سے ہمارے یقین کو زائل نہ فرما، اور ان کی یاد ، انتظار اور ان پر ایمان ، ان کے ظہور پر یقین اور ان کے لئے دعا اور ان پر درود کو ہماری یادوں سے نہ مٹانا، حتیٰ ان کے زمانۂ غیبت کے

[1] ۔ جمال الأسبوع: ۳۱۵، مصباح المتہجّد: ۴۱۱، مصباح الزائر: ۴۲۵ (کچھ فرق کے ساتھ)، صحیفۂ مہدیہ: ۳۶۴.

طولانی ہونے سے ہمیں ان کے ظہور اور قیام برحق سے
ناامید نہ فرما، اور ان کے قیام و ظہور کے سلسلہ میں
ہمارے یقین کو پیغمبر خدا -ان پر اور ان کی آل پر خدا کا
درود ہو- کے قیام اور ان پر نازل ہونے والی وحی و کتاب
اور تیری تنزیل کے یقین کی مانند قرار دے ، اور ہمارے
قلوب کو ان پر ایمان سے تقویت دے تا کہ ان کے
دست مبارک سے راہ ہدایت ، شاہراہ روشن اور معتدل
راہ کو طے کریں۔

دعاؤں کے مضمون پر توجہ

جو لوگ اہل دعا و مناجات ہیں ، انہیں یہ اہم نکتہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ وہ دعاؤں میں مذکور مضامین اور مطالب پر توجہ دیں، کیونکہ ان دعاؤں کے مطالب پر غور و فکر کرنے سے دعا کرنے والے کی طلب، ارادہ اور اسی طرح اس کی توجہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں دعاؤں کا اثر بڑھ جاتا ہے۔

صرف دعاؤں اور مناجات میں ہی نہیں بلکہ نمازوں اور زیارات میں بھی انسان کی توجہ جتنی زیادہ ہو گی اور وہ نماز اور زیارت پڑھتے وقت ان میں مذکور امور پر زیادہ توجہ دے گا ، اسے اتنے ہی زیادہ نتائج حاصل ہوں گے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام ایک بہت ہی اہم روایت میں فرماتے ہیں :

عوّدو أنفسكم الخير و كونوا من أهله. [1]

اپنے نفس کو کار خیر کی عادت ڈالو اور اس کے اہل بن جاؤ۔

ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ جب انسان کا نفس کار خیر کا عادی ہو جائے تو اس کا یہ مطلب ہے وہ اسے کبھی ترک نہ کرے۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ کار خیر انجام دیتا رہے ، چاہے اس کی نمازوں ،دعاؤں اور زیارات کا کوئی اثر اور برکت نہ ہو۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح وہ یہ کام انجام دیتا ہے اسی طرح اسے چاہیئے کہ وہ ان رکاوٹوں کو بھی تلاش کرے جو ان کے اثرات کو ختم کرتی ہیں اور پھر انہیں دور کرے۔

دعائے ندبہ، غیبت کے دور کی سب سے اہم درسی کتاب

دعائے ندبہ کے جملوں میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے عاشقوں اور محبوّں کے لئے جوش و ولولہ ہے۔ اس دعا میں ان لوگوں کے لئے بہت ہی اہم درس ہے جو اسے غور سے پڑھتے ہیں اور اس کے مطالب اور حقائق کی گہرائی پر توجہ کرتے ہیں۔اس درس کو سمجھنے سے قارئین کی عملی زندگی میں نور اور روشنی کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں۔

اس درس کو درک کرنا اور دعائے ندبہ کے مضامین اور اس نکات کی گیرائی اور گہرائی

[1]۔ بحار الأنوار: ۴۶/ ۲۴۴.

پر غور و فکر کرنا دعا پڑھنے والوں کے لئے کار ساز ہے، البتہ یہ دعا اس شخص کے لئے کارساز ہے جو اسے منزل تک پہنچنے کے لئے پڑھے نہ کہ راستے میں سر گرداں ہونے کے لئے پڑھتا رہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو صرف دعائے ندبہ میں ہی نہیں بلکہ خاندان وحی علیہم السلام سے ہم تک پہنچنے والی تمام دعاؤں میں پائی جاتی ہیں۔

دعا کو صرف اس لئے نہ پڑھیں کہ ہم نے دعا پڑھ لی ہے بلکہ مقصد اور ہدف تک پہنچنے اور خواہش کے حصول کے لئے پڑھیں تاکہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے، اس کی حقیقت تک پہنچ سکیں۔

ہمیں اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ مقصد تک رسائی کے لئے دعا کرنے اور اس کی عادت ڈالنے کے لئے دعا پڑھنے میں اہم فرق ہے۔ اس لئے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم ان مذکورہ دو طریقوں میں سے کس کے مطابق دعا کر رہے ہیں۔

***

گذشتہ مطالب کے تسلسل میں ہمیں اس حقیقت پر توجہ کرنی چاہئے کہ اہل بیت علیہم السلام نے اپنی دعاؤں، زیارات اور فرمودات میں بہت سے حقائق بیان کئے ہیں کہ اگر ہم ان پر غور کریں اور ان کے اہم نکات پر توجہ کریں تو ہمارے بہت سے ذہنی، روحانی اور معنوی مسائل حل ہو جائیں گے، کیونکہ یہ ہمارے تمام پیچیدہ مسائل اور ناقابل حل مشکلات کے لئے مشکل کشاء ہیں۔ غیبت کے زمانے کی اہم اور باعظمت دعاؤں میں سے ایک دعائے ندبہ

ہے، لہٰذا اس کے مطالب پر غور کریں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے یہ عظیم دعا وارد ہوئی ہے اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور اس میں توحید، نبوّت، امامت اور دین کے اہم احکامات بیان ہوئے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے دعائے ندبہ میں مقام ولایت و امامت کو بیان کرنے کے بعد امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے بارے میں بہت ہی اہم نکات بیان فرمائے ہیں اور شیعوں کو غیبت کے زمانے کے فرائض اور ذمہ داریاں تعلیم فرمائی ہیں، جنہیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے سے سوختہ بال و پر اور شکستہ دلوں کو شفا ملتی ہے۔

***

اس بحث کے آخر میں اس امر کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ جس طرح دعاؤں کے مضامین پر غور و فکر کرنے سے ہم اہم دینی مسائل سے آشنا ہوتے ہیں، اسی طرح ان مطالب کو درک کرنے کے لئے ''معرفت'' کا ہونا بہت مؤثر ہے اور انہیں سمجھنے میں اس کا بنیادی کردار ہے۔

صبر

بد قسمتی سے غیبت کے پرآشوب زمانے میں لوگ اس قدر فتنوں میں گرفتار ہیں، جس میں بہت سے خاص و عام شیعہ شامل ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس بارے میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی جائے۔

أَبِي عَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا قَالَ: قَالَ لِي لَا بُدَّ مِنْ فِتْنَةٍ صَمَّاءَ صَيْلَمٍ يَسْقُطُ فِيهَا كُلُّ بِطَانَةٍ وَ وَلِيجَةٍ وَ ذَلِكَ عِنْدَ فِقْدَانِ الشِّيعَةِ الثَّالِثَ مِنْ وُلْدِي يَبْكِي عَلَيْهِ أَهْلُ السَّمَاءِ وَ أَهْلُ الْأَرْضِ وَكُلُّ حَرَّى وَ حَرَّانَ وَكُلُّ حَزِينٍ لَهْفَانَ ثُمَّ قَالَ بِأَبِي وَ أُمِّي سَمِيُّ جَدِّي وَ شَبِيهِي وَ شَبِيهُ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ جُيُوبُ النُّورِ تَتَوَقَّدُ بِشُعَاعِ ضِيَاءِ الْقُدْسِ كَمْ مِنْ حَرَّى مُؤْمِنَةٍ وَ كَمْ مِنْ مُؤْمِنٍ مُتَأَسِّفٍ حَيْرَانُ حَزِينٌ عِنْدَ فِقْدَانِ الْمَاءِ الْمَعِينِ كَأَنِّي بِهِمْ آيِسٌ مَا كَانُوا نُودُوا نِدَاءً يَسْمَعُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُ مَنْ قَرُبَ يَكُونُ رَحْمَةً عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَعَذَاباً عَلَى الْكَافِرِينَ. [1]

---

[1] ۔ عیون اخبار الرضا علیہ السلام: ۱/ ۷ ۲۴۔

حسن بن محبوب کہتے ہیں: حضرت رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: دنیا میں کچھ فتنے رونما ہوں گے، جس کی آگ خاص و عام کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، اور یہ اس وقت ہو گا جب ہمارے شیعہ میرے تیسرے بیٹے کو کھو دیں گے، اور اہل آسمان و زمین ، دل شکستہ مرد و زن ،اور ہر غمزدہ اور مصیبت زدہ انہیں کھونے کی وجہ سے گریہ کرے گا۔ میرے ماں باپ ان پر قربان! وہ میرے جد (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہمنام ہیں، وہ میری اور موسی بن عمران (علیہ السلام) کی شبیہ ہیں۔ انہوں نے نورانی لباس پہنا ہوا ہے جو انوار قدسی کی شعاعوں سے چمکتا ہے۔ بہت سے باایمان مرد اور عورتیں ہیں جو اس طرح سے حیران، غمزدہ اور افسردہ ہیں جیسے انہوں نے "ماء معین" کو کھو دیا ہو، میں انہیں مایوس اور حیرت زدہ دیکھ رہا ہوں۔ (وہ) انہیں ایسے آواز دے گا کہ جو دور ہوں گے وہ بھی ان لوگوں کی طرح آواز سنیں گے جو نزدیک ہوں گے،وہ (یعنی امام زمانہ عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف) مؤمنوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہیں۔

اس روایت میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ غیبت کے دوران بہت سے باایمان مرد اور خواتین حیران و سر گرداں ہوں گے۔ اس لئے ہمیں مشکلات، تکالیف اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی غیبت کے زمانے کے طولانی ہونے کی مصیبت میں صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہمیں اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ آخر کار کائنات کا منظر نامہ بدلے گا اور ظلم و ستم کے دور کا خاتمہ ہو گا، لہٰذا ہمیں خدا اور اہل بیت اطہار علیہم السلام پر ایمان اور یقین سے دستبردار نہیں ہونا چاہئے اور یہ جان لینا چاہئے کہ آخر کار منتقم آل محمد علیہم السلام دنیا سے تمام دکھوں اور مصیبتوں کو مٹا دیں گے، کیونکہ وہ مؤمنین کے لئے رحمت ہیں۔ یہ وہ صبر ہے جو معرفت کے ساتھ ہونا چاہئے۔

بامعرفت شیعہ یا صبر سے سرشار علمبردار

اسلام کے آغاز سے لے کر اب تک کتنے ہی ایسے عظیم افراد گزرے ہیں جن کے وجود نے شیعوں کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا ہے اور جنہوں نے خدا کی مدد اور اہل بیت علیہم السلام سے توسل کے ذریعے دشمنان دین کے مقابلے میں پرچم تشیع کو سربلند کیا ہے۔ کیسے عظیم، شجاع اور نڈر سورما تھے جنہوں نے میدانِ جنگ میں دشمنوں کے بے باک پہلوانوں کو دھول چٹائی ہے اور ان کے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے۔

وہ کیسی عظیم شخصیات تھیں جو علم و دانش کے محکم ستون تھے اور جو مکڑی نما دشمنوں (جو اپنے وہم و گمان کو علم و آگاہی سمجھتے تھے) کے بُنے ہوئے جالوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے تھے، جنہوں نے ان پر یہ ثابت کیا تھا کہ وہ جسے آب سمجھتے تھے، وہ سراب سے زیادہ کچھ نہیں

تھا۔

مکتب اہل بیت علیہم السلام میں پروان چڑھنے والی وہ کیسی عظیم خواتین تھیں ، جو نہ صرف دین کی مضبوط اور محکم پشتیبان تھیں بلکہ انہوں نے اپنی آغوش میں شیر دل بہادروں کی پرورش کی تھی ، جنہوں نے ہر میدان میں ہمیشہ دشمن کو دھول چٹائی۔

وہ کیسے عظیم مرد ! کیسی عظیم خواتین ! کیسے عظیم بزرگ ! کیسے عظیم جوان ! اور کیسے عظیم انسان تھے جو تمام ظاہری سہولیات کی کمی کے باوجود دین اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی تبلیغ وترویج کرتے رہے اور تمام مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے صبر کے ساتھ اپنے راستے پر چلتے رہے۔

ان عظیم ہستیوں نے اپنی معرفت کی وجہ سے مصائب ومشکلات میں نہ صرف یہ کہ ہار نہیں مانی بلکہ اپنی پوری قوت وطاقت کے ساتھ دین خدااور اہل بیت علیہم السلام کی نصرت کے لئے کھڑے ہوئے۔

ان کی شناخت اور معرفت نے ان بزرگوں کو اس طرح عزم وارده کا مالک بنا دیا کہ تمام تر مشکلات کے باوجود وہ اپنے امام سے دستبردار نہیں ہوئے۔

صبر ؛ نفسانی خواہشات کو نیست ونابود کرنے کا اہم ذریعہ

دل کو پاک کرنے اور اسے نفسانی خواہشات سے بچانے کے لئے صاحبان معرفت کا صبر بہت موثر اور کار گر ہے۔کچھ عظیم روحانی شخصیات اپنی نفسانی خواہشات اور ہوا وہوس کو چھوڑ کر صبر کی وجہ سے اس مقام تک پہنچے ہیں۔

خدااور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا تقرب حاصل کرنے کی راہ میں ہمارے لئے سب سے بڑی رکاوٹ ہماری نفسانی خواہشات ہیں جو نفس اور شیطانی وسوسوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

ان کو ختم کرنے کے لئے ہمیں اپنے نفس کو برائیوں سے پاک کرنا چاہئے تاکہ ہم نفسانی خواہشات اور ہواو ہوس کے شر سے بچ سکیں۔

ان سے چھٹکارا پانے کے لئے صبر ایک اہم ترین عنصر ہے ، اسی وجہ سے ''صبر'' کو عظیم شخصیات کی ایک اہم صفت سمجھا جاتا ہے۔ائمہ اطہار علیہم السلام کے حضور کے زمانے میں آپ کے اصحاب وانصار نے بنی امیہ اور بنی العباس کے ظلم وستم کے سامنے صبر و تحمل کو اپنا عملی شعار قرار دیا۔

غیبت کے زمانے میں صبر کی اہمیت اور ضرورت زیادہ محسوس کی جاتی ہے۔غیبت کے دور میں جب لوگوں کو اپنی سب سے بڑی اور اہم ترین پناہ گاہ یعنی حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف تک رسائی حاصل نہیں ہوتی اور انہیں مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچنے کی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی تو وہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کر کے لوگوں پر مسلط مشکلات کی شدت کو کم کر سکتے ہیں۔اس کے علاوہ صبر واستقامت کی وجہ سے معنوی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کر کے خدا اور اہل بیت علیہم السلام کا قرب حاصل کرنے کے لئے اہم میدان فراہم کر سکتے ہیں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں :

فلستم أيّها النّاس نائلين ما تحبّون الاّ بالصّبر على ما تکرھون۔ [1]

اے لوگو! تم اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتے جس سے تم محبت کرتے ہو سوائے اس کے کہ جس چیز سے تم نفرت کرتے ہو اس پر صبر کرو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں صبر کی اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کے زمانے میں صبر کے بارے میں فرمایا :

يَغِيبُ عَنْهُمُ الْحُجَّةُ لَا يُسَمَّى حَتَّى يُظْهِرَهُ اللهُ فَإِذَا عَجَّلَ اللهُ خُرُوجَهُ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً ثُمَّ قَالَ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) طوبَى لِلصَّابِرِينَ فِي غَيْبَتِهِ طُوبَى لِلْمُقِيمِينَ عَلَى مَحَجَّتِهِمْ أُولَئِكَ وَصَفَهُمُ اللهُ فِي كِتَابِهِ

---

[1] ۔ بحار الأنوار : ۴۴/۵۰.

فَقَالَ «الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ» [1] **وَ قَالَ «أُولٰئِكَ حِزْبُ اللهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ».** [2]

پیغمبر خداﷺ سے جابر بن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حجت خدا ان کی نظروں سے غائب ہو جائے گی، جب تک خدا اسے ظاہر کر دے۔ پس جب خدا اسے ظاہر کرے گا تو وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہو گی۔

پھر آپ نے فرمایا:

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان کی غیبت میں ثابت قدم رہے، خوش نصیب ہیں وہ جو اپنی راہ روشن پر ثابت قدم رہے! یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے: «الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ» جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔اور فرمایا: «أُولٰئِكَ حِزْبُ اللهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ

---

[1]۔ سورۂ بقرہ، آیت: ۳.

[2]۔ سورۂ مجادلہ، آیت: ۲۲.

الْمُفْلِحُونَ»[1] یہ خدا کا گروہ ہیں، آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کا گروہ ہی فلاح پانے والا (اور کامیاب ہونے والا) ہے۔[2]

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کے کلام میں صبر کی اہمیت

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

الْزَمُوا الْأَرْضَ وَاصْبِرُوا عَلَى الْبَلَاءِ وَلَا تُحَرِّكُوا بِأَيْدِيكُمْ وَ سُيُوفِكُمْ وَ هَوَى أَلْسِنَتِكُمْ وَ لَا تَسْتَعْجِلُوا بِمَا لَمْ يُعَجِّلْهُ اللهُ لَكُمْ فَإِنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلَى فِرَاشِهِ وَ هُوَ عَلَى مَعْرِفَةِ رَبِّهِ وَ حَقِّ رَسُولِهِ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ مَاتَ شَهِيداً أُوقِعَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ وَ اسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَا نَوَى مِنْ صَالِحِ عَمَلِهِ وَ قَامَتِ النِّيَّةُ مَقَامَ اصلائه (إِصْلَاتِهِ) بِسَيْفِهِ فَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ مُدَّةً وَأَجَلاً۔[3]

---

[1]۔ سورۂ مجادلہ، آیت: ۲۲.

[2]۔ کفایۃ الاثر: ۵۹.

[3]۔ نہج البلاغہ: ۱۹۰.

اپنی جگہ پر ٹھہرو اور مصیبتوں پر صبر کرو، اور اپنے ہاتھ، تلوار یا زبان سے کوئی حرکت نہ کرو، اور کسی ایسی چیز میں جلدی نہ کرو جس میں خدا نے تمہارے لئے جلدی نہیں کی ہے۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص اپنے بستر پر اس حال میں مرے کہ اس نے خدا، پیغمبر اور ان کی اہل بیت کو پہچان لیا تو گویا وہ شہید کی موت مرا اور اس کا اجر و ثواب خدا کے ذمہ ہے جو اس کی نیت اور نیک اعمال کی جزا دے گا، اور (حکومت الٰہی کے لئے) اس کی نیت یہ تھی کہ اس نے اپنی تلوار کو (حضرت کی نصرت کے لئے) تیار رکھا ہے، کیونکہ ہر چیز کی ایک مدت اور وقت ہوتا ہے۔

حضرت امام علی علیہ السلام کے فرمان کے مطابق اگر صبر کرنے والے خدا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کی معرفت رکھتے ہوں تو خدا انہیں ان کی نیت کی وجہ سے اس شخص کا اجر دے گا جس نے راہِ خدا میں تلوار چلائی ہو اور شہید ہو گیا ہو۔ اس اعلیٰ درجہ میں معرفت کا یہ کردار ان لوگوں کے لئے ہے جو معرفت کے ساتھ صبر بھی کرتے ہوں۔

صبر کے حصول میں معرفت اور عصر ظہور کا کردار

ظہور کے پر شکوہ دور اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عظیم آفاقی حکومت کے قیام کی معرفت اور اس پر توجہ کرنے کے بہت ہی اہم آثار ہیں، جن میں سے ایک اثر ان لوگوں کے

لئے ہے جو انتظار کر رہے ہیں اور جنہوں نے اپنے انتظار کو کمال تک پہنچایا ہے۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے زمانے پر توجہ کرنے اور اس کی معرفت کے اہم اثرات یہ ہیں کہ اس سے انسان میں روحانی اعتدال پیدا ہوتا ہے اور وہ زندگی کو جاری رکھنے کی طاقت حاصل کر لیتا ہے۔

وہ لوگ جو پوری دنیا میں الٰہی حکومت کے ظہور کے منتظر ہیں، جو انسانیت کی نجات کے خواہاں ہیں اور پوری دنیا میں خدا کی عادلانہ حکومت کے قیام کے منتظر ہیں؛ وہ امن و امان اور ضروری اطمینان کے حامل ہوں گے۔ وہ اپنے معمولات زندگی میں خلل سے نجات پائیں گے اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تبلیغ اور عادلانہ عالمی حکومت کی آمد کی راہ میں اپنا فرض ادا کریں گے اور اس راہ میں کوشش کرنے سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

اگر ایسے لوگ ظہور کے زمانے اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی عالمی حکومت کے قیام کی جانب توجہ نہ کریں تو عین ممکن ہے کہ پوری دنیا میں موجود معاشرتی فتنوں اور تباہ کن لغزشوں سے ان کا شعور اور فکری توازن متأثر ہو جائے۔ اس لئے امام زمانہ ارواحنا فداہ کی آفاقی حکومت (جو خدا کا یقینی وعدہ ہے) کی طرف توجہ کرنے سے وہ ایسے حالات سے محفوظ رہیں گے جو اس طرح کے واقعات کا سبب بنتے ہیں۔

***

یہاں یہ کہنا چاہئے کہ ہم نے جن منتظر افراد کا تذکرہ کیا ہے، ان سے بہتر لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ صرف عوامی معلومات کے ذریعہ، بلکہ دل کی آگہی پر مبنی بہت سی ایسی

چیزوں سے واقف ہیں کہ جن سے عام لوگ واقف نہیں ہوتے۔ یہ لوگ نہ صرف علوم اور معارف کے لحاظ سے دوسروں سے برتر ہیں، بلکہ وہ باطنی علم کے ذریعہ معاشرتی بدعنوانی، معاشرے میں ہونے والے جرائم اور سماجی برائیوں سے بھی دوسروں سے زیادہ باخبر ہیں۔

جب ایسے افراد امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کی خلافت کو غصب کرنے اور اہل بیت علیہم السلام سے حکومت چھیننے کے اثرات[1] پر غور کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے زندگی بسر کرنا دشوار ہو جاتا ہے کہ اگر وہ ظہور کے زمانے میں خدا کے لطف و کرم اور حضرت بقیۃ اللہ الأعظم ارواحنا فداہ کی عنایات کو مد نظر نہ رکھیں تو ان کی روح پرواز کر جائے۔ان کے دل میں غم و اندوہ اور حسرتیں اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر ان کا ازالہ نہ کیا جائے تو وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں۔

امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کی خلافت کو غصب کرنے اور ابتدائے اسلام سے اہل بیت علیہم السلام پر ہونے والے ظلم و جبر سے اولیاء الٰہی (منجملہ دعبل خزاعی) کے دل پارہ پارہ ہیں ،ان کے دل حسرت اور غم و اندوہ سے لبریز ہیں اور ان کی آنکھوں میں ہر لحہ موت جلوہ گر ہوتی ہے ،ان کے لئے زندگی دشوار ہو گئی ہے اور ممکن ہے کہ وہ غم کی شدت کی وجہ سے اس دنیا سے ہی رخصت ہو جائیں ؛ لیکن جب وہ عصر ظہور کو مد نظر رکھتے ہیں تو انہیں امید کی کرن دکھائی دیتی ہے اور ان کے دل کو تسکین ملتی ہے کہ اس زمانے میں اہل بیت عصمت و طہارت علیہم السلام پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس طرح وہ موت

[1]۔ان اثرات میں جرائم، قتل و غارت اور سماجی و انفرادی فسادات شامل ہیں۔

سے نجات پاتے ہیں۔

عظیم شاعرِ اہل بیت علیہم السلام "دعبل" نے بھی اپنے اشعار میں یہ نکتہ بیان کیا ہے۔ انہوں نے ظہور کے دور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنا دردِ دل بیان کیا ہے کہ جو ان کے لئے موت کا سبب بن سکتا ہے۔

دعبل کا صاحبان معرفت کے لئے عظیم سبق

دعبل خزاعی ایک عظیم اور جلیل القدر شاعر اہل بیت علیہم السلام ہیں۔آپ نے اپنے «قصیدۂ تائیہ» میں اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔

دعبل نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے حکم پر آپ کے سامنے اپنا یہ شاہکار قصیدہ پڑھا تو امام رضا علیہ السلام نے انہیں سراہتے ہوئے ان کی بہت زیادہ تحسین و تشویق کی۔

دعبل کے اس قصیدے میں اسّی سے زیادہ اشعار ہیں،[1] جس کے دو اشعار میں انہوں نے یہ حقیقت بیان کی ہے کہ جانکاہ حسرت انسان کی جان لے سکتی ہیں اور پھر انہوں نے اپنے اشعار میں اپنا دردِ دل بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ خود بھی ایسے ہی جانکاہ غم اور حسرت میں مبتلا ہیں۔ جب انہوں نے اس سے نجات پانے کے لئے راہ حل بیان کیا تو حضرت امام رضا علیہ السلام نے اسے بہت اہمیت دی اور ان دو اشعار کو سراہتے ہوئے ان کا احترام و اکرام کیا۔ان دو اشعار میں دعبل نے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل اور آپ کے

[1]۔ دعبل خزاعی کے قصیدے میں اشعار کی تعداد ایک سو تیس تک بیان کی گئی ہے اور علامہ مجلسی جیسے بزرگوں نے اس کی شرح لکھی ہے۔

قیام کے لئے دعا کی ہے۔

ان دو اشعار میں دعبل نے ابتدائے اسلام سے ہی اہل بیت اطہار علیہم السلام پر ہونے والے ظلم و ستم کی وجہ سے موت سے نجات پانے کے لئے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کی طرف توجہ دلائی ہے۔

دعبل یہ سمجھتے ہیں کہ اگر امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کی امید نہ ہوتی تو یہ غم اور حسرتیں ان کی سانسوں کو منقطع کر دیتیں ، یعنی جس چیز کی وجہ سے ان کی سانسوں کا سلسلہ جاری و ساری ہے وہ ''قائم آل محمد علیہم السلام'' کا قیام ہے ، جو خدا کے نام اور اس کی برکات سے قیام کریں گے۔

دعبل خزاعی اپنے ان اشعار میں کہتے ہیں:

فلولا الّذی أرجوه في اليوم اوغد تقطع نفسي اثرهم حسراتي

خروج امام لا محالة خارج يقوم على اسم اللّه والبركات[1]

اگر یہ امید نہ ہوتی کہ آج یا کل ہماری آرزو پوری ہو گی تو ان حسرتوں کی وجہ سے میری سانسیں منقطع ہو جاتیں۔امام کا قیام، حتمی قیام ہو گا اور وہ خدا کے نام اور برکات سے قیام کریں گے۔

درحقیقت دعبل نے ان سب لوگوں کے لئے یہ نکتہ بیان کیا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے شدید محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور ان کے دل آل رسول علیہم السلام کے غصب شدہ حق کی

[1]۔ دعبل شاعر امام رضا علیہ السلام: ۲۴۶.

وجہ سے محزون ہیں اور یہی غم و حزن ان کی موت کا باعث بن سکتا ہے۔ان کا یہ غم و حزن، درد دل اور حسرتیں صرف ایک صورت میں کم ہو سکتی ہیں کہ جب وہ قائم آل محمد علیہم السلام کی حکومت کے قیام کو مد نظر رکھیں، جو ان کے لئے امید کی واحد کرن ہے۔

بہت سے لوگوں کے نزدیک ممکن ہے کہ دعبل کے ان دو اشعار کی کوئی زیادہ اہمیت نہ ہو کیونکہ وہ نہ تو شیعوں کے دل میں موجود اس غم سے واقف ہیں اور نہ ہی وہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی آفاقی حکومت کی عظمت سے باخبر ہے۔

اگر ہم اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں عظیم شاعر دعبل کے اشعار کی عظمت سے کسی حد تک آگاہ ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں حضرت امام رضا علیہ السلام کے اس طرز عمل پر غور کرنا چاہیئے کہ جب آپ نے دعبل کے اشعار سنے تو آپ نے ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ اس صورت میں ہم کسی حد تک اس امر کی عظمت کو درک کر سکتے ہیں۔

جب امام رضا علیہ السلام کے سامنے دعبل نے یہ دو اشعار پڑھے تو آپ تواضع اور احترام میں کھڑے ہو گئے اور سر پر ہاتھ رکھ کر ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کی۔

دعبل کے ان دو اشعار کو سننے کے بعد امام رضا علیہ السلام کا طرز عمل ظہور کے زمانے کی عظمت اور اس شاندار دور میں دنیا کی خوشحالی کی دلیل ہے، جس سے غم و اندوہ اور حسرتوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن کا پورا وجود بے شمار دکھوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ جس سے ان کی جان کو خطرہ ہے، وہ ظہور کے پر شکوہ زمانے کی آمد کے بارے میں سوچ کر خود کو موت سے بچا سکتے ہیں۔

یہ نکتہ واضح ہے کہ جو لوگ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کو یاد کرتے ہیں اور ظہور کے عظیم الشأن زمانے کے بارے میں سوچتے ہیں کہ جب پوری دنیا میں چھوٹے سے چھوٹے غم اور حسرت کا بھی وجود نہیں ہوگا تو وہ کبھی بھی اس زمانے کی آمد سے مأیوس نہیں ہوتے لیکن بد قسمتی سے بہت سے لوگ دنیا کے روشن مستقبل کی طرف توجہ نہ دینے کی وجہ سے مأیوسی اور ناامیدی میں مبتلا ہیں کہ جس کی سب سے بڑی وجہ ان میں معرفت کی کمی ہے۔

ہمیں خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں امام زمانہ ارواحنا فداہ اور آپ کی عادلانہ عالمی حکومت کی یاد سے مأنوس فرمائے تا کہ ہم اہل بیت علیہم السلام کی عالمی حکومت کی آمد سے مأیوس نہ ہوں۔اسی وجہ سے ہم نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے جو دعائے قنوت ذکر کی ہے ،اس میں خدا سے یہ دعا کرنی چاہئے : « ولاتوحشنا من أُنسه »،[1] ہمیں ان سے مأنوس ہونے سے وحشت میں مت ڈال۔ کیونکہ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے انس و محبت دلوں کو زندہ رکھتی ہے اور مأیوسی و ناامیدی کو ختم کرتی ہے۔

اگرچہ غیبت کا زمانہ مصائب اور مشکلات کا زمانہ ہے جو حضرت اور ان کے خاص دوستوں کے دل کو مجروح کرتا ہے، لیکن آپ کی حکومت کے مستقبل کی طرف پوری توجہ کرنے سے زمانۂ غیبت کے مصائب و مشکلات کی سختیاں کم ہو جاتی ہیں۔

ہمارے اس مذکورہ بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ « زمانۂ ظہور کی عظمت کی معرفت» کس حد تک ''صبر'' کے لئے مؤثر ثابت ہو سکتی ہے اور صابرین کو روحانی طور پر

---

[1] ۔مہج الدعوات : ۸۵، البلد الامین : ۶۶۰، مصباح المتہجّد : (کچھ فرق کے ساتھ)، صحیفہ مہدیّہ : ۱۶۷.

گرنے سے بچا کر اعلیٰ روحانی درجات تک پہنچا سکتی ہے۔

اختتامیہ

امام زمانہ ارواحنا فداہ کا شکستہ قلب

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا سب سے بڑا غم سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہے، جس کی وجہ سے آپ ہمیشہ محزون اور غمزدہ ہیں اور اس غم میں خون کے آنسو بہاتے ہیں اور کئی صدیاں گزرنے کے باوجود بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کا انتقام نہیں لیا گیا اور اب بھی آپ کا خون تازہ ہے، جس کی وجہ سے قلب عالم امکان حضرت امام زمانہ ارواحنا فداہ کا دل رنجیدہ ہے۔

آپ یہ سوچیں کہ جب قلب عالم میں نہ ختم ہونے والا غم ہو، جس سے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا دل غمزدہ اور رنجیدہ ہو تو پوری دنیا پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے اور تمام مخلوقات پر اس کا کیا اثر ہوتا ہوگا۔

اس بات کی وضاحت کے لئے اس نکتہ پر توجہ فرمائیں:

ظہور کے زمانے کے متعلق ہمارے پاس بہت سی روایات موجود ہیں جن میں دنیا اور اہل دنیا کی حالت بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض روایات میں پرندوں اور مچھلیوں وغیرہ کے بارے میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ظہور کے وقت کی آمد کی وجہ سے اپنے ادراک کی حد کے مطابق مقام ولایت سے تعلق اور ارتباط کی وجہ سے خوشی کا ظہار کریں گے ۔ نیز وہ عصر

ظہور میں دنیا میں عدل و انصاف کے پھیلاؤ، تمام جنگوں اور ظلم و ستم کے خاتمے کی وجہ سے بھی خوش و خرم ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ ظہور کے پر شکوہ زمانے کو درک کرنے والی مخلوقات اس کی وجہ سے خوشی اور مسرت کا اظہار کریں گی، البتہ ان میں امام حسین علیہ السلام کا خون بھی بے اثر نہیں ہو گا اور یہ حالت اسی طرح باقی رہے گی کہ جب تک امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ظہور نہ ہو جائے۔

امام حسین علیہ السلام سے وارد ہونے والی ایک روایت میں آپ نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ آپ کے خون کو تب تک چین نہیں ملے گا، جب تک امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ظہور نہ ہو جائے۔

امام سجاد علیہ السلام نے یہ روایت اپنے والد گرامی حضرت امام حسین علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

قال علی بن الحسین علیہما السلام: قال أبی:...یا ولدی یا علی واللہ لایسکن دمی حتّی یبعث اللہ المہدی فیقتل علی دمی من المنافقین الکفرۃ الفسقۃ سبعین ألفاً. [1]

[1]۔ المناقب: ۸۵/۴، بحار الأنوار: ۲۹۹/۴۵.

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بابا نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اے علی! خدا کی قسم! میرے خون کو تب تک چین نہیں ملے گا جب تک خدا (امام) مہدی (علیہ السلام) کو نہ بھیج دے۔ پس وہ میرے خون کا انتقام لینے کے لئے ستّر ہزار (یعنی کثیر تعداد میں) منافق فاسقوں کو قتل کریں گے۔

اس روایت کے مفہوم پر غور کرنے سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت سے لے کر اب تک اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے قیام سے لے کر امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں سے آپ کے خون کا انتقام لینے تک آپ کے دل کو چین اور خون کو سکون نہیں ملے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتقام کے درمیان ایک لازمہ پایا جاتا ہے۔

امام حسین علیہ السلام کا کھولتے ہوئے خون اور کئی صدیوں سے آپ کے خون کو سکون نہ ملنے سے امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے دل پر کیا گزرتی ہو گی اور آپ کا دل کس قدر رنجیدہ ہو گا، اسی وجہ سے آپ امام حسین علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

فلأندبنّك صباحاً ومساءً ولأبكينّ لك بدل الدموع دماً.[1]

---

[1] ۔ بحار الأنوار: ۱۰۱/۳۲۰.

صبح و شام آپ پر گریہ و زاری کروں اور آپ پر آنسوں کی بجائے خون کے آنسو بہاؤں۔

جب تک امام حسین علیہ السلام کے خون کو چین نہ مل جائے تو کیا امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے دل کو آرام و سکون مل سکتا ہے ؟

جب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا دل امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی وجہ سے رنجیدہ ہو تو کیا ظہور کے علاوہ کسی چیز سے آپ کے دل کو سکون مل سکتا ہے ؟

ہم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے بے چین اور رنجیدہ دل کو کیوں یاد نہیں کرتے ؟

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور کے لئے دعا کیوں نہیں کرتے ؟

ہم آپ کے ظہور سے کیوں غافل ہیں؟

ہم دعاؤں اور زیارتوں میں امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا کرنے کے سلسلہ میں وارد ہونے والی ان تمام تاکیدات کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں؟

ہم امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے اس پیغام کو کیوں بھول جاتے ہیں جس میں آپ نے خود حکم دیا ہے کہ میرے ظہور میں تعجیل کے لئے کثرت سے دعا کرو؟

ابتدائے اسلام میں جن لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کو تنہا چھوڑ دیا تھا، آج ہم نے انہی لوگوں کی طرح اپنے زمانے کے امام کو کیوں تنہا چھوڑ دیا ہے اور ہم ان کے لئے کیوں کوئی کام نہیں کرتے ؟

جب امام صادق علیہ السلام یہ فرماتے ہیں کہ اگر میں حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

کے زمانے میں زندہ ہوتا تو میں پوری زندگی ان کی خدمت کرتا تو پھر ہم امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی امامت کے زمانے میں ہونے کے باوجود آپ کی خدمت کیوں نہیں کر رہے ؟ !

اگر امام صادق علیہ السلام کے اس فرمان پر غور کیا جائے تو یہ روایت انسان کو یکسر بدل دیتی ہے ،آپ اس روایت میں فرماتے ہیں :

...لوأدرکته لخدمته أیّام حیاتی. [1]

اگر میں ان کے زمانے کو درک کر لوں تو میں پوری زندگی ان کی خدمت کروں۔

امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کرنے کے لئے ہمارے اعمال اور رفتار و کردار پر رئیس مذہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمان کا بہت زیادہ اثر ہونا چاہئے اور ہمیں اپنے اندر ایک موٴثر تبدیلی اور مضبوط جذبہ پیدا کرنے اور امام عصر ارواحنا فداہ کی خدمت کرنے کے لئے کمر کس لینی چاہئے۔

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف

غدیر کے جاودانہ اور عظیم خطبہ اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کے فرامین کو مد نظر رکھتے ہوئے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام سے لے کر شیعوں کی پوری تاریخ میں بہت سے شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ،امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام اور آپ کے اوصیاء کے سلسلہ میں کوتاہی

[1] ۔الغیبۃ (مرحوم نعمانی) : ۳۸۳، بحار الأنوار : ۱۴۸/۵۱ .

کرتے آئے ہیں۔

اسی طرح حضرت بقیۃ اللہ الأعظم عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے زمانے میں ہم بھی قصور وار ہیں اور حضرت کے حق میں مسلسل کوتاہی کر رہے ہیں، حالانکہ ہمارے پاس ان کوتاہیوں کا کوئی بہانہ بھی نہیں ہے۔

اس لئے ہم اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتے ہوئے پختہ عزم اور محکم ارادے کے ساتھ امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کرنے کا عہد کرتے ہیں اور اس مہربان اور رؤوف امام سے اپنی کوتاہیوں پر معذرت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

«یَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ». [1]

اے ہمارے باپ (خدا سے) ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کریں، یقیناً ہم خطاکار تھے۔

ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ اگر ہم واقعاً امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے معذرت طلب کریں، اپنی خطاؤں اور کوتاہیوں پر صدق دل سے معافی مانگیں اور اس کی تلافی کرنا چاہیں تو یہ مہربان باپ اپنی باہیں پھیلائے ہوئے ہمیں اپنی آغوش میں لے لے گا، ہمارے ماضی سے در گزر کرتے ہوئے ہمیں اپنے کریمانہ فضل سے قبول فرمائے گا۔

---

[1] ۔ سورۂ یوسف، آیت: ۹۷.

فہرست مطالب

انتساب

سخن مترجم 1

مقدمہ

عالمی عادلانہ حکومت یا دنیا کے مستقبل کا اہم ترین واقعہ 7
غیبت کی کئی صدیاں... 9
امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی تنہائی 10
امام زمانہ ارواحنا فداہ کی تنہائی کے بارے میں وضاحت 12
امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے غفلت 14

پہلا باب

امام زمانہ ارواحنا فداہ کے دشمنوں کی سازشیں

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی ولادت سے پہلے سے لے کر ظہور کے زمانے تک آپ سے دشمنی 19
سقیفہ سے دشمنی کا آغاز 20
سقیفہ کے اثرات اور نتائج 22

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی ولادت کو روکنے کے لئے ائمہ اطہار علیہم السلام کو شہید کرنا 23
اس بارے میں امام صادق علیہ السلام کا فرمان 23
اس بارے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرمان 25
امام زمانہ ارواحنا فداہ کے دشمنوں کی مختلف کوششیں 27
انسانوں کی خلقت کے اصل مقصد کو ختم کرنے کے لئے دشمنان دین کی سازشیں..28
امام زمانہ ارواحنا فداہ کی حکومت کے خلاف خوف وہراس پیدا کرنا!................29
پوری دنیا سے جنگوں کا خاتمہ 30
دشمن کا ایک اور منصوبہ 32
امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کی تنبیہ 33
ظہور کے زمانے کی آمد سے ناامید کر دینا 35
عصر ظہور سے غفلت کے درد سے بھی شدید درد 41
دشمن کی جانب سے شکوک وشبہات پیدا کرنا 43
مہدویت کے دعویدار... 45
دشمن کے مختلف حربے 49
دشمن کی قدیم سازشوں کا ایک نمونہ 50
دشمن کی جدید سازشوں کا ایک نمونہ 54

دوسرا باب

امام زمانہ ارواحنا فداہ کے دشمنوں سے مقابلہ

دشمن کا مقابلہ 59
امام حسین علیہ السلام کی نگاہ میں شیعوں کے لئے فکری اور عقیدتی کام کرنے کی اہمیت . 60
لوگوں کو امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی طرف دعوت دینا 64
ایک شخص کو امام زمانہ ارواحنا فداہ سے آشنا کرنا سو سال کی عبادت سے افضل 66
امام حسن عسکری علیہ السلام کی دعائے قنوت کا ایک اہم حصہ 70
شیعوں کے لئے ایک اہم نکتہ 72
امام حسن عسکری علیہ السلام کے قنوت کا دوسرا حصہ 73
تبلیغ میں شدت پسندی سے گریز 76
کیا ہم سب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خدمت کر سکتے ہیں؟ 77
امام زمانہ ارواحنا فداہ کی خدمت کرنے کے بارے میں قم کے ایک عالم کا مکاشفہ 80
غدیر کا جاودانہ خطبہ اور امام زمانہ ارواحنا فداہ کی تبلیغ 83
غدیر کے خطبہ میں امام زمانہ ارواحنا فداہ کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات .. 84

تیسرا باب

ولایت اہل بیت علیہم السلام کی عظمت

اہل بیت علیہم السلام کی عظمت 91

ائمہ اطہار علیہم السلام صاحبان امر ہیں 95

پہلی روایت 97

دوسری روایت 101

تیسری روایت 102

چوتھی روایت 103

اولی الأمر سے دشمنی کا راز 104

غدیر کے جاودانہ خطبہ کا ایک اہم نکتہ 106

غدیر کے عالمی خطبہ میں اہل بیت علیہم السلام کی حجیت 108

اہل زمین وآسمان پر اہل بیت علیہم السلام کی ولایت 110

تمام مخلوقات پر امام زمانہ ارواحنا فداہ کی حاکمیت 113

امام زمانہ ارواحنا فداہ کی قدرتِ ولایت سے خصوصی استفادہ 114

ایک ہندو شخص کا اہم واقعہ اور امام زمانہ ارواحنا فداہ سے توسل 115

حضرت امام زمانہ ارواحنا فداہ کی خدمت میں ہندو شخص کے شرفیاب ہونے کے بارے میں دو نکات 117
امام زمانہ ارواحنا فداہ سب پر حجت خدا 117
امام زمانہ ارواحنا فداہ نے ہندو شخص کی حاجت روائی کیوں کی؟ 118

چوتھا باب

اہل بیت علیہم السلام کی معرفت

اہل بیت علیہم السلام کے مقام و مرتبہ کی معرفت 123
اہل بیت علیہم السلام کی معرفت کے اثرات 123
امیر المؤمنین علیہ السلام کے کلام میں صاحبان معرفت کی خصوصیات 127
سماج میں اولیاء الٰہی اور صاحبان معرفت کے اثرات 133
امام زمانہ ارواحنا فداہ کی غیبت کے زمانے میں اولیاء خدا 134
محبت؛امام زمانہ ارواحنا فداہ کی معرفت کے حصول کا ایک اہم ذریعہ 135
خدا کی معرفت، امام زمانہ ارواحنا فداہ کی معرفت ہے 137
محبت؛امام زمانہ ارواحنا فداہ سے تقرب کا اہم ذریعہ 139
امام حسن عسکری علیہ السلام کے قنوت کا ایک حصہ 140

حضرت امام علی علیہ السلام کی نظر میں سب سے بہترین اور بدترین افراد 142
دشمنان اہل بیت علیہم السلام کی صحبت معرفت کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ 145
معرفت کی راہ میں حائل ایک اور رکاوٹ 146
ایک بہترین شخصیت 149
معرفت کے موانع کو پہچاننے کے لئے خود شناسی کی اہمیت 153
خود شناسی کے ذریعہ معرفت کی راہ میں حائل رکاوٹوں سے دور رہنا.......... 156

پانچواں باب

عصر غیبت کی ذمہ داریوں میں معرفت کا کردار

عصر غیبت کی ذمہ داریوں میں معرفت کا کردار 161
انتظار.. 162
انتظار ہماری زندگی کا اہم جز! 163
امام زمانہ ارواحنا فداہ کے انتظار میں تین اہم نکات 166
ا۔ عصر غیبت سے آشنائی.................................... 167
۲۔ عصر ظہور سے آشنائی.................................... 167
۳۔ امام زمانہ ارواحنا فداہ کی معرفت 168

حضرت امام علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی طرف شیعوں کی خاص توجہ 169
امام زمانہ ارواحنا فداہ کی جانب خاص توجہ 171
امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور کے منتظرین کا تمام زمانوں کے لوگوں سے افضل ہونا . 173
سچے منتظر 175
معرفت کے ذریعہ دل کا تذکیہ 176
عصر ظہور کے منتظر اولیائے الٰہی کے لئے امام سجاد علیہ السلام کی دعا 177
ایک ولی خدا.. 179
منتظرین ظہور.. 180
انتظار یا امام زمانہ ارواحنا فداہ سے اُنس.................................. 181
ہوا و ہوس اور نفسانی خواہشات سے پاک دل............................ 182
دعا.. 186
امام زمانہ ارواحنا فداہ کے ظہور میں تعجیل کے لئے دعا 188
دعائے فرج کے بارے میں اہم واقعہ 190
غیبت کے زمانے کی دعاؤں میں بنیادی نکات 197
دعاؤں کے مضمون پر توجہ 199
دعائے ندبہ، غیبت کے دور کی سب سے اہم درسی کتاب 200

صبر 203
بامعرفت شیعہ یا صبر سے سرشار علمبردار 205
صبر ؛ نفسانی خواہشات کو نیست و نابود کرنے کا اہم ذریعہ 206
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں صبر کی اہمیت 208
امیر المؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام کے کلام میں صبر کی اہمیت 210
صبر کے حصول میں معرفت اور عصر ظہور کا کردار 211
دعبل کا صاحبان معرفت کے لئے عظیم سبق 214
اختتامیہ 218
امام زمانہ ارواحنا فداہ کا شکستہ قلب 218
امام زمانہ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف 222
فہرست مطالب 225